ایک نایاب تحقیق

تجوید القرآن

بروایت حفص طریقہ شاطبیہ

(ترجمہ : بغية عباد الرحمن لتحقيق تجويد القرآن)

مؤلف : پروفیسر/ الشیخ/ محمد بن شحادہ الغول

مترجم : الاستاذ/ وسیم اختر بلال قاسمی

ایک نایاب تحقیق

تجوید القرآن

بروایت حفص طریقہ شاطبیہ

(ترجمہ : بغیة عباد الرحمن لتحقیق التجوید القرآن)

مؤلف: پروفیسر / الشیخ / محمد بن شحادہ الغول
مترجم : الاستاذ / وسیم اختر بلال قاسمی

ح وسيم اختر بلال قاسمي ، ١٤٢٤هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
قاسمي ، وسيم اختر بلال
بغية عباد الرحمن لتحقيق تجويد القرآن - باللغة الأوردية. /
وسيم اختر بلال قاسمي - الدمام ١٤٢٤هـ
..ص ١٧ × ٢٤ سم
ردمك ٨- ٢٤٠-١٠-٩٩٦٠
١- القرآن - القراءات والتجويد أ - العنوان
ديوي ٢٢٨,٩ ١٤٢٤/٢٤١٠

رقم الإيداع : ١٤٢٤/٢٤١٠
ردمك ٨- ٢٤٠-١٠-٩٩٦٠

حقوق الطبع محفوظة
الطبعة الأولى
١٤٢٤هـ / ٢٠٠٣م

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب کا نام	:	تجوید القرآن
مصنف کا نام	:	الشیخ محمد بن شحادۃ الغول
مترجم کا نام	:	الاستاذ وسیم اختر بلال قاسمی
اشاعت	:	اول
سنہ اشاعت	:	۲۰۰۳ء
مقدار اشاعت	:	۵۰۰
مقام اشاعت	:	الابتکار پریس الدمام سعودی عرب

جملہ حقوق طباعت مترجم کے لئے محفوظ ہیں

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
پیش لفظ	۱
تقریظ	۳
مقدمہ ترجمہ	۵
مصنف کا تعارف	۷
مقدمہ (طباعت اول)	۸
مقدمہ (طباعت ششم)	۱۰
سند مصنف	۱۵
پہلا باب	۱۷
پہلی فصل: قرآن کی تلاوت، اسکی تعلیم اور آداب تلاوت	۱۹
دوسری فصل: حفص رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف	۲۷
تیسری فصل: علم تجوید کی ابتدائی باتیں	۲۸
چوتھی فصل: لحن	۳۲
پانچویں فصل: ارکان قرآت	۴۵
دوسرا باب	۴۹
پہلی فصل: تلاوۃ کے مراتب	۵۰
دوسری فصل: استعاذہ	۵۲
تیسری فصل: بسملہ	۵۷
تیسرا باب: احکام الوقف والابتداء	۶۱
پہلی فصل: وقف کے انواع اور احکام	۶۳
دوسری فصل: وقف اختیاری کے اقسام	۶۷
تیسری فصل : ابتداء اور اس کے انواع	۱۱۱
چوتھی فصل : کلمہ سے ابتداء	۱۱۹
پانچویں فصل : آخر کلمات پر وقف	۱۲۶

مضامین	صفحہ نمبر

چھٹی فصل : بعض کلمات قرآنیہ کی لکھائی	۱۳۵
چوتھا باب: مخارج الحروف	۱۳۷
پہلی فصل: حروف اصلیہ کے مخارج	۱۳۹
جوف	۱۴۲
حلق	۱۴۳
زبان	۱۴۶
ہونٹ	۱۵۴
خیشوم	۱۵۵
حروف کے القاب	۱۵۶
دوسری فصل: حروف فرعی کے مخارج	۱۵۹
پانچواں باب: حروف کی صفات	۱۶۳
فصل اول : صفات اصلیہ	۱۶۵
فصل دوم : صفات اور حروف کی قسمیں قوت اور ضعف کے اعتبار سے۔	۱۸۲
فصل سوم : ہر حرف کی صفات کے استخراج کا طریقہ	۱۸۶
چھٹا باب: عارضی صفات	۱۸۹
مقدمہ: تفخیم اور ترقیق میں غلطیوں کے اسباب	۱۹۰
پہلی فصل: ہمیشہ موٹے پڑھے جانے والے حروف اور انکی غلطیاں	۱۹۳
دوسری فصل: ہمیشہ باریک پڑھے جانے والے حروف اور ان کے تمام احوال کا بیان۔	۱۹۸
تیسری فصل: حروف جو کبھی موٹے اور کبھی باریک پڑھے جاتے ہیں	۲۰۲
ساتواں باب :احکام نون ساکن اور تنوین	۲۱۱
حرف ساکن اور متحرک کا فرق اور اس کے لکھنے کا طریقہ	۲۱۳
احکام التقاء الساکنین (دو ساکنوں کے ملنے کے احکام)	۲۱۴
نون ساکن اور تنوین کا فرق اور اسکے لکھنے کا طریقہ	۲۱۸
پہلی فصل : اظہار حلقی	۲۲۱
دوسری فصل: ادغام	۲۲۳

صفحہ نمبر

مضامین

تیسری فصل : اقلاب ۲۲۶

چوتھی فصل : اخفاء حقیقی ۲۲۸

آٹھواں باب :حروف مشدد کے احکام ۲۳۳

حرف مشدد کی تعریف اور اس کی لکھائی۔ ۲۳۴

غنہ کے اعتبار سے حروف مشدد کی قسمیں۔ ۲۳۵

غنہ کی ادائیگی کی عام غلطیاں۔ ۲۳۶

غنہ کے مراتب۔ ۲۳۶

نواں باب: میم ساکن کے احکام ۲۳۹

فصل اول : اخفاء شفوی ۲۴۱

فصل دوم : ادغام مثلین صغیر ۲۴۳

فصل سوم: اظہار شفوی ۲۴۵

دسواں باب: لام ساکن کے احکام ۲۴۷

فصل اول:لام (ا ل) کے احکام ۲۴۸

فصل دوم: لام فعل کے احکام ۲۵۰

فصل سوم : لام امر کے احکام ۲۵۱

فصل چہارم: لام اسم کے احکام ۲۵۲

فصل پنجم :لام حرف (ھل ، بل) کے احکام ۲۵۳

گیارھواں باب:ادغام اور اسکی قسمیں ۲۵۵

فصل اول : ادغام صغیر ، ادغام کبیر ۲۵۶

فصل دوم : ادغام کامل ، ادغام ناقص ۲۵۸

فصل سوم ۱۔ تماثل ۲۔ تجانس ۳۔ تقارب ۴۔ تباعد ۵۔ ادغام کی عام غلطیاں ۲۵۹

فصل چہارم : ادغام کی رکاوٹیں (موانع ادغام) ۲۶۵

بارھواں باب: مد اور قصر کے احکام ۲۶۷

پہلی فصل : مد اصلی : تعریف حروف اسکی ضروری چیزیں ۲۶۹

مضامین	صفحہ نمبر
دوسری فصل: مد فرعی: تعریف اقسام	۲۷۷
تیرواں باب: رسم عثمانی	۲۸۷
پہلی فصل : حذف	۲۸۹
دوسری فصل: زیادہ	۲۹۲
تیسری فصل: ابدال	۲۹۳
چوتھی فصل: ھمزہ	۲۹۸
پانچویں فصل: فصل اور وصل	۳۰۰
چھٹی فصل: دو قراتیں جبکہ لکھائی ایک کی ہو	۳۰۵
قصر منفصل کی روایت	۳۰۶
تکبیر	۳۰۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حدیث نبوی ہے کہ سب سے اچھا انسان قرآن سیکھنے اور سیکھانے والا ہے (بخاری) بحیثیت مسلمان، قرانی تعلیم، قران فہمی ہمارا مذھبی فریضہ ہے اسی طرح بحیثیت انسان ہماری اخلاقی اور سماجی ذمہ داری، یہ بھی ہے کہ عالم انسانی کو اس بے نظیر پیغام، بے مثال دستور حیات اور بیش قیمت ذخیرۂ معلومات سے روشناس کرائیں تا کہ پوری انسانی برادری مستفید ہو اور فلاح دارین پائے۔

قران کے پر شوکت الفاظِ شاہی کو ادا کرنا بھی باعث فخر و سعادت ہے۔اسکے حرف حرف پر دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ فرمان رسالت ہے کہ جس نے کلام الٰہی کا ایک حرف ادا کیا اس نے ایک نیکی پائی جو دس نیکیوں کے برابر ہے (کلامِ شاہی میں سے مثلا) الٓمٓ کو ایک حرف نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ ہر حرف الگ الگ شمار ہوگا۔ الف ایک حرف، لام ایک حرف، میم ایک حرف ہے (ترمذی)۔

غور طلب امر یہ ہے کہ مثال بھی ان حرفوں کی دی گئی جن کو سمجھنا شرط نہیں۔ گویا فرمان الٰہی کی صحیح ادائیگی بھی ایک اعزازِ شاہی ہے بلکہ یہ ایسا اعجاز الٰہی ہے کہ اپنے مخصوص اسلوب کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ رسول مقبول ﷺ تک پھر صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین سے ہوتا ہوا ہم تک پہنچا نیز ہم سے دوسروں تک پہنچ کر قیامت تک یہ بابرکت سلسلہ جاری رہے گا۔ اسی سلسلہ کو اصطلاحا فن تجوید کہا جاتا ہے۔ فن تجوید کی بنیاد تو آغاز وحی سے ہی ہے مگر باضابطہ دوسری صدی ہجری سے خاصکر ابو الاسد الدوَلی، خلیل احمد الفراھیدی کی بنیادی کو ششوں سے یہ فن پروان چڑھا۔ اور اسکی روایت حفص تو برصغیر بلکہ پورے ایشیاء میں مقبول ہوئی۔

اس فن کی سینکڑوں کتابیں مختلف زبانوں میں آج تک تدوین ہو رہی ہیں۔ بغیۃ عباد الرحمٰن جسکو استاذی محمد بن شحادۃ الغول نے مرتب کیا ہے یہ ایک جامع اور معتدل تحقیقی کتاب ہے جس میں جدت اور ندرت بھی ہے اور قدیم طویل بحثوں سے اجتناب بھی، اختلافی مسائل میں لچکدار رویہ بھی ہے، رسم الخط کے مباحث بھی عام فہم انداز میں ہیں۔ جبکہ وقوف کے ابواب میں مختلف ممالک

کے مصاحف پر ایک نظر ڈالی گئی ہے، مخارج حروف کے باب میں نقوش دہن سے مدد لی گئی ہے، کلمات مفصولہ، موصولہ اور توسط، قصر کی قرآت کے جداول (چارٹ) کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ان خصوصیات کے علاوہ میں نے اس کتاب کو ترجمہ کے لئے اس لئے بھی منتخب کیا ہے کہ تالیف میں عجمی اسلوب کا بھی لحاظ ہے نیز مملکت سعودیہ میں یہ کتاب جمعیۃ الخیریہ لتحفیظ قرآن کے دورات تجوید کے کورس میں شامل ہے۔ لیکن برصغیر کے شائقین کے لئے یہ کتاب عربی زبان کی وجہ سے دشوار تھی،اس لئے اردو میں ترجمہ کرکے ان کو آسانی فراہم کی گئی ہے تاکہ بہ آسانی فن تجوید کے ذریعہ تلاوت کلام الٰہی کی سعادت حاصل کرسکیں۔

اس کتاب کو سبقاً سبقاً پڑھا جائے تو انشاءاللہ بہت استفادہ ہوگا خاصکر مدارس کے طلبہ اس نئی تحقیق سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قارئین کرام بالخصوص علماء عظام سے درخواست ہے کہ اس کتاب یا ترجمہ کتاب (بلکہ ترجمانی) کے کمزور پہلوؤں کی نشاندہی فرما کر اجر حاصل کریں۔

کتاب کے ترجمہ سے لیکر منظر عام پرآنے تک جن حضرات نے تعاون فرمایا انکا ممنون ہوں خاصکر استاذی المحترم شیخ محمد بن شحادۃ الغول صاحب، جناب شیخ خالد عبداللہ الزاھد صاحب مدیر مطبع ابتکار، نیز جناب محمد جہانگیر صاحب، سید عبدالسبحان صاحب، جناب جاوید مسعود صاحب اور جناب عبدالغفار صاحب ، جناب ریاض صاحب کا مشکور ہوں جنہوں نے ترتیب و تزئین میں ہمہ دم ساتھ دیا۔

دعاءگو دعاء کا طالب اور اجر کا متمنی

وسیم اختر بلال

تقريظ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً فان من أكبر النعم التى أنعمها الله على المؤمنين هذا القرآن العظيم الذى أنزله على خاتم الأنبياء والمرسلين فكشف به ظلمات الجهل وأسباب العذاب وكشف به عن نفائس العلوم وأوضع حقائق الدين ومحاسنه فأصبحت القلوب تحى به أعظم مما تحياالارض بوابل السحاب فكانت تلاوته وفهمه نوراً وحياة وسعادة فى الدارين وكان الواجب على كل مسلم تلاوة كتاب الله على أحسن وجه بلا لحن ولا خطأ فى الاعراب والتجويد.

وقد قام الشيخ محمد بن شحاده الغول بتأليف كتاب بغية عباد الرحمن لتحقيق تجويد القرآن فكان مفيداً ونافعاً فى تحقيق تجويد القرآن بل هو مدرسةً يتخرج كل من درسه و اتقنه مجوداً لكتاب الله .

وحيث إن إخواننا الأعاجم مثل العرب بحاجة إلى علم التجويد. قام الأخ وسيم أختر بلال بترجمة هذا الكتاب من العربية إلى اللغة الأردويه و هذا عمل جليل و عظيم الفائدة يحقق لإخواننا الأعاجم خيراً كثيراً فى إتقان علم التجويد، وقد عرفت الأخ وسيم أختر بلال مدرساً فى حلقه تحفيظ القران فى أحد الجوامع بالدمام منذ سنوات وهو مجتهد فى تعليم كتاب الله لأولاد المسلمين وله اجتهاد بارز فى العناية بهذا المسجد الجامع لكونه مؤذنا به و ينوب عن الامام عند غيابه.

وأسأل الله أن يرزقنا وإيّاه الإخلاص فى الأقوال والأعمال وأن يقبل منا أعمالنا الصالحة وأن يوفق جميع المسلمين للعلم النافع والعمل الصالح . والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله و صحبه.

عضو مجلس اداره الجمعيه الخيريه لتحفيظ القرآن الكريم

بالمنطقه الشرقيه ورئيس الشؤون العلميه

يوسف بن عبد الرحمن العفالق

تقریظ

تمام تعریفیں اللہ واحدکی، درود و سلام نازل ہو اس نبی پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہےاور انکے آل واصحاب پر سلامتی ہو۔ سب سے بڑی نعمت جو مسلمانوں پر ہے وہ قرآن عظیم کی نعمت ہے جو خاتم الانبیاء پر نازل ہوئی۔ جسکی وجہ سے جہالت کی تاریکی چھٹ گئی عذاب کے اسباب ہٹ گئے، علوم کے حقائق منکشف ہوئے، دین کے حقائق اور محاسن واضح ہوئے۔ (جس نے مردہ) دلوں میں زندگی کی لہر اس طرح دوڑادی جیسے (مردہ) زمین میں بادلوں کی بارش سے جان آجاتی ہے۔ قرآن کی تلاوت اورقرآن فہمی، نور زندگانی بھی ہے سعادت دارین بھی ہے۔ کتاب اللہ کی اچھی ادائیگی "زیر و زبر" کی درستگی اور فن تجوید سے پڑھائی ہرمسلم کے لئے ضروری ہے۔

چنانچہ الشیخ محمد بن شحادۃ الغول نے فن تجوید کی تحقیق میں ایک کتاب "بغیہ عباد الرحمٰن" کی تالیف کا کام انجام دیا۔ جو نہایت مفید ثابت ہوئی۔ بلکہ پوری تحقیق اور تدقیق کے ساتھ پڑھی اور پڑھائی گئی۔ چونکہ ہمارے عجمی بھائیوں کو بھی تجوید کی ضرورت ہے اس لئے جناب وسیم اختر بلال صاحب نےاس عربی کتاب کے اردو ترجمہ کا کام انجام دیا جو نہایت عظیم اور مفید کام ہے۔ عجمی بھائیوں کےلئے تجوید کی ایک تحقیق ہے۔

میں جناب وسیم اختر بلال صاحب کو بذات خود جانتا ہوں یہ تحفیظ القران کے اچھے مدرس ہیں ۔ سالہاسال سے ابناء مسلمین کو پورے انہماک اور جدوجہد سے فرمان الٰہی کی تعلیم دے رہے ہیں۔ اور جامع مسجد (معاویہ) میں نیابت امام اور اذان کی ذمہ داری بھی اپنے کندھوں پرلے رکھی ہے۔ میری دعاء ہے کہ ہمارے اور انکے اعمال و اقوال خالصتا اللہ کےلئے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہم سب کے اعمال قبول فرمائے۔ اور تمام مسلمانوں کو عمل صالح اور علم نافع کی توفیق عطاء فرمائے۔ درود و سلام آنحضرت ﷺ پر اور ان کے اصحاب پرہو۔

ممبر ادارہ جمعیۃ الخیریہ تحفیظ القران منطقہ الشرقیہ

و صدر شؤن علمیہ

یوسف بن عبد الرحمٰن العفالق

مقدمه الترجمة

الحمد لله رب العالمين، منزل القرانه بلسان عربى مبين ، والصلاة والسلام على أفصح العرب والعجمين، وعلى آله و صحبه أهل الفصاحة والبلاغة واللسان العربى المبين ، الذين تلقوا القرآن عن نبيهم صلى الله عليه وسلم و بلغوه إلى العالمين عربا و أعجمين ، فكانوا خير الملقى و خير المتلقى۔

فلما تلقى القرآن غير العرب رأوا أنه لا يمكنهم إتقان لفظه و تدبر معناه إلا بدراسة العربية فانبرى لدراسة العربية والقرآن جماعة منهم فقدموا للعربية والقرآنه أكثر من العرب، فإنه معظم أئمة العربية من غير عرب، فسلف الأعاجم خدموا العربية من أجل القرآن ، إلا أنه جاء من بعدهم خلف من العرب ومن العجم فيضعوا اللسان العربى الفصيح فانتشرت بين العرب الأمية المخالطة للعجمة ، وعادت اللغات الأعجمية بين المسلمين فصار الولاء للغة أكثر من الولاء للقرآن ۔ من أجل ذلك أذنت للأخ/وسيم اختر بلال / الذى تلقى علينا كتاب البغية و علمه فى الدورات القرآنية أكثر من ست سنوات فى المملكة العربية السعودية بأنه يترجم كتابى هذا إلى لغة الأردوية۔

علنى أجد فى خلف الخلف من ينبرى لخدمة العربية والقرآن فيعود اللسان العربى الفصيح البليغ إلى الأداء القرآنى بين غير العرب۔

سائلا الله تعالى أنه ينفع به منفعة عامة وأن يجعله خالصا لوجهه وأنه يجزى خيراً الذى قاموا بترجمة وقدموا أى مجهود لتحقيق ذلك۔

الشيخ/ محمد بن شحادة الغول

مقدمہ

(اردو ترجمہ)

تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے جو تمام عالم کا پروردگار ہے اور قران کو عربی مبین میں نازل کرنے والا ہے۔درود وسلام عرب وعجم کی فصیح ترین شخصیت (رسول اللہ ﷺ) پر نازل ہو۔ اور آپ کے آل و اصحاب پر (درود نازل ہو) جو عربی زبان کے فصیح وبلیغ اشخاص تھے جنہوں آنحضرت ﷺ سے قران سیکھا اور پورے عجم یعنی عالم کو پہنچایا، وہ سب سے اچھے سیکھنے اور سکھانے والے تھے۔

جب غیرعرب قران سیکھنے لگے تو پتہ چلا کہ قرآن فہمی اور قرآنی تلفظ کی ادائیگی بغیر عربی تعلیم کے بہت مشکل ہے۔ چنانچہ (عجمیوں کی) ایک جماعت قران و عربی زبان سیکھنے کے لئے سامنے آئی۔ اور عربوں سے بھی آگے بڑھ گئی۔ اعاجم کے اسلاف نے قرآن کی بدولت عربی زبان کی خدمات انجام دیں مگر ان اسلاف کے بعد عرب وعجم کی جو اگلی پیڑھی آئی ان میں فصیح عربی باقی نہیں رہی بلکہ عرب میں عجمیت سے ملی جلی عوامی زبان اس طرح پھیلنے لگی کہ مسلمانوں میں اسی انداز کی زبانیں چل پڑیں۔ اور زبان (قومیت، وطنیت) کا تعلق قرآن (اوراسلام) دوستی پر حاوی ہوگیا۔ اس وجہ سے میں نے جناب وسیم اختر بلال صاحب کو اپنی کتاب ''بغیہ عباد الرحمٰن'' کے اردو ترجمہ کی اجازت دی کہ انہوں نے ''بغیہ'' مجھ سے پڑھی بھی ہے اور چھ سال سے مملکت سعودی عرب میں اس کتاب کو دورات قرآنی میں پڑھا بھی رہے ہیں۔

مجھے یہ امید ہے کہ اگلی پیڑھی عربی زبان اور قران فہمی کے لئے (پھر سے) آگے آئیگی تاکہ عربی کی وہی فصاحت بلاغت اور قرآنی تلفظ کی ادائیگی عرب و غیر عرب میں (از سر نو) آجائے۔ اور دعاءگو ہوں کہ یہ ترجمہ سب کے لئے منفعت بخش ہو اور خالصتا اللہ کے لئے ہو۔ اللہ تعالی ترجمہ کی کوشش اور تحقیق کرنے والوں کو جزاء خیر دے۔

شیخ محمد بن شحادۃ الغول

مصنف کا مختصر تعارف

محترمی استاذی الشیخ محمد بن شحادۃ الغول لبنان کے شہر "بخعون" میں ۱۹۴۳ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم "بخعون" شہر میں حاصل کی ۔ ۱۹۶۴ء میں ہائی سکنڈری اسکول کا مرحلہ لبنان کے مشہور شہر "طرابلس" میں طے کیا۔ ۱۹۶۴ء سے ۱۹۶۸ء تک جامعہ ازھر سے فیضیاب ہوئے اور شریعت اسلامی میں تخصص کیا۔ ۱۹۶۸ء سے ۱۹۷۰ء تک اسلامی سیاست میں تخصص کیا۔

مگر ذوق طبعی قرآن اور فن تجوید کی طرف مائل تھا اس لئے ۱۹۶۷ء سے ۱۹۶۸ء تک فن تجوید میں (روایت حفص کی) معروف قراء سے خصوصی 'اجازت' حاصل کی جن میں لبنان کے شیخ القراء شیخ محمد صلاح الدین کبارۃ اور طرابلس کے شیخ القراء شیخ نصوح البارودی شامل ہیں۔ پھر قاھرہ کی جامع مسجد الحسین کے امام و شیخ مقاری محمد سلمان الشندویلی سے بھی روایت حفص کی 'اجازت' لی اس کے علاوہ جامعہ ازھر کے ڈائرکٹر شیخ عبدالحلیم، شیخ غزالی، شیخ شرباسی سے بھی مستفید ہوئے اور اس کے بعد اپنے علمی پیمانہ سے خلق خدا کو سیراب کرنا شروع کیا۔

۱۹۶۸ء سے سعودی عرب کے ہائی سکنڈری اسکول سے تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور قدم بہ قدم ترقی کی راہ پر گامزن رہے۔ اب وزارت تعلیم کی جانب سے امور تربیت کے ڈائریکٹر ہیں ۔ نیز ۱۹۸۶ء سے وزارت تعلیم کے تحت تحفیظ القرآن کے دورات قرآن کے ڈائریکٹر ہیں۔ اپنے شہر "بخعون" کے خطیب جامع بھی ہیں ۔

ان ظاہری سندوں کے علاوہ جناب اعلے کو باطنی حسن یعنی تقوی، حسن خلق، حسن تدریس، حسن صورت و سیرت سے بھی اللہ تعالی نے نوازا ہے۔

مقدمہ

(طباعت اول)

تمام تعریفیں اس کے لئے جس نے قلم کے ذریعہ انسان کو سکھایا۔ وہ سکھایا جو انسان نہیں جانتا تھا، یعنی قرآن سکھایا ۔ انسان کو پیدا کیا اور اس کو اظہار کا سلیقہ سکھایا۔ (اور تمام تعریفیں اس ہستی کی) جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی جس میں کوئی کجی نہیں اور رسول ﷺ کو حکم دیا مکث کی طرح پڑھے یعنی اس کو ترتیل سے پڑھے۔ اور درود و سلام نازل ہو سید نا محمد ﷺ پر ، جنہوں نے قرآن کو ترتیل سے سکھایا ۔ جس طرح وہ نازل ہوا۔ اور درود و سلام نازل ہو ان کی اولاد اور اصحاب پر جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے سنا اور ہم تک (ویسا ہی) نقل کیا (جیسا سنا)۔ اللہ تبارک تعالی ان سے راضی ہو اور ان تمام تابعین تبع تابعین سے راضی ہو جن سے بڑی جلیل القدر شخصیات نے سنا۔اورانہوں نے پوری حفاظت سے بغیر تغیر اور تحریف کے جیسا سنا تھا ہم تک پہنچایا۔ یعنی بالکل ویسی ہی تلاوت قرآن جیسی کہ لسان عربی مبین سے نازل ہوئی (اور ہم تک پہنچائی) ۔

اس کتاب کی تدوین میں پرانی کتابوں نے اور اپنے شیخ کے فرمودات نے کافی حوصلہ افزائی کی۔ ۱۳۹۶ ھ سے ۱۴۰۹ ھ تک جب میں ہائی سکنڈری اسکول میں قرآنی تعلیم (جسکو مملکت سعودی عربیہ نے پہلی بار شروع کیا تھا) دے رہا تھا۔ اور اسی وقت دمام میں تلاوت قرآن کی تطبیق کے سشن کو پڑھا رہا تھا تو مجھے ایک ایسی تجوید کی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی جو روایت حفص عن عاصم (طریقہ شاطبیہ) پر مشتمل ہو (چونکہ یہی روایت شرق اوسط میں جاری ہے اور تمام چھپے ہوئے مصاحف میں جاری ہے)۔ یہ کتاب اسلوب کے لحاظ سے آسان ہو۔ معنی واضح ہوں۔ موضوع بسیط ہو۔ مبتدئین کے لئے بصیرت والی ہو۔ منتہین کے لئے ایک یاءداشت ہو۔ نہ بہت زیادہ طویل ہو نہ بہت مختصر ہو کہ معنی مفہوم سمجھ میں نہ آئیں۔

چنانچہ اللہ کی مدد چاہی،حسب ہمت ایسی کتاب کی تدوین شروع کی جو اب سامنے آگئی۔ اگر کچھ بہتر ہوا تو یہ سب کچھ اللہ تعالی کی توفیق سے ہوا۔ اور جو کچھ غلطیاں ہیں وہ میری طرف سے یا شیطان کی طرف سے ہے (اس لئے کہ ہر بنی آدم خطا کار ہے) ۔

اس کتاب کو میں نے ابواب پر تقسیم کیاہے اور ہر باب کو فصلوں پر اور ہر فصل کو اقسام پر تقسیم کیا ہے۔ اور اقسام میں ضروری مسائل ہیں جو قاری کی سہولت کے لئے ہیں تا کہ وہ ان موضوعات سے رجوع کرسکے۔ ابواب کی ترتیب قاری کی ضرورت کی مناسبت سے ہے۔ جو کہ محض اپنے تجربات کی بنا پر ہے۔

اللہ تعالی سے مخلصانہ دعا ہے کہ قیامت کے دن اس کام کو میری اچھائیوں کے میزان میں ڈالے۔ اور میں ہر پڑھنے والے بھائی سے جو اس کتاب سے مستفید ہوامید کرتا ہوں کہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھے ۔و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

ہر وہ بھائی جو اس کتاب میں کمی وبیشی پائے اس سے التماس ہے کہ دار ابن قیم کے پتہ پر مراسلت کرے۔

مئولف

مقدمہ

(طباعت ششم)

تمام تعریفیں اس کی جو کتاب اللہ کا محافظ ہے اور جس نے کتاب اللہ کی حفاظت کے ضروری اسباب مہیا کئے ۔ میں گواہی دیتا ہوں اس ایک معبود کی جو یہ کہتا ہے:

لَا تُحَرِّكْ بِهِۦ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِۦٓ ﴿١٦﴾ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُۥ وَقُرْءَانَهُۥ ﴿١٧﴾

فَإِذَا قَرَأْنَٰهُ فَٱتَّبِعْ قُرْءَانَهُۥ ﴿١٨﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُۥ ﴿١٩﴾

(اے نبی اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دو، اس کو یاد کرادینا اور پڑھوادینا ہمارے ذمہ ہے، لہذا جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں اس وقت تم اس کی قرآت کو غور سے سنتے رہو، پھر اسکا مطلب سمجھادینا بھی ہمارے ذمہ ہے)

وَقُرْءَانًا فَرَقْنَٰهُ لِتَقْرَأَهُۥ عَلَى ٱلنَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَٰهُ تَنزِيلًا ﴿١٠٦﴾

(اور اس قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا تاکہ تم ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو سناؤ اور اسے ہم نے (موقع موقع سے) بتدریج اتارا ہے)

كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِۦ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَٰهُ تَرْتِيلًا ﴿٣٢﴾ (ہاں ایسا اس لئے کیا گیا کہ اس کو اچھی طرح ہم تمھارے ذہن نشین کرتے رہیں اور اسی غرض کے لئے ہم نے اسے ایک خاص ترتیب کے ساتھ الگ الگ اجزاء کی شکل دی ہے)

نَزَلَ بِهِ ٱلرُّوحُ ٱلْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ ٱلْمُنذِرِينَ

﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ (اسے لے کر تیرے دل پر روح امین اترا ہے تاکہ تو ان لوگوں میں شامل ہو جو (خدا کی طرف سے خلق خدا کو) متنبہ کرنے والے ہیں،صاف صاف عربی زبان میں)

قُرْءَانًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِى عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٢٨﴾ (ایسا قرآن جو عربی زبان میں ہے جس میں کوئی کجی نہیں تاکہ یہ برے انجام سے بچیں)

اور گواہی دیتا ہوں محمد ﷺ کی جو اللہ کے اس حکم کو ماننے والے ہیں وَرَتِّلِ الْقُرْءَانَ تَرْتِيلًا اور درود و سلام نازل ہو ان کے اصحاب اور اولاد پر جنہوں نے قرآن کو چلادی اور اس کو محفوظ کیا اور اس کو لفظا معنی اور عملا ہم تک پہنچایا (اس طریقہ پر جس طرح ان کو حضور ﷺ سے حاصل ہوا)۔ اور جن لوگوں کے لئے اللہ نے اس قول میں مدح کی الَّذِينَ ءَاتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُۥ حَقَّ تِلَاوَتِهِۦٓ (جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیساکہ پڑھنے کا حق ہے) اللہ ان کو اور ان کے اہل کو بہترین جزادے ۔ اوردعا ہے کہ اللہ تبارک تعالی انہیں اعلی علیین میں جگہ دے۔

میں نے اس کتاب بغیہ عباد الرحمٰن میں راویت حفص طریقہ شاطبیہ کو جمع کیا۔ اور لوگوں کی ضرورت کے لئے ہلکے سے موضوعات رکھے ۔ قرانی دورات کے ذریعہ غیر متوقع طور پر بیس سال کے اندر یہ علم اتنی تیزی سے بڑھا کہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد پڑھنے والوں کی ہوگئی۔ یہ علم ظاہراً بھی بہت مقبول ہوا۔ مراجع والی کتابیں جنکو کوئی پوچھتا بھی نہیں تھا بازاروں میں آگئیں۔ ذہن کھل گئے۔ (پڑھنے کی) اجازت[1] بڑھ گئی ۔ علمی نکات کی بحثیں عام ہوگئی۔ تقریروں مذاکروں کے ذریعہ ہم انکی وضاحت پر مجبور ہوئے ۔ (نتیجتاً) اس علم کے پھیلاؤ نے قرآن کی بنیادی تعلیم پر ان لوگوں کو متوجہ کیا جنہیں اسکا کچھ علم تھا (جنہیں حرکات سکنات تشدید تنوین کی ادائیگی کی جانکاری تھی)۔ چنانچہ حالیہ شکل کی ایک کتاب بن گئی جو تجوید کی تمام ضرورت کو پورا کرنے والی ہے۔

آیات کے معنی کو سمجھنے کے لئے، الفاظ کی تصحیح کی وجہ سے، قاری کی توجہات مرکوز ہونے کی وجہ سے۔ میں نے کچھ زیادہ موضوع نئے ایڈیشن میں مدون کئے ہیں۔ چنانچہ جن موضوعات کا اضافہ کیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۲۔ فضائل تلاوت قرآن اوراس کی تعلیم (والے باب) کے موضوع کی ترتیب کا اعادہ کیا ہے۔ قرآت

[1] قرآن پڑھنے اور پڑھانے کے لئے اپنے شیخ سے اجازت لینا ایک علمی اصطلاح ہے۔

[2] چونکہ اس تالیف کا یہ ساتوان ایڈیشن ہے اس میں جن ابواب میں کمی یا پیشی کی ہے مولف اس کی وضاحت کررہے ہیں۔

کی تاثیر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ خود قاری پر قرآت کا اثر۔ پڑھنے والے کے والدین پر قرآت کا اثر اور اس کے اہل و عیال پر قرآت کا اثر۔

۲۔ اسباب لحن کے بیان کا اضافہ کیا تاکہ قاری اس سے بچ جائے

۳۔ لحون التباس اور اسکی قسمیں، مثالیں اور لحون اداء اور اس کی مثالوں کا اضافہ کیا ہے اور اس کی غلطیاں کیسے ہوجاتی ہیں کا اضافہ کیا۔

۴۔ بسملہ کے حکم میں قرآن کی ترتیب کے اعتبار سے اور ترتیب کے برعکس وسط سورۃ سے وسط سورۃ کے طرف منتقل ہونے کا اضافہ کیا ہے۔

۵۔ وقف کی اصطلاحات اور اسباب کو اس طرح لکھا گیا کہ اس کی وجوہات بھی معلوم ہوجائیں اور ایک مصحف سے دوسرے مصحف کی رسم الخط میں جو اختلاف ہے وہ بھی واضح ہوجائے

۶۔ وقف شاذ، اس کے مثالوں اور اس کی کیفیت کا اضافہ کیا ۔

۷۔ لو اور ان الشرطیہ سے پہلے وقف کا اضافہ ۔ وقف اور اس سے پہلے علامات کے اسباب کا اضافہ کیا۔

۸۔ استثناء کا قاعدہ اور وقف پر اس کا اثر کا اضافہ کیا ہے۔

۹۔ پاکستانی مصحف کے مصطلحات وقف کے ترجمہ کا اضافہ کیا ہے۔

۱۰۔ کلا، بلی، نعم، هذا، ذلك اور كذالك پر وقف کا اضافہ کیا ہے۔

۱۱۔ ہر اس مصحف (میں سے جو ہمیں حاصل ہوا،) اس کی علامت وقف کے جدول کا اضافہ کیا ۔

۱۲۔ مخارج حروف اور صفات کے جدول کا اعادہ کیا۔

۱۳۔ وہ غلطیاں جو مخارج میں ہیں ان کو اجاگر کیا۔

۱۴۔ صفات کی غلطیوں کو بھی مرکوز کیا۔

۱۵۔ تفخیم اور ترقیق میں غلطیوں کے اسباب کا اور ان کے نمونوں کا اضافہ کیا۔

۱۶۔ التقاء ساکنین کی کیفیت کا اضافہ کیا۔

۱۷۔ ساکن اور متحرک حروف کی کتابت کے طریقہ کا اضافہ کیا۔

۱۸۔ تنوین کی کتابت کے طریقہ کا اضافہ کیا۔

۱۹۔ نون ساکن کے احکام کی غلطیاں کا اضافہ کیا۔

۲۰۔ حرف مشدد کی کتابت اور اس کے پڑھنے کا طریقہ اور وہ غلطیاں جو عام طور پر اس کی

ادائیگی میں ہوتی ہیں اسکا اضافہ کیا۔

۲۱۔ میم ساکن کے احکام میں جو غلطیاں عام طور پر ہوتی ہیں۔

۲۲۔ لام ساکنوں میں جو غلطیاں عام طور پر ہوتی ہیں ۔

۲۳۔ ادغام کے اقسام میں جو غلطیاں عام طور پر ہوتی ہیں ۔

۲۴۔ موانع ادغام کا اضافہ۔

۲۵۔ مد اصلی میں جو غلطیاں عام طور پر ہوتی ہیں ۔

۲۶۔ مد فرعی میں جو غلطیاں عام طور پر ہوتی ہیں ۔

۲۷۔ حذف میں جو غلطیاں عام طور پر ہوتی ہیں ۔

۲۸۔ زیادہ میں جو غلطیاں عام طور پر ہوتی ہیں ۔

۲۹۔ ابدال میں جو غلطیاں عام طور پر ہوتی ہیں ۔

۳۰۔ تا مبسوطہ کے جدول کا اضافہ۔

۳۱۔ موصول اور مفصول کے کلماتی جدول کا اضافہ کیا۔

۳۲۔ وصل اور فصل میں جو غلطیاں عام طور پر ہوتی ہیں ۔

۳۳۔ قصر منفصل کی قرآت میں (جب لوگوں کی ضرورت کا احساس ہوا تو) روایت قصر اور توسط کے فرق کا ایک جدول لگادیا۔

۳۴۔ کچھ غیر معتمد رائے کا بھی حاشیوں میں اضافہ کیا۔

اس جدید ایڈیشن کی تیاری کے وقت مجھے قرع ملنا چاہیئے کہ میں شکر و امتنان کروں ہر اس شخص کا جس نے طباعت کے موقع پر مجھے غلطیوں کی طرف متنبہ کیا، حالانکہ اس کی درستگی کے لئے میری ہر ممکن کوشیش تھی۔ اور اللہ تبارک تعالی سے میں جزاء خیر کی دعا کرتا ہوں خاص کر جمیعۃ الخریہ تحفیظ القران کیلئے جن کی جدوجہد تحفیظ کے حلقوں اور تجوید کے دوروں کی وجہ سے مسلمانوں اور کتاب اللہ کے درمیان میں تعلق کی وجہ بنی۔ اللہ انکے اصحاب کے میزان میں اچھائیاں ڈالے۔

اسی طرح اللہ تعالی سے دعاگو ہوں ہر اس بھائی کیلئے جس نے دورۂ تجوید کو کامیاب کرنے کے لئے کد و کاوش کی ۔ خاص کر جناب مشہب القحطانی ، اسحٰق ابو شرار ، شیخ جمال قرش ،

سعید الاحوال، عطاالسیدادریس اور ان سب بھائیوں کے لئے (جن کے نام یہاں لکھنا مشکل ہے) جنہوں نے ہر ممکن کوشش کی، اللہ تعالی ان سب کو جزا خیر دے ۔ اور جزاء خیر میں یاد کرتا ہوں دار ابن قیم کو خاص طور پر بھائی کمال اویس کو جو میرے وکیل ہیں جن کی جدوجہد کی وجہ سے طباعت کے مراحل مکمل ہوکر یہ کتاب مارکٹ میں بغیر رکاوٹ کے آئی ۔ میں اللہ تعالی سے دعاگو ہوں کہ میرا یہ عمل خالصتا اللہ کے لئے ہو۔ مجھے قیامت کے دن سرخروئی حاصل ہو۔ اور میں امیدکرتا ہوں ہر اس بھائی سے جو اس کتاب سے مستفید ہو میرے لئے غائبانہ دعاکرے ۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔

اور میں امید کرتا ہوں ہر اس بھائی اور بہن سے جو اس کتاب میں غلطی دیکھے دار ابن قیم کو کمال اویس صاحب کے ذریعہ سے اطلاع دے تاکہ ہم اس کو درست کرسکیں۔

مؤلف

۱۴۱۹/۱۲/۴ ھ

هـذه إجازة سند روايه حفص من طريق الشاطبيه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جمع في القرآن العظيم كنوز معاني ذقائق حقائق تنزيله، وأعطى من اصطفاه من حملته مفاتيحها فاستحرم المطوي من المضنون واختزم ويخص من شاء من عباده بحفظ كتابه، والهمه العمل بشروطه، وأدائه، أحمده على ما وفقنا واصطفانا وجعلنا من حملة هذا الكتاب وأشكره على ما أولانا وهدانا الطريق الصواب، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له شهادة أدخرها ليوم العرض والحساب، وأشهد أن سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله أحب الأحباب إلى رب الأرباب، وعلى آله أولي الألباب، وسلم تسليما كثيرا أما بعد.. فيقول العبد الفقير لربه الحنان محمد سليمان أحمد سليمان الشندويلي الشندي ومولدا القاهري إقامة - لما أكرمني الله تعالى بتعلم كتابه العزيز حفظا وتجويدا وقراءات وكان ممن انتظم في هذا السلك النضيد، الأستاذ الفاضل الشيخ محمد شحاذة العول من بلدة محمول قصاد طرابلس لبنان جاء إلي وقرأ علي القرآن الكريم من أوله لآخره برواية حفص بن سليمان الغرياطي الكوفي من طرق الشاطبيه وطلب مني إجازة بذلك فأجزته وأخبرته أني تلقيت القرآن العظيم بالقراءات العشرة من طريقي الشاطبيه والدرة عن شيخي وأستاذي الشيخ محمد أحمد المقرئ بالأزهر الشريف وأخبرني أنه تلقى ذلك عن شيخه الأستاذ الشيخ محمد علي خلف الحسيني الشهير بالحداد شيخ المقارئ بالديار المصرية وأخبره أنه تلقى ذلك على والده وأستاذه الشيخ حسن خلف الحسيني وأخبره أنه تلقى ذلك عن وحيد عصره وفريد دهره الشيخ محمد أحمد المتولي عن الشيخ المتقن المحقق السيد أحمد الدري التهامي عن الشيخ أحمد بن محمد المعروف بسلبونه وهو عن شيخه السيد ابراهيم العثيدي وهو عن الأستاذ عبد الرحمن بن حسن بن عمر الأجهوري وهو عن العالم العلامه الشيخ أحمد البقري المعروف بأبي السماح وهو عن الأستاذ محمد بن قاسم البقري وهو عن الشيخ عبد الرحمن اليمني وهو عن والده الشيخ شحاذه اليمني وهو عن العلامة ناصر الدين الطبلاوي وهو عن شيخ الإسلام والمسلمين أبي يحيى زكريا الأنصاري وهو عن أبي النعيم رضوان بن محمد مفتي وهو عن الشيخ محمد القلقيلي وهو عن شيخ القراء شمس الدين محمد بن محمد بن محمد الجزري عن شيخه أبي محمد عبد الرحمن بن أحمد بن علي بن المبارك بن معالي البغدادي الواسطي ثم المصري وهو عن شيخه أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عبد الخالق المصري المعروف بالصائغ وهو عن شيخ أبي الحسن علي بن شجاع المعروف بالكمال الضرير وبصهر الشاطبي وهو عن الإمام أبي القاسم محمد بن فيره الشاطبي وقرأ الشاطبي على الشيخ أبي الحسن علي بن هذيل أبي داود سليمان بن نجاح عن الحافظ أبي عمرو عثمان بن سعيد الداني مؤلف التيسير في القراءات السبع الذي هو أصل الشاطبية. قال فيه: "التيسير" وأما قراءة عاصم من رواية حفص فقرأت بها القرآن كله على شيخي أبي الحسن طاهر بن غلبون وقال لي قرأت بها على أبي الحسن علي بن محمد بن صالح الهاشمي وقال قرأت على أبي العباس أحمد بن سهل الأشناني على أبي محمد عبيد بن الصباح وقال قرأت على حفص بن سليمان على عاصم بن أبي النجود وكيته أبو بكر وقرأ عاصم على أبي عبد الله بن حبيب السلمي على عثمان وعلي وابن مسعود وأبي وزيد بن ثابت رضي الله عنهم عن النبي صلى الله عليه وسلم عن جبريل عليه السلام عن اللوح المحفوظ عن رب العزة - فهذه الأسانيد التي أدت إلينا هذه الرواية وغيرها سالم رواية وقراءة.

وأوصيه بتقوى الله والإنسان من صالح دعواته في خلواته وجلواته، وفقني الله وإياه لصالح الأعمال إنه سميع قريب وصلى الله على سيدنا محمد النبي الأمي وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين.

العبد الفقير لربه الحنان المنان

محمد سليمان أحمد سليمان

الشندويلي

تحريرا في يوم الخميس الموافق من جمادى الأولى سنة ١٣٨٨هـ

أول أغسطس «آب» سنة ١٩٦٨م

پہلا باب

پہلی فصل: قرآن کی تلاوت، اسکی تعلیم اور آداب تلاوت

دوسری فصل: حفص رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

تیسری فصل: علم تجوید کی ابتدائی باتیں

۱۔ تعریف ۲۔ موضوع

۳۔ ثمرہ ۴۔ فضیلت

۵۔ نسبت ۶۔ بانی

۷۔ نام ۸۔ کیفیت

۹۔ اس کا حکم ۱۰۔ اسکے (مزید) مسائل

چوتھی فصل: لحن

۱۔ تعریف

۲۔اقسام

ا۔ جلی : حکم، مثالیں اور سورہ فاتحہ پر اس کا اثر

ب۔خفی: اقسام، حکم اور مثالیں

۳۔ لحن اداء

حکم

۱۔ جنکو عام پڑھنے والے جانتے ہیں۔

۲۔ جنکوصرف ماہرین جانتے ہیں۔

۳۔ اسباب

۴۔ لحون اداء

۵۔ خلاصہ

پانچویں فصل: ارکان قرآت

۱۔ اسکا تواتر

۲۔ عربی (کسی ایک) اسلوب سے موافقت

۳۔ مندرجہ ذیل امور میں رسم عثمانی سے مطابقت

ا۔ قرآن کی کتابت اور تدوین

ب۔ قرآن کو ایک مصحف پر جمع کرنا (حضرت عثمان کی جانب سے)

ج۔ اس مصحف کی انفرادیت

د۔ بشمول سات اسلوب جن میں قرآن نازل ہوا۔

پہلی فصل
قرآن کی تلاوت اور اسکی تعلیم کی فضیلت

اللہ تعالی نے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھا جائے اور رسول ﷺ کیلئے حکم ہوا تو ہمارے لئے بھی حکم ہوا۔اللہ تعالی فرماتے ہیں﴿ وَرَتِّلِ ٱلْقُرْءَانَ تَرْتِيلًا ﴾ (المزمل ۴) (اور قرآن کو ٹھر ٹھر کر (صاف صاف) پڑھا کرو)۔ ان افراد کی تعریف کی گئی ہے جنہوں نے تلاوت کا حق ادا کیا اور فصیح عربی زبان میں تلاوت کی جس میں کوئی غلطی نہیں، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔

﴿ ٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ يَتْلُونَهُۥ حَقَّ تِلَاوَتِهِۦٓ ﴾ (البقرہ ۱۲۱) (جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس کو ایسا پڑھتے ھیں جیسا اس کو پڑھنے کا حق ھے) اور اللہ تعالی نے فرمایا۔ ﴿ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِى عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴾ (الزمر ۲۸) (قرآن عربی میں ھے جس میں کوئی عیب اور اختلاف نہیں ھے)۔

انشاء اللہ اس موضوع (فضائل تلاوت) کو تین محوروں میں تقسیم کرکے بتایا جائے گا۔

۱۔ **پہلا محور :** قرآن پڑھنے اور پڑھانے والے کے اہل واقارب پرتلاوت کا اثر:
قرآن پڑھنے والا اپنے ایسے دس اہل و اقارب کی قیامت کے دن سفارش کرسکتا ہے جنکے لئے جہنم کی آگ ضروری ہوگئی ہو۔ جیساکہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔ من قرأ القران وتلاه و حفظه ، أدخله الله الجنة ، وشفعه فی عشره من اهل بيته كل قد وجبت له النار ۔ تفسیر القرطبی۔ (جس شخص نے قرآن پڑھا اس کی تلاوت کی اور اس کو حفظ کیا اللہ تعالی اس کو جنت میں داخل فرمائے گا اور وہ سفارش کرسکتا ھے اپنے ان دس گھر والوں کے لئے ، جن کیلئے آگ واجب ہو

گئی ہو)۔ چنانچہ جب اہل و اقارب کو اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے تو ان لوگوں کو چاہیئے کہ قرآن کی تلاوت میں بھر پور تعاون کریں تاکہ اللہ تبارک و تعالی قیامت کے دن قرآن کو انکے لئے شفاعت کا ذریعہ بنائے ۔

دوسرا محور : قرآن پڑھنے اور پڑھانے والے کے والدین پر، تلاوت کا اثر:

ابو داؤد سے روایت ہے کہ معاذ ابن انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أُلْبِسَ الله وَالِدَيهِ تَاجاً يَوْمَ القِيَامَةِ ضَوْءُهُ أَحْسَن مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا، فَمَا ظَنُّكُم بِالَّذِي عَمِلَ بِهَذَا ۔ (جس نے قرآن پڑھا جو کچھ اس میں ھے اس پر عمل کیا اللہ تعالی اس کے والدین کو قیامت کے دن ایسا تاج پھنایئں گے کہ اس کی روشنی اس سورج کی روشنی سے بھتر ھوگی جو دنیا میں آپ کے گھروں میں آتی ھے پس تمھارا کیا خیال ھے اس شخص کے لئے جس نے اس پر عمل کیا ؟)

جب والدین کو معلوم ہوگیا تو ان لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کی تلاوت قرآن میں اور اس پر عمل کرنے میں حوصلہ افزائی کریں تاکہ شرف عظیم حاصل ہو۔

تیسرا محور : قرآن پڑھنے اور پڑھانے والے پر تلاوت کا اثر :

(۱) : ابی سعید الخدریؓ سے مروی ہےکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ قال الله تعالى : من شغله القران وذكرى عن مسألتى أعطيته افضل ما أعطى السائلين ، و فضل كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه (أخرجه الترمذى و أخرجه البيهقى عن أبى هريرة) (الله تعالی نے فرمایا اگر کوئی شخص قرآن کی تلاوت اور میرے ذکر کی (مصروفیت کی) وجہ سے مجھ سے سوال نہ کر سکا (تب بھی) میں اس کو سب سے افضل چیز عطا کرتا ھوں اور اللہ تعالی کے کلام کی فضلیت تمام لوگوں کے کلام پر ایسی ھے جیسی کہ اللہ تعالی کی فضیلت تمام مخلوق پر)

(۲): انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ان للله أهلين من الناس، أهل القران هم أهل الله وخاصته (رواه الامام أحمد والنسائی والحاکم فی المستدرک) (بیشك الله تعالی کے نزدیك لوگوں میں اهل وه هیں جو اهل قرآن هیں وهی مخصوص الله والے هیں)۔

(۳): عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خَيْرُكُمْ مَن تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (رواه البخاری) تم میں سے بهتر وه هے جو قرآن سیکهتا اور سیکهاتا هے)۔

(۴) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ فرمایا۔ لَا حَسَدَ اِلَّافِی اثْنَتَین: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِه آنَاءَ الَّيْلِ وَ آنَاءَ النَّهَارِ ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَ آنَاءَ النَّهَارِ (متفق علیه) (صرف دو آدمیوں پر رشك کرنا چاهیئے، ایك وه آدمی که جس کو الله نے قرآن دیا اور وه دن رات اس کی تلاوت اور عمل میں لگا رهتا هے اور دوسرا وه شخص جس کو الله نے مال دیا اور وه دن رات اس کو الله کی راه میں خرچ کرتا رهتا هے)۔

(۵) عبد الله بن مسعودؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشرِ أَمْثَالِهَا ، لَا أَقُولُ ﴿ الٓمٓ ﴾ حَرْفٌ ،ولكن أَلِفٌ حَرْفٌ وَ لَامٌ حَرْفٌ وَ مِيم حَرْفٌ (رواه الترمذی وقال حدیث حسن صحیح ، واخرجه البخاری بمعناه عن ابن مسعود ایضا) (جس شخص نے کتاب الله کا ایك حرف پڑها۔ اس کے بدلے میں ایك نیکی شمار هوتی هے اور هر نیکی کے بدلے دس گنا اجر هے ۔ میں یه نهیں کهه رها هوں که الٓمٓ ایك حرف هے بلکه الف ایك حرف، لام ایك حرف اور میم ایك حرف هے)۔

(٦) جو لوگ اللہ کے گھر میں جمع ہوتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں، سیکھتے اور سیکھاتے ہیں، ان پر اللہ تعالی کی طرف چار نعمتیں نازل ہوتی ہیں۔

۱۔ ان پر سکینہ (سکون اور اطمینان) نازل ہوتا ہے۔
۲۔ اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔
۳۔ فرشتے ان کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔
۴۔ اللہ تعالی ان کا ذکر اپنے فرشتوں کے پاس کرتا ہے۔

جیسا کہ اس حدیث شریف میں ہے۔ ابن سعید الخدریؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت الله تعالی یتلون کتاب الله ویتدارسونه بینهم الا نزلت علیهم السکینة وغشیتهم الرحمة وحفتهم الملائکة وذکرهم الله فیمن عنده (اخرجه البیهقی ایضا عن ابی هریرة)

(جو لوگ الله کے گھر میں جمع ہوتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں، قرآن سیکھتے اور سیکھاتے ہیں ان پر (الله تعالی کی طرف سے) سکینہ نازل ہوتا ہے، الله کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے ان کو اپنے (پروں سے) گھیر لیتے ہیں اور الله تعالی ان کا ذکر اپنے فرشتوں کے پاس کرتا ہے)

(۷) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اَلَّذِی یَقْرَأُ الْقُرْآنَ وهوا ماهر به، مع السفرة الکرام البررة ، والذی یقرا القران وهوا یَتَتَعْتَعُ فِیهِ وَهُوَ عَلَیْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ (متفق علیه) (جوشخص قرآن پڑھتا ہے اور اس میں ماہر ہے وہ شخص قرآن کے لکھنے والے معزز اور پاکیزہ فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص قرآن مجید کو اٹک اٹک کر اور بڑی مشکل سے پڑھتا ہے اس کے لئے دوھرا اجر ہے۔)

(۸) عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: یُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِقْرَأْ وَارْقَ وَرَتِّلْ کَمَا کُنْتَ تُرَتِّلُ فِی الدُّنْیَا فان مَنْزِلتك عِنْدَ آخِرِ آیَةٍ تَقْرَئُهَا (حدیث حسن صحیح) (جو شخص دنیا مین قرآن سے شغف رکھتا تھا قیامت کے روز) اس سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور بلندی کی طرف چڑھتا جا اور اسی رفتار سے ٹھر ٹھر کر پڑھ جس طرح سے تو دنیا میں ٹھر ٹھر کر پڑھتا تھا تیری منزل وہ آخری آیت

ہوگی جہاں تک تو پڑھتا جائے گا۔)

(۹)عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِی یَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ ، رِیحُهَا طَیِّبٌ وَطَعمُهَا طَیِّبٌ وَّمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِی لَا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِیحَ لَهَا وَطَعْمُهَا طیب حُلْوٌ ۔ وَّ مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِی یَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّیْحَانَةِ رِیحُهَا طَیِّبٌ وَّ طَعْمُهَا مُر۔ وَّ مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِی لا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ مثل الْحَنْظَلَة، لَیْسَ رِیحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ ۔ (جو مومن قرآن پڑھتا ھے اس کی مثال ترنج کی سی ھے جس کی خوشبو بھی عمدہ ھوتی ھے اور اس کا مزہ بھی اچھا ھوتا ھے اور جو مومن قرآن نھیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی سی ھے کہ اس کی خوشبو تو نھیں ھوتی البتہ مزہ اس کا میٹھا ھوتا ھے اور جو منافق قرآن پڑھتا ھے اس کی مثال خوشبو دار پھول کی سی ھے کہ اس میں خوشبو تو ھوتی ھے لیکن مزہ کڑوا ھوتا ھے اور جو منافق قرآن نھیں پڑھتا ھے اس کی مثال حنظل (ایلوا) کی سی ھے کہ اس کی خوشبو بھی نھیں ھوتی اور اس کا مزہ بھی کڑوا ھوتا ھے۔)

اسی کو ابن قیم نے منظوم انداز میں اس طرح لکھا ہے۔

بیمار جسموں کی دوا یہ قرآن — بیمار جانوں کی شفاء یہ قرآن
پست اخلاق کو کرے بالا یہ قرآن — کمزور عزائم کو دے جلا یہ قرآن
سوتے ضمیروں کو دے جگا یہ قرآن — گندے دلوں کو دے چمکا یہ قرآن
اندھیروں میں ہے شمع راہ یہ قرآن — کثرت رزق کی بنے دعا یہ قرآن
اکثر گناہوں کو دے مٹا یہ قرآن — بے آب وگیاہ کو کرے تازہ یہ قرآن
غلط سے ہے اچھی زباں کی بنا، یہ قرآن — تمام مصائب کی ہے دوا یہ قرآن

درحقیقت تلاوت قرآن کی فضیلت کی کوئی انتہا نہیں۔ قران مایوسوں کی امید کا مرکز ہے، پریشان

حالوں کے سکون کا محور ہے، خائفین کیلئے امن کا گہوارہ ہے، شقی کیلئے سعادت ہے، الجھنوں کا حل ہے ، تنہائیوں کا بہترین ساتھی ہے، اندھیروں میں بھٹکنے والوں کیلئے شمع ہدایت ہے، باہمت فوج کا سہارا ہے، پڑھنے والوں کے لئے ایمانی حلاوت ہے ، دلوں میں اچھا شعور پیدا کرنے والا ہے، اچھے احساسات اجاگر کرنے والا ہے، بہترین معانی ذہنوں میں ڈالنے والا ہے، جدھر بھی نظر ڈالو نور حق ہے ۔

ہم اللہ تعالی سے حسن تلاوت، اسپر غور و فکر و عمل اور اخلاص نیت کی توفیق مانگتے ہیں کہ ہمیں قرآن سیکھنے اور سکھانے والا بنا۔ اور قرآن کو ہمارے لئے شفیع بنا ۔ ہمارا ساتھ حشر میں نبیّن ، صدیقین ، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہو، جو کہ سب سے اچھے ساتھی ہیں۔

تلاوت قرآن کے آداب

اللہ تعالی صحیح اور خالص عمل قبول کرتاہے۔ ''خالص'' کا مطلب یہ ہے کہ صرف اور صرف اللہ کے لئے ہو۔ ''صحیح'' کا مطلب یہ ہے کہ جو شریعت کے مطابق ہو۔ چنانچہ ہر قرآن پڑھنے والے کو قرآت کے آداب کا جاننا ضروری ہے۔

قرآت کے چند آداب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ کلام اللہ کی عظمت کو پہچاننا۔ جس کے ذریعہ اللہ نے اپنی مخلوق کو مخاطب کیا۔قرآن فہمی کو آسان کیا اور اس سے مانوس کیا اور غفلت سے بیدار کیا۔

۲۔ قرآن کے کلام کی عظمتِ شان کے ذریعہ اللہ تبارک تعالی کے اسماء وصفات اور افعال کا شعور ہونا۔

۳۔ جب قرآن پڑھیں تو معنی کو سمجھنے کی کوشش کریں تاکہ امرونہی کے احکام کا نفاذ ہو سکے اور خالق کی عظمت کا شعور حاصل ہوسکے۔

۴۔قرآن کی ہر آیت کی سمجھ ہو، آیت خوف میں ڈر ہو اور وعدہ پر خوشی ہو ، ترھیب و ترغیب کی آیات کو سمجھے اور جنت کا مشتاق ہو۔

۵۔ تجوید کی اہمیت سمجھتا ہو اور گناہ پر اصرار نہ کرتا ہو، تکبر نہ کرتا ہو، دل دنیا سے بھرا ہوا نہ ہو اور اس بات کا اعتقاد نہ ہوکہ قرآن کے معنی اسی تفسیر میں منحصر ہیں (جو وہ پڑھ رہا ہو)۔

۶۔حالات اور اپنی قوت سے بری الذمہ ہو (تقدیر پر ایمان ہو)۔ خودی سے اپنے آپ کو نہ دیکھے بلکہ تزکیہ نفس کرے۔

۷۔ پورے بدن کی، کپڑوں کی اور جگہ کی طہارت ہو جہاں تک ممکن ہو استقبال قبلہ ہو۔

۸۔ استعاذہ اور بسملہ قرآت کی ابتداء میں پڑھیں۔

۹۔ آواز میں نسوانی پن نہ ہو۔

۱۰۔نیند یا غفلت میں قرآت روک دیں۔

۱۱۔قرآت کو کسی بات کے لئے نہ روکیں مگر بہت ہی شدید ضرورت ہو جیسے سلام کا جواب دینا ہو تو روک سکتے ہیں۔

۱۲۔رحمت کی آیات میں اللہ تعالی سے فضل طلب کریں اور عذاب کی آیات میں اللہ سے ڈریں۔

۱۳۔ اپنے رب کی تصدیق کریں اور اپنے رسول کی گواہی دیں۔

۱۴۔ سورہ فاتحہ کا پڑھنا اور سورہ بقرہ کی پہلی ۵ آیتوں کا پڑھنا تاکہ قرآن مہجور (چھوڑا ہوا) نہ کہلائے۔ گھر والوں کو دعوت قرآن دیں۔ دعا میں کثرت کریں اس لئے کے ختم قرآن کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

دوسری فصل
حفص رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

آپ کا پورا نام حفص بن سلیمان بن المغیرہ الاسدی الغاضری (قبیلہ بنی اسد) البزاز کوفی ہے ۔
آپ کی کنیت ابو عمر ہے آپ سنہ ۹۰ ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۰ھ میں وفات پائی آپ حضرت عاصم کے پروردہ (فرزند ربیب) تھے ۔
آپ قرآت کے بہت اونچے عالم تھے۔ بغداد میں آئے وہاں پڑھا یا پھر مکہ گئے وہاں بھی پڑھایا۔
آپ پہلے حافظوں میں شمار ہوتے ہیں حتی کہ آپ ابی بکر بن عیاش سے بھی پہلے کے حافظ ہیں۔
آپ ضبط حروف سے بھی متصف تھے۔ آپ کی قرآت کی سند کا سلسلہ اس طرح ہے۔
عاصم ابن ابی نجود ، ابی عبد الرحمن بن حبیب السلمی ، وزر بن حبیش الاسدی ، عثمان بن عفان ، علی بن ابی طالب ، عبداللہ بن مسعود ، ابی بن کعب ، زید بن ثابت اور نبی ﷺ اور حضرت جبریل علیہ السلام اللہ رب العزۃ جل ثنائہ و تقدست اسمائہ۔
بہت سے لوگوں نے آپ سے روایت کیا ہے جن میں کچھ یہ ہیں حسین بن محمد المروزی ، حمزہ ابن قاسم الاحوال ، سلیمان بن داود الزھرانی ، حمدان بن ابی عثمان الدقاق ، العباس بن الفضل الصفاد ، عبد الرحمن بن محمد بن واقد، عمرو بن الصباح ، عبید بن الصباح ، ابو شعیب القواس وغیرہ ۔
اللہ ہماری مغفرت فرمائے اور تمام مسلمانوں اور ہراس شخص کی مغفرت فرمائے جس نے کتاب کریم کی خدمت انجام دی۔

(دنیا کے اکثر لوگ حضرت حفص کی روایت سے پڑھتے ہیں ۔ یہ کتاب روایت حفص طریقہ شاطبیہ سے متعلق ہے)

تیسری فصل
علم تجوید کی ابتدائی باتیں

کسی بھی علم کے آغاز میں دس مبادیات کا جاننا ضروری ہے۔

اول : تجویدکی تعریف :

تجوید کی لغوی تعریف: اچھا ہونا، خوبصورت ہونا، مزین ہونا ہے۔ اسی وجہ سے قاری کو مجود کہتے ہیں (کیونکہ وہ حرفوں کو خوبصورت بناتا ہے)۔

تجوید کی اصطلاحی تعریف: ہر حرف کو اپنے مخرج سے نکالنا اور حرف کا حق ادا کرنا اور صفات کے مستحقات کو ادا کرنا۔

حرف کے حق کا مطلب ہے کہ صفات لازمہ جو حرف سے کبھی جدا نہیں ہوتی جیسےھمس جہر وغیرہ۔

مستحقات کا مطلب ہے کہ صفات عارضہ جو کسی سبب کی وجہ سے کبھی کبھی حرف میں آتیں ہیں کبھی نہیں آتیں جیسے تفخیم ترقیق۔ (انشاء اللہ اسکا بیان مخارج اورصفات کے باب میں آئیگا)۔

دوم : تجوید کا موضوع : جمہور علماء نے تجوید کا موضوع قرآن کہا ہے اور حدیث بھی کہا جاتاہے۔

سوم : تجویدکا ثمرہ (نتیجہ) : قرآن کریم کے الفاظ ادا کرتے وقت غلطی سے بچنا۔

چہارم: تجوید کی فضیلت: فن تجوید کلام اللہ سے متعلق ہونے کی وجہ سے تجویدکو اشرف اور افضل العلوم کہاگیاہے کیونکہ کلام اللہ تمام کلاموں پر افضل ہے۔ جیسے اللہ کا فضل تمام مخلوق پرافضل ہے۔

پنجم : تجوید کی نسبت : یہ علوم شرعیہ میں سے ایک ہے۔

ششـــم : تجوید کا بانی : یہ اللہ تعالی کی جانب سے وحی ہے اسلئے کہ یہ کلام اللہ کی صفت ہے اور علمی زاویہ سے رسول ﷺ اس کے ''حقیقی واضع''(بانی) ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت جبرئیل علیہ

السلام سے سن کر صحابہ کو سکھایا اور یہ فن اسی طریقہ سے ہم تک پہنچا۔ دراصل اس فن کے ''اصطلاحی واضع'' (بانی) ابو الاسود الدؤلی ، ابو عبید قاسم بن سلام ، خلیل بن احمد الفراھیدی وغیرہ ہیں۔

ھفتم: فن تجوید کا نام : علم تجوید۔

ھشتم : فن تجوید کی کیفیت : جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول ﷺ کا انداز قرآت، صحابہ، تابعین ،ائمہ مقربین سے ہوتا ہوا بطریق مشائخ ہم تک پہنچا۔

نھم: تجوید کا حکم : تجوید کو سیکھنا ''فرض کفایہ'' ہے (فرض کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے یہ کام کرلیا تو سب سے اسکا حکم ساقط ہوگیا) اور تجوید سے پڑھنا ہر مسلمان پر ''فرض عین'' ہے۔
اب عملی فرق یہ ہوا کہ تجوید کا علم سیکھنا یا سکھانا فرض کفایہ ہوا اور تجوید سے تلاوت کرنا فرض عین ہوا۔ اسی لئے ہر مسلمان کے لئے سورہ فاتحہ اور چند سورتیں (کم ازکم نماز میں پڑھنے کے لئے) تجوید کے ماہرین فن سے بالمشافہ سیکھنا بہت ضروری ہے۔

تجوید کا حکم قرآن، سنت اور اجماع سے ثابت ھے

۱۔ قرآن سے ثبوت: ﴿ وَرَتِّلِ ٱلْقُرْءَانَ تَرْتِيلًا ﴾ ترتیل کا مطلب ہے کہ قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پورے خشوع وخضوع اور تدبر کے ساتھ تجوید کے احکام کا لحاظ کرتے ہوئے پڑھا جائے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ ترتیل کا کیا مطلب ہے تو فرمایا "هُوَ تَجوِيدُ الحُرُوف وَمعرِفَةُ الوُقُوف "(یعنی حرفوں کی صحیح ادائیگی اور وقوف کی پہچان) اور غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالی نے صرف حکم ہی نہیں دیا بلکہ ''ترتیلا'' کا لفظ نازل فرما کر اس کی تاکید بھی کردی۔ کیونکہ امر کا صیغہ حکم کے لئے ہوتا ہے (جب تک کوئی دلیل مستحب یا مندوب یا تہدید کیلئے نہ ہو)۔ ایسی کوئی دلیل نہیں ملتی کہ تجوید سے تلاوت کرنا واجب نہیں ہے

(مستحب یاسنت ہے) بلکہ واجب کی تاکید لفظ ترتیل کے دو بار آنے سے ہورہی ہے۔

ترتیل کا حکم ہے ہی اس لئے کہ یہ اللہ تعالی کے تکلم کی صفت ہے چنانچہ جس نے قرآن کو ترتیل سے پڑھا گویا اس نے ایسا پڑھا جیسا اللہ تعالی نے پڑھا اور پڑھنے کا حکم دیا۔ جبکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ ترتیل، اللہ کے کلام کی (جو کہ غیر مخلوق ہے) صفت ازلی ہے ۔ لہذا یہ صفت، اللہ کے کلام جیسی ہونی چاہیئے۔

۲۔ حدیث سے ثبوت:

ابن مسعود سے مروی ہے ﴿إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَٱلْمَسَٰكِينِ﴾ کو ایک آدمی (للفقرآء کو) بغیر مد کے پڑھ رہا تھا ابن مسعودرضی اللہ عنہ نے فرمایا : یہ کیسے پڑھ رہے ہو مجھے نبی ﷺ نے ایسا نہیں پڑھایا ہے۔انہوں نے پوچھا پھر کیسے پڑھایا۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے تو (للفقرآء) پر مد کے ساتھ پڑھایا ہے ۔(اس حدیث کی تخریج حافظ سیوطی نے درمنثور میں اور سعید بن منصور نے سنن میں اور اسکی تصحیح ابن جزری اور ناصر الدین البانی نے کی ہے)۔ گویا ابن مسعودؓ نے اس آدمی کو ٹوک دیا جس نے بغیر مد کے پڑھا تھا جبکہ مد چھوڑنے اور نہ چھوڑنے سے معنی میں یا اس کی تاثیر میں فرق نہیں آرہا تھا لیکن قرآت کی سنت یہی ہوئی کہ شروع سے آخر تک صاحب وحی کی اتباع کی جائے۔

ابن مسعودؓ سے یہ بات بھی مروی ہے کہ "جو قرآن اسطرح پڑھنا چاہتا ہے جس طرح نازل ہوا تو ابن ام عبد رضی اللہ عنہ کی قرآت پر پڑھے"۔

اسی طرح زید بن ثابتؓ نے بھی فرمایا کہ (جسکو فائدہ کے لئے نقل کررہے ہیں) ابن مسعودؓ نے اس آدمی کو ٹوک دیا جو رسول ﷺ کے انداز کی قرآت نہیں کررہا تھا جیسا رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو پڑھاتے تھے۔ لہذا یہ بھی تعلیم تجوید کے واجب ہونے کی دلیل ہوئی، نیز تلاوت کے وقت تجوید کے احکام کی اتباع ضروری ہوئی اس لئے کہ (اس دلیل کے تحت) جزء نص کل پر دلالت کرتا ہے۔

۳۔**اجماع** سے ثبوت : علامہ شیخ محمد مکی نصر نے '' نہایۃ القول المفید'' میں صراحت کی ہے کہ تجوید کے واجب ہونے پر امت مجتمع ہے۔ رسول ﷺ کے زمانے سے ہمارے زمانے تک اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے گویا یہ ''اجماع'' کی دلیل بن گئی۔

دھم : مذکورہ بالا دلائل سے ''قاعدہ کلیہ'' بن گیا (فن تجوید کے بے شمار قواعد وضع ہوگئے) مثلاً میم ساکن کے بعد اگر با آئے تو اخفاء ضروری ہے جس کو اخفاء شفوی کہا جائے گا یا (مثلاً) جب حرف مد کے بعد ھمزہ اسی کلمہ میں آئے تو مد متصل چار یا پانچ حرکت والا ہوگا اور اس کا نام مد واجب متصل ہوجائے گا۔

فصل چھارم

لحن

تعریف:

لحن کے لغوی معنی: غلطی (انحراف عن الصواب) صحیح سے ہٹ جانا۔

اصول تجوید کے خلاف پڑھنے کو لحن کہتے ہیں (یعنی جس انداز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا اس سے مختلف پڑھنا)۔

اصطلاحی تعریف یہ ہوئی کہ قرآن کی صحیح تلاوت کے بجائے غلطی کی طرف مائل ہوجانا۔

اقسام :

(۱) لحن جلی (۲) لحن خفی

﴿ ۱ ﴾ لحن جلی: ظاہری اور کھلی ہوئی غلطی۔

اصطلاحی معنی : لفظ کی ایسی غلطی کہ جس سے عرف عام کی قرآت (معروف قرآت) اور کلمہ کی بنیاد (ساخت) میں خلل پیدا ہوجائے، معنی چاہے بدلیں یا نہ بدلیں۔

جلی اس لئے کہتے ہیں کہ علماء قرآت بلکہ سب لوگوں پر غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔

یہ حروف ، کلمات، سکنات اور حرکات (زیر ، زبر ، پیش) میں پائی جاتی ہیں۔

لحن جلی کے اقسام:

حروف میں غلطی کلمات میں غلطی حرکات میں غلطی

﴿۱﴾ حروف میں غلطی :

اس کی تین قسمیں ہیں۔ (ا)۔ پورے حرف کا بدل جانا (ب)۔ کلمہ کی بنیاد (ساخت) میں حرف زیادہ ہوجانا (ج)۔ کلمہ کی بنیاد میں یا نص میں حرف کا کم ہوجانا۔

(۱)۔ حرف کا بدل جانا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میں حا ، ھاء سے بدل جائے۔

اَلْمُسْتَقِيمَ میں قاف ، گاف سے بدل جائے۔

فَمَنِ اضْطُرَّ میں ضاد ، طاء سے بدل جائے۔

تَبَّتْ میں ثا ، سین سے بدل جائے۔

اَنْعَمْتَ میں نون ، لام سے بدل جائے۔

الَّذِينَ میں ذا ، زا سے بدل جائے۔

اَلْمُسْتَقِيمَ میں تا ، طاء سے بدل جائے۔

اَلْمُسْتَقِيمَ میں سین ، صاد سے بدل جائے۔

اَلْمَغْضُوبِ میں غین ، قاف سے بدل جائے۔

اَلضَّالِّينَ میں ضاد ، ظاء سے بدل جائے۔

اَلْمُسْتَقِيمَ میں قاف ، غین سے بدل جائے۔

جَاءَكُمْ میں جیم ، گاف سے بدل جائے۔

وَاِيَّاكُمْ میں کاف ، شین سے بدل جائے وغیرہ وغیرہ۔

ب۔ کلمہ کی بنیاد (ساخت) میں حرف زیادہ ہوجانا :

وَلَتُسْئَلُنَّ کو وَلَاتُسْئَلُنَ پڑھنا یعنی زبر کو بڑھا دیا۔

اِذْقَالَ کو وَاِذْقَال پڑھنا یعنی واؤ کو بڑھا دیا۔

تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ کو فَتَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ پڑھنا یعنی فاء کا بڑھ جانا وغیرہ وغیرہ۔

ج۔ کلمہ کی بنیاد میں یا نص میں حرف کا کم ہوجانا :

فَاِذَا کو اِذَا یعنی فاء نہ پڑھنا بلکہ صرف الف پڑھنا۔

وَلَا تَمُوتُنَّ کو وَلَتَمُوتُن یعنی الف نہ پڑھنا بلکہ صرف زبر پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

(۲) کلمات کی غلطی:

اس کی تین قسمیں ہیں۔

ا۔ کلمہ کا بدل جانا:

وَاللّٰهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ سے وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيم پڑھنا۔

إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ سے إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ پڑھنا یا اس کے برعکس۔

ب۔ آیت میں کلمہ زیادہ ہوجانا:

جیسے رَقَبَهٖ سے رَقَبَهٖ مومنه پڑھنا۔

ج۔ آیت میں کلمہ کم ہوجانا:

وَلِلّٰه مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْأَرْضِ کو وَلِلّٰه مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ یعنی 'ما' کو چھوڑ کر پڑھنا۔

(۳) حرکات کی غلطی:

أَنْعَمْتَ فتح کو کسرہ یا ضمہ سے بدلنا۔

رَبِّ الْعٰلَمِينَ کسرہ کو فتحہ یا ضمہ سے بدلنا۔

الْحَمْدُ ضمہ کو فتحہ یا کسرہ سے بدلنا۔

أَنْعَمْتَ سکون کو فتح سے بدلنا۔

اگر لحن جلی سورہ فاتحہ میں آئے اور معنی میں خلل آجائے تو بلا اختلاف نماز باطل ہوجائے گی اور اگر معنی میں خلل نہ ہو تو فتوی یہ ہے کہ نماز باطل نہ ہوگی لیکن گناہ ہوگا اور فاتحہ کے علاوہ دوسری سورتوں میں معنی میں خلل ہو یا نہ ہو (ارادی غلطی نہ ہو) تو نماز باطل نہ ہوگی لیکن گناہ ہوگا۔

۲۔ لحن خفی

لفظی معنی : چھپا ہوا۔

اصطلاحی معنی : لفظ میں اس انداز کی غلطی کہ معروف قرآت والی غلطی مانی جاے لیکن کلمے کی بنیاد نہ بدلے معنی چاہے بدلیں یا نہ بدلیں اس کو لحن خفی اس لئے کہتے ہیں کہ (عام طور پر) علماء قرآت ہی اسے جان سکتے ہیں: اس کی دو قسمیں ہیں۔

لحن خفی کے اقسام:

پہلی قسم : عام پڑھنے والے غلطی کو سمجھ جائیں : جیسے ادغام جہاں کرنا ہو وہاں ترک کرنا ، اظہار، اقلاب ،اخفاء کا ترک کرنا۔ باریک کو پُر اور پُر کو باریک کردینا۔ تشدید کو بغیر تشدید والا کردینا۔ الف ممدودہ اور مقصورہ کو چھوٹا کردینا۔ غنہ چھوڑدینا ۔ جہاں غنہ نہ ہو وہاں غنہ کردینا۔ اسکے علاوہ تجوید کے قواعد کے خلاف پڑھنا۔

نوٹ ۱۔ کچھ علماء لحن خفی کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس سے معنی پر اثر نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی نماز باطل ہوتی ہے۔

۲۔ عام پڑھنے والوں سے مراد جو اچھی خاصی تجوید جانتے ہوں۔

دوسری قسم : صرف ماہرین سمجھ سکیں : یعنی راء میں تکریر کرنا مد اور غنہ کی آواز میں تھرتھراہٹ پیدا کرنا ، مد کو اپنی مقدار سے زیادہ کرنا یا کم کرنا ، '' تطنین نونات '' (نون کو گنگنا کر پڑھنا) یا غنہ کی مقدار کو کم یا زیادہ کرنا اور اسطرح پڑھنا کہ لفظ میں خلل پیدا ہو یا اسکی اپنی رونق ہی چلی جائے (مثلا حروف قلقلہ کی رونق اسکے قلقلہ سے ہے اور کسی نے قلقلہ ہی نہیں کیا)۔

اسی طرح زیر زبر اور پیش کی ادائیگی میں لحن خفی ہونا :

پیش کے بعد سکون ہو تو وہ حرکت پیش اور زبر کے درمیان والی بن جاتی ہے اس لئے خاص کر ایسی جگہ جس میں پیش کے بعد سکون ہو تو ہونٹوں کو گول کر کے پڑھیں جیسے کُنتُمْ , اَمَنتُم ، هُم ، عَلَيكُم ۔۔

اور ایسے ہی جب زیر کے بعد سکون ہو تب بھی زیر کو یاء کی طرف میلان کرکے پڑھیں گے جسکا طریقہ یہ ہیکہ نچلا جبڑا خفیف سا آگے کی طرف کرکے زیر ادا کیا جائے (یعنی معروف پڑھا جائے مجہول نہیں)۔

جب تین یا چار حرکتیں متواتر (ایک ساتھ) آجائیں تو کافی سنبھال کر حرکتوں کو ادا کیا جائے۔کیونکہ اسکی ادائیگی مشکل کہلاتی ہے۔ ورنہ اختلاس (گڈمڈ) ہوجائے گا جیسے وَضَرَبَ ، کَمَثَلِ ، مَثَلُهُم، شَجَرَةٍ ، فَإِذَا لیکن اس کا بھی خیال رہے کہ یہ نہ تو مد محسوس ہو اور نہ ہی اٹک اٹک کر پڑھا جائے۔ اختلاس سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ ہر حرکت کو ایک ہی رفتار سے اچھی طرح ادا کیا جائے (یعنی حرف چبا چباکر پڑھنا محسوس نہ ہو)۔

اسی طرح اگر کسرہ کے بعد یاء آئے تب بھی بہت سنبھال کر پڑھنا چاہیئے کیونکہ کسرہ اور یاء متجانس ہیں اور اکثر کسرہ کو یا اسکے کچھ حصہ کو یاء کھا (ہضم کر) جاتی ہے جیسے مَلِكِ يَومِ میں کاف کے بعد یاء ہے اور ک کے زیر کی ذرا سی بے احتیاطی سے یوم کی ی میں تشدید یا کاف پر یاء مدیہ بن جاتی ہے۔

بالکل یہی بات پیش کے بعد واؤ آنے میں ہے جیسے نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ میں واؤ دال کے پیش کو کھا جائے گا یا تشدید لگے گی یا پیش کا کچھ حصہ واؤ میں داخل ہوجائے گا۔اس لئے دال کے پیش کو اچھی طرح پڑھنا چاہیئے واؤ مدیہ نہ بنے۔

اسی طرح حروف کی ادائیگی میں لحن خفی ہونا:

ا۔تشدید والے حروف میں کمی کردینا جیسے اِيَّاكَ کو اِيَاكَ پڑھ دینا (بغیر تشدید کے)۔

نوٹ:یہ ایسا لحن خفی ہے جس میں معنی بدل جاتے ہیں کیونکہ اِيَاکَ کے معنی سورج کی ٹکیہ کے ہیں (بلکہ کوئی جان بوجھ کر پڑھے تو کفر ہوجائے گا)۔

۲۔ تشدید میں تخفیف کی دوسری مثال یہ ہےکہ راء مشدد کو مخفف کردیا جائے جیسے الرَّحمٰن کو ارحمن (بغیر تشدید) کے پڑھا جائے۔

نوٹ: اس غلطی میں بھی معنی تبدیل ہو جاتے ہیں (یعنی کیا رحمٰن ہے، اس میں بھی کفر کااندیشہ ہے)۔

۳۔ اشباع حرکت: کبھی کبھی زیر زبر پیش بڑھکر بالترتیب یاء ، الف، واؤ بن جاتے ہیں جیسے تِلْكَ سے تلکا بَثَّ سے بثا ' وَيَبْشُرُ سے ینشرو' وَيَهَبُ سے ویھبو مَـٰلِكِ سے مالکی ' أَكْرَمَنِ سے اکرمنی .

نوٹ: ایک بار انگلی کھولنے یا بند کرنے کی مقدار مدت کو ایک حرکت کہتے ہیں۔یہاں بھی سنبھال کر ادا کرنا ہے۔ نہ تو زیادہ ہو کہ مد بن جائے اور نہ کم ہو کہ حرکت کی مقدار کم ہوجائے۔

۴۔کبھی کبھی زیر کے بعد وقف کی وجہ سے سکون ہوجاتا ہے تو بے احتیاطی کی وجہ سےزیر ' ی ' بن جاتا ہے جیسے الْمُدَّثِّرُ فَأَنْذِرْ فَكَبِّرْ سے مدثیر ، فانذیر ، فکبیر پڑھنا۔

۵۔ کبھی کبھی گول ۃ (جو وقف کے وقت ھاء بنتی ہے) پر رکتے وقت آدھی، تہائی ہضم ہوجاتی ہے جیسے الْقَارِعَةُ سے القارعَ یا وَاسْتَغْفِرْهُ سے استغفرو کی غلطی ہوجاتی ہے۔ اس لئے گول ۃ کو پوری احتیاط سے ادا کیا جائے یہاں تک کہ اس کی صفت '' ھمس'' اور '' رخوۃ '' کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے۔

۶۔حرف متوالی (ایک جیسے حروف لگاتار آجائیں اس) میں بے احتیاطی سے پورا حرف یا حرف کا کچھ حصہ ادا ہونے سے رہ جاتا ہے اور توازن برقرار نہیں رہتا۔ جیسے تَتَمَارَى ، وَوَجَدَكَ ، فَصَلِّ لِرَبِّكَ كَيفَ فَعَلَ ۔اس لئےان حروف ایک ہی رفتار سے ادا کیا جائے۔

۷۔ حرف ذلقی (جلدی سے پھسلنے والے) اگر شروع میں ہوں تو تبدیل ہو جاتے ہیں جیسے واؤ سے فا۔مثلاً فَإِذَا وَإِذَا ، لامر ، ربما ، بنسما. اس انداز کے حروف کو بہت سکون اور احتیاط سے ادا کرنا چاہیئے تاکہ کچھ حرف حذف نہ ہوجائیں خاص کر فاء اور واؤ اگر آغاز میں ہوں۔ اسی وجہ سے ایسی غلطیوں سے بچنے کے لئے ماہرین قراء سے استفادہ کرنا چاہیئے۔

لحن الاداء

اس موضوع کی اہمیت کی وجہ سےاس کو ایک الگ باب بناکر لکھا گیا ہے۔کیونکہ تجوید کے احکام صحیح پڑھنے کے باوجود محض ''طریقہ ادائیگی'' کی وجہ سے کلام عربی مبین کی فصاحت ختم ہوجاتی ہے۔

لحن اداء کی اصطلاحی تعریف : ایسی غلطی کہ جس سے بنیاد بھی نہ بدلے اور معروف قرآت میں بھی غلطی نہ ہو لیکن ادا کرنے میں دوسرے معنی کا شبہ ہو۔ اس کی ادائیگی کے وقت قاری کو چاہیئے کہ کلمات کو پورے حرکات سکنات اور شدات سے ادا کرے۔ اگران کلمات کو صحیح طریقہ سے ادا نہ کرے تو معنی میں خلل آجائے گا۔

لحن اداء کے بڑے اسباب:

۱۔حرکت کو غیر ضروری طور پر الگ کرکے یا جھٹکا سا دیکر پڑھنا۔

۲۔جہاں حرکت کو واضح کرنا ہے اسکو سرسری طور پر پڑھنا۔

۳۔متوالی حرکات کا لحاظ نہ کرنا (یعنی لگاتار حرکتوں کوبے دھیانی سے پڑھنا)۔

مثالیں :

تاویلَه: اس کے معنی تاویل کے ہیں اگر اس کو ذرا سی بے احتیاطی سے الگ الگ پڑھا جائے گا اس کامصدر الایوا سے ہوجائے گا یعنی تاوی،له ۔

أعمالَكم : جس کے معنی تمہارے اعمال کے ہیں اس کو ذرا سی بے احتیاطی سےالگ الگ پڑھا جائے گا ۔ تو یہ اس طرح ہوجائے گا اعمی لکم جس کے معنی '' تمہارے لئے اندھا '' ہوجائیں گے۔

ولي : جس کےمعنی میرے لئے ہیں لیکن یہ بے احتیاطی سے پڑھنے پر ولی الامر (حکم کرنے والا) کے معنی میں ہوجائیگا۔

فسَقیٰ : جسکے معنی پلانے کے ہیں ذرا سی بے احتیاطی سے یہ لفظ بمعنی فسق کے ہوجائے گا۔

فتَری: اس کے معنی دیکھنے کے ہیں ذرا سی بے احتیاطی سے یہ لفظ بمعنی فتور (فساد) ہو جائے گا۔

فقست: اس کے معنی سختی کے ہیں ذرا سی بے احتیاطی سے یہ لفظ بمعنی فقس (انڈا توڑ کر بچہ کا نکلنا) ہو جائے گا۔

وکفی: اس کے معنی کافی کے ہیں ذرا سی بے احتیاطی سے یہ لفظ بمعنی وکف (رک جانا) کے ہوجائے گا۔

وعسی: اس کے معنی شائد کے ہیں ذرا سی بے احتیاطی سے یہ لفظ بمعنی الوعس کے ہوجائے گا۔

لمع: اس کے معنی معیت (ایک ساتھ) کے ہیں ذرا سی بے احتیاطی سے یہ لفظ بمعنی اللمعان (چمک) کے ہوجائے گا۔

علیماً: اس کے معنی علم سے ہیں ذرا سی بے احتیاطی سے یہ لفظ بمعنی علی من (علی، کون) کے ہو جائے گا۔

ومضی: اس کے معنی پورا ہونے کے ہیں ذرا سی بے احتیاطی سے یہ لفظ بمعنی الومیض کے ہوجائے گا۔

لَهُو: جوکہ ضمیر ہے اس کے معنی وہ کے ہیں ذرا سی بے احتیاطی سے یہ لفظ بمعنی لهو (کھیل) کے ہوجائے گا۔

مرسلو الناقة: یہ جمع کا صیغہ ہے ذرا سی بے احتیاطی سے یہ مفرد کا صیغہ بن جائے گا اور معنی بدل جائیں گیں۔

حاضري المسجد: یہ جمع کا صیغہ ہے ذرا سی بے احتیاطی سے یہ مفرد کا صیغہ بن جائے گا اور معنی بدل جائیں گیں۔

کانتا اثنتین: یہ تثنیہ کا صیغہ ہے ذرا سی بے احتیاطی سے یہ مفرد کا صیغہ بن جائے گا اور معنی بدل جائیں گیں۔

جامعُ الناس: یہ مفرد کا صیغہ ہے ذرا سی بے احتیاطی سے یہ جمع کا صیغہ بن جائے گا اور معنی بدل جائیں گیں۔

فاطرِ السماوات: یہ مفرد کا صیغہ ہے ذرا سی بے احتیاطی سے یہ جمع کا صیغہ بن جائے گا اور معنی بدل جائیں گیں۔

مالك الملك: یہ مفرد کا صیغہ ہے ذرا سی بے احتیاطی سے یہ تثنیہ کا صیغہ بن جائے گا اور معنی بدل جائیں گیں۔

واترك البحر: یہ مذکر کا صیغہ ہے ذرا سی بے احتیاطی سے یہ مؤنث کا صیغہ بن جائے گا اور معنی بدل جائیں گیں۔

العفوّ: آخری حرف تشدید والا ہے ذرا سی بے احتیاطی سے یہ بغیر تشدید والا ہو جائے گا۔

مستمرّ: آخری حرف تشدید والا ہے ذرا سی بے احتیاطی سے یہ بغیر تشدید والا ہوجائے گا۔

وازدجر: آخری حرف بغیر تشدید والا ہے ذرا سی بے احتیاطی سے یہ تشدید والا ہو جائے گا۔

سلّما: یہ سلم (سیڑھی) کا اسم موصول ہے ذرا سی بے احتیاطی سے یہ سل ما ہوجائے گا۔

وسّاءَ لَهم : یہ الگ الگ کلمات ہیں ان کو الگ الگ ہی پڑھنا چاہیئے ذرا سی بے احتیاطی سے یہ مل کر سال هم مسئلہ کے مصدر سے ہوجائیں گے۔

ويسرلي: یہ الگ الگ کلمات ہیں ان کو الگ الگ ہی پڑھنا چاہیئے ذرا سی بے احتیاطی سے یہ مل کر یسرلی کے مصدر سے ہوجائیں گے۔

الاهــو: یہ الگ الگ کلمات ہیں ان کو الگ الگ ہی پڑھنا چاہیئے ذرا سی بے احتیاطی سے یہ مل کر الاهو کے مصدر سے ہوجائیں گے۔

أسلحتهم: اس میں چار حرکات متوالی (یکے بعد دیگرے) ہیں بے احتیاطی سے اس میں اختلاس (اعراب میں گڈمڈ) ہوسکتاہے۔

يعظكم: اس میں چار حرکات متوالی (یکے بعد دیگرے) ہیں بے احتیاطی سے اس میں اختلاس ہوسکتا ہے۔

فقد افترى: یہ الگ الگ لفظ ہیں۔ ذرا سی بے احتیاطی سے قد، فا سے مل جائیں گے۔

فقد استمسك : یہ الگ الگ لفظ ہیں۔ ذرا سی بے احتیاطی سے دال، سین سے مل جائیں گے۔

أفلا : یہ استفهام(سوالیہ)اور عطف ہے اورنفی ہے ذرا سی بے احتیاطی سے یہ افول سے ہوجائیگا۔

لحون اداء کی یہ چند مثالیں ہیں جبکہ یہ بے شمار ہوسکتی ہیں۔

ایسے الفاظ کی ادائیگی کے طریقہ کو سیکھنے کے لئے ماہرین قراء سے رجوع کرنا ضروری ہے غیر مستند طرز پر اپنا اجتہاد اور قیاس کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

" ''لحن خفی'' کی پہلی قسم حرام ہے کیونکہ جب قاری نے اظہار، غنہ، ادغام، اخفاء، مد و قصر چھوڑ دیا تو پھر تجوید میں باقی کیا بچا ؟ یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ یہ تلاوت صحیح ہے۔ تجوید کے ان احکام کو جن پر عامۃ المسلمین متفق ہیں کیسے ترک کیا جاسکتا ہے۔

ابن جزری کا '' نشر '' میں یہ قول ہے کہ بیشک یہ امت ''معانی قرآن '' سمجھنے کی پابند ہے اور اقامتِ حدود کی پابند ہے اور جسطرح نبی (فصیح عربی) ﷺ کے قرآن کی ادائیگی کو بڑے بڑے ائمہ قاریوں نے نقل فرمایا ہے اسی طرح (یہ امت) صحیح الفاظ اور حروف کو انکے صفات کے ساتھ اسی انداز سے ادا کرنے کی بھی پابند ہے۔ اس کے برخلاف کرنا یا تجاوز کرنا مناسب نہیں ہے۔ جیسا کہ تاکید آچکی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ للفقراء کے مد کو پڑھوایا حالانکہ بغیر مد کے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہو رہی تھی۔چونکہ رسول ﷺ نے مد پڑھوایا تھا اس لئے رسول ﷺ کے طریقہ سے پڑھوانا ضروری سمجھا گیا۔ حالانکہ کچھ علماء نے لحن خفی کی دوسری قسم کو حرام نہیں قرار دیا ہے۔ کیونکہ اسمیں فنی مہارت اور ذوق سلیم چاہیئے جو سب میں نہیں ہوتا ہے لیکن بہرحال انسان کو پوری جدوجہد تو کرنی چاہیئے تاکہ لگاتار مشق سے ماہر بھی بن سکے۔

غلطیوں کے اسباب :

غلطیوں کے چند اسباب کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے ۔

۱۔ **مخارج کا نہ جاننا:** جس کی وجہ سے کبھی حرف دوسرے حرف سے بدل جاتا ہے۔

۲۔ **صفات کا نہ جاننا:** جس کی وجہ سے کبھی حرف دوسرے حرف سے بدل جاتا ہے بلکہ قوی حرف ضعیف حرف کو کھا جاتا ہے۔

۳۔ **زیر۔ زبر پیش کو گرامر کے اعتبار سے نہ جاننا:** جس کی وجہ سے ایک حرکت دوسری حرکت سے بدل جاتی ہے یا حرکت سکون سے بدل جاتی ہے یا تشدید، بغیر تشدید سے بدل جاتی ہے۔

۴۔ **زبان یا تالو میں خشکی آجانا:** جس کی وجہ سے حرف اور حرکت خلط ملط ہوجاتے ہیں یا پورے بدل جاتے ہیں یا حروف حذف ہو جاتے ہیں۔

۵۔ **عجمیت:** جس کی وجہ سے ان حروف کی ادائیگی کا نہ ہونا جو ان کی زبان میں نہ ہو۔

۶۔ **امی ہونا :(ناواقفیت)** خاص کر بوڑھاپے کی وجہ سے حروف، حرکات اور سکنات بدل جاتے ہیں یا اس کے مستحقات ادا نہیں ہوسکتے۔

۷۔ **مقامی لھجہ :** جس کی وجہ سے کچھ حرف بدل جاتے ہیں یا حرکات بدل جاتی ہیں یا حروف کی صفات اپنے مستحقات کے ساتھ ادا نہیں ہوتیں اسی وجہ سے مقامی لہجوں میں غلطی ہوتی ہے۔

۸۔ **تجوید کے احکام کا نہ جاننا یا تطبیق کو نہ جاننا:** جہاں مد نہیں ہے وہاں مد کردیاجاتا ہے یا اس کے برعکس ہوجاتا ہے یا کمی زیادتی ہوجاتی ہے۔ یا میم ساکن کے احکام، نون ساکن اور تنوین سے گڈمڈ ہوجاتے ہیں۔ یا نون مشدد کے احکام، میم مشدد سے خلط ملط ہوجاتے ہیں۔ لام ساکن کے احکام کا فرق نہیں کیا جاتا وغیرہ۔

۹ ۔ **عربی گرامر کمزور ہونا:** اس وجہ سے حرکات اور حروف خلط ملط ہوجاتے ہیں۔

۱۰۔**قرآن کے حرف کو ادا کرنے میں کوتاھی کرنا:** اداء کی تعلیم کا اہتمام اور مشق، ماہرین قراء سے نہ کرنا۔

۱۱۔ **التباس** یعنی مل جانا۔

التباس کی دو قسمیں ہیں۔

التباس جس کا سبب حروف ہو: وہ یہ ہے کہ ایک کلمہ دوسرے کلمہ سے تمام حروف میں متماثل ہو بجز ایک حرف کے اور دونوں کلمے قرآن مجید میں موجود ہوں۔

رِجْزٍ سے رِجْس

وَعَسیٰ سے عَصیٰ

یَخْشَیٰ سے یَغْشَیٰ

مَخْذُوراً سے مَحظُورا

ضَلَّ سے ظَلَّ

بَسْطَةً سے بَصْطَة

الْمُنذَرِينَ سے المنظَرين

يُسْحَبُونَ سے يُصحَبون

اسی طریقہ سے اور بھی مثالیں ہوسکتی ہیں۔

التباس جس کا سبب حرکا ت و سکنات ھوں : وہ یہ ہے کہ ایک کلمہ دوسرے کلمہ سے تمام حروف میں متماثل ہو مگر دونوں کلمے حرکات میں، یا سکون میں، یا حرکت اور سکون دونوں میں الگ ہو۔

المخلَصين المخلِصين

كفُوا كُفْوا

منذَرين منذِرين

خالِدَين خالِدِين

اسی طریقہ سے اور بھی مثالیں ہو سکتی ہیں۔

خلاصہ:

لوگ تلاوت کے معاملہ میں یا تو محسن ماجور (اچھا پڑھنے والا اور اجر پانےوالا) یا مسیٔ ماجور (خراب پڑھنے والا اور اجر پانےوالا) یا مسیٔ مازور (گنہگار) ہوتے ہیں۔

محسن ماجور : (اچھا پڑھنے والا اور اجر پانے والا) یہ ہے جس نے تجوید پڑھی اور ماہر ہوگیا ہو اور قرآن تجویدکے ساتھ بغیر کسی غلطی کے پڑھا ۔یہ وہ شخص ہے جس کا ذکر رسول ﷺ نے اپنے اس قول میں کیا ہے الَّذِی یَقْرَأُ القُرآنَ وھوا ماھر بہ، مع السفرۃ الکرام البررۃ (جوشخص قرآن پڑھتا ھے اور اس میں ماھر ھے، وہ شخص قرآن کے لکھنے والے معزز اور پاکیزہ فرشتوں کے ساتھ ھوگا۔)

مسـئی ماجور : (خراب پڑھنے والا اور اجر پانےوالا) وہ ہے جس کی زبان میں لکنت ہو یا اچھی طرح ادائیگی نہ کرسکتا ہو یا عجمی ہونے کی وجہ سے وہ حرف ادا نہیں کر پا رہا ہو۔ اور وہ اپنی زبان کی اس کمی کو دور کرنے کی پوری پوری کوشش کررہا ہو اور اس کمی کی اصلاح کے لئے

مسئی مازور : (گناہگار) وہ شخص ہے جو اللہ کے کلامعربی و فصیح عربی کو صحیح پڑھسکتا ہے اور عجمی اور نبطی الفاظ کو درست کرسکتا ہو مگر لاپرواہ ہے یا اپنی رائے چلاتا ہے یا اپنے حافظہ پر تکیہ کرتا ہے یا تکبر کی وجہ سے کسی ایسے عالم سے رجوع نہیں کرتا جو اس کے الفاظ کو صحیح کرسکتا ہو بس ان کی مثال ایسے لوگوں کی ہے جن کی تلاوت خود ان کے لئےنقصان دہ ہے۔ بلکہ ان کے ہر اس حرف پر جس کو صحیح ادا نہ کیا یا اسکے مستحقات کو ادا نہیں کیا،اس پر گناہ ہے ۔ ذرا غور کریں ان لوگوں کے بارے میں ،کتنے ہی بےچارے ایسے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور گمان یہ کرتے ہیں کہ وہ صحیح پڑھ رہے ہیں حالانکہ ہزاروں لاکھوں گناہ ان پر لد گئے اور وہ جانتے بھی نہیں۔

یہ معاملہ اس راہب جیسا ہوگیا جس کو حضرت عمرؓ نے شام میں دیکھا تھا کہ وہ اپنی کثرت عبادت کی وجہ سےبالکل لاغر اور نحیف ہوگیا تھا ۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر حضرتعمرؓ رو پڑے تھے کیونکہ اس کی یہ عبادت جو غیر اللہ کی لئے تھی عنقریب اسکے جہنم میں جانے کا سبب بن رہی تھی (اور وہ دنیا میں بھی لاغر اور کمزور تھا)۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے ''کیا ایسے شخص کو نصیحت کی جائےکہ قرآن چھوڑ دے ؟'' تاکہ گناہ گار نہ ہو میں اس سوال کا جواب اس طرح دوں گا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے ﴿ اِنَّ الحَسَنٰتِ یُذھِبنَ السیئات ﴾ (اچھائیاں، برائیوں کو کھا جاتی ہیں) اس قول کی روشنی میں (یہ بات سمجھ میں آتی ہے) کہ پڑھنے والا کچھ تو صحیح بھی پڑھے گا اور ہر صحیح حرف پڑھنے پر نیکی ہے، ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں ہیں مگر جب وہ کسی حرف میں غلطی کرے گا تو ایک غلطی ہوگی۔ واللہ واعلم شائد اس کے گناہ کی بہ نسبت اس کی نیکیاں زیادہ ہوجائیں۔ دراصل یہ پڑھنے والے کی حالت پر ہے۔

اللہ العلی القدیر سے میں دعاگو ہوں کہ اپنے اور آپ لوگوں کے لئے حسن اتباع کی توفیق دے اور رسول مقبول ﷺ کے راستے پر چلنے کی توفیق دے اور ہم سب کو اچھے خاتمہ کی توفیق دے۔

پانچویں فصل
ارکان قرآت

پچھلے اسباق میں ہم جان چکے ہیں کہ قرآت قرآن میں تجوید کے قواعد کی تطبیق شرعاً واجب ہے تجوید سے پڑھنے والے کو ثواب ہے اور تجوید چھوڑنے والے کو گناہ ہے قرآن کی صحیح تطبیق کے لئے صرف تھیوری کا جاننا کافی نہیں بلکہ ماہر قاریوں سے رجوع کرنا اور ان کے سامنے تطبیق کرنا ضروری ہے جن کی سند رسول کریم ﷺ سے متصل ہو۔ یہاں (تطبیق کے وقت) کچھ باتیں استاد اور شاگرد کے آمنے سامنے ضرور آتی ہیں۔ اگر ہم نے صرف کتابوں پر اکتفاء کیا تو اس میں (قرآن کی) تحریف بھی ہوسکتی ہے جس سے قرآت صحیح نہ ہوگی۔

قرآن کی تلاوت کے صحیح ہونے کے لئے تین ارکان قرآت کو ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے یہ تینوں ارکان قرآت رسول مقبول ﷺ سے سنداً متصل ہیں۔جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ رسول مقبول ﷺ سے تواتر کے طریقہ پر سند کا متصل ہونا ۔ یہ جب ہوسکتا ہے کہ پڑھنے والا کسی ایسے ماہر قاری سے پڑھنا سیکھے جس کی سند رسول ﷺ تک صحیح اور متصل ہو ۔

۲۔ عربی اسلوب میں سے کسی ایک کے مطابق ہو چاہے وہ اسلوب راجح (جاری) نہ ہو۔

۳۔رسم الخط مصحف عثمانی کے مطابق ہو۔

مصاحف عثمانی

یہ وہ مصاحف ہیں جن کی کتابت کے بعد مندرجہ ذیل شہروں میں تقسیم کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا۔

۱۔ ایک نسخہ اپنے لئے مخصوص کیا ۔

۲۔ایک نسخہ اہل مدینہ کیلئے رکھا ۔

۳۔ایک نسخہ اہل شام کے امام کو بھجوایا۔

۴۔ایک نسخہ اہل بصرہ کے امام کو بھجوایا۔

۵۔ایک نسخہ اہل مکہ کے امام کو بھجوایا۔
۶۔ایک نسخہ اہل کوفہ کے امام کو بھجوایا۔
اس کے علاوہ کچھ نسخے اور بھی ہیں جن کا نام مصحف عثمانی ہے۔

اگر ان تینوں ارکان قرآت میں سے کوئی ایک رکن میں خلل پیدا ہوگیا تو وہ قرآت رد ہوجائیگی اور صحیح نہیں ہوگی۔ چنانچہ وہ مصحف جس کے اندر یہ تینوں ارکان موجود ہیں اس ہی کو پڑھا جائے بلکہ اسی کا نام قرآن ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے یا اس کے کچھ حصے کا انکار کرنے والا بھی کافر ہے۔

رسم عثمانی

اس موضوع کے متعلق بات کرنے سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ (رسول ﷺ پر قرآن کے نزول کے وقت سے ہی) قرآن کی کتابت کس طرح ہوئی (ہم بطور مقدمہ بتاتے ہیں) ۔ رسول مقبول ﷺ نے قرآن کی کتابت کا حکم دیا اور قرآن، ورقوں ، تختیوں ، کھجور کی چھال، چمڑے ، پتلے پتھر، ہڈیوں اور لکڑی پر لکھا جاتا تھا۔ رسول مقبول ﷺ کے پاس بے شمار کاتبین تھے اور قرآن کا نزول جب ختم ہوا اس وقت تک چالیس سے زیادہ کاتبین تھےجن میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت زیدبن ثابتؓ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنھم اجمعین وغیرہ شامل تھے ۔ اور یہ اللہ تعالی کا فضل ہے کہ حافظ قرآن بھی کم نہ تھے جن میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت زیدبن ثابتؓ، حضرت ابی بن کعبؓاور حضرت سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنھم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ کرام موجود تھے ۔

ابو بکر رضی اللہ کے زمانے میں تدوین قرآن

مرتدین سے جنگوں کے نتیجہ میں بے شمار حافظ قرآن شہید ہوگئے جس کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ نے حضرت زید بن ثابت کو تدوین قرآن کی ذمہ داری انجام دینے کے لئے ایک خاص جگہ متعین

کیا۔ اور حضرت زید نے پوری سوچ و فکر کے بعد قرآن کی کتابت کا کام انجام دیا۔ حتی کہ کوئی بھی روایت کو وہ قبول نہیں کرتے تھے جب تک اس کے ساتھ دو گواہ نہ ہوں۔ یہ کام حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت تک چلتا رہا۔ پھر ام المومنین حفصہ بنت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کے حکم پر یہ کام جاری رکھا۔

حضرت عثمان کے عہد مین تدوین قرآن

حضرت حذیفہ بن الیمان نےحضرت عثمانؓ کو یہ تجویز پیش کی کہ قرآن کوجمع کیاجائے اس سے پہلے کہ ''امت مسلمہ'' قرآن کی کتابت پر اختلاف کرے، جیسے کہ یہود اور نصاری نے اختلاف کیا تھا، تو حضرت عثمانؓ نے بزرگ صحابہ اور صاحب رائے حضرات کو جمع کیا اور یہ سب کے سب ایک نسخہ پر متفق ہو گئے جس کا ایک ایک نسخہ ہر شہر میں بھیجا گیا۔اور تمام کتابت کے اختلاف کا مرجع (تصحیح کامرکز) اس مصحف کو بنایا گیا۔ باقی تمام مصاحف کو جلادیا گیا۔ اور تدوین کی یہ بڑی ذمہ داری حضرت زید بن ثابت ، عبد اللہ بن زبیر ، سعید بن عاص اور عبد الرحمٰن بن حارث بن ھشام رضی اللہ عنھم اجمعین کو سونپی گئی۔ پھر یہ نسخہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنھا کے پاس بھیجا گیا۔ حضرت حفصہ نے وہ نسخہ حضرت عثمان کو بھیجا۔ اور یہ نسخہ تمام شہروں میں بھیجا گیا اس کے بعد دوسرے نسخوں کو جلادیا گیا۔

وجہ یہ تھی کہ تمام مسلمان قرآن کےاس ایک نسخہ پر جمع ہو جائیں جو کہ سات حروف(اسلوب) میں نازل ہوا۔ رسول مقبول ﷺ کا قول ہے کہ مجھ کو حضرت جبریل علیہ سلام نے ایک ایک حرف (اسلوب) پڑھاتے اور میں اس کو دہراتا تھا پھر وہ مزید پڑھاتے تھے اور میں پڑھتا یہاں تک کہ سات حروف (اسلوب) ہم تک پہنچ گئے اور مقصود اس سے(سات حروف میں نازل ہونے سے) عربی زبانوں کی مراجعت ہے۔

سب قرأتیں رسول اللہ ﷺ سے پڑھی گئیں اور سب صحابہ کرام سے متصل ہوئیں۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کے حیات میں اگر اختلاف ہوا تو ان ہی قراتوں سے فیصلہ ہوا۔ اور بتایا گیا کہ یہ سب قرأتیں صحیح ہیں جیسا کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر نے حضرت ھشام

ابن حکیم کی قرآت سنی وہ سورۃ فرقان کی ایک آیت''معروف قرآت'' کے خلاف پڑھ رہے تھے حضرت عمر نے ان کو پکڑ لیا اور گھسیٹتے ہوئے حضور ﷺ سے پاس لے گئے اور فرمایا کہ یہ شخص جس طرح قرآن نازل ہوا اس کے خلاف پڑھ رہا ہے رسول ﷺ نے فرمایا ''اے ھشام ذرا پڑھنا تو'' انہوں نے پڑھا ۔ رسول ﷺ نے فرمایا ''قرآن اسی طرح نازل ہوا''۔ پھر فرمایا ''اے عمر تم پڑھو '' حضرت عمر نے پڑھا ۔ حضور ﷺ نے فرمایا''قرآن اسی طرح نازل ہوا ہے''۔ اور اختلاف کا یہی حل رسول اللہ ﷺ سے معلوم ہوا کہ قرآن سات اسلوب میں پڑھا جاسکتا ہے ۔ حضور ﷺ کی وفات کے بعد مملکت اسلامیہ وسیع ہوئی ، صحابہ (دنیا میں) پھیلے ، اور ان کی قرآت بھی جو حضور ﷺ سے سنی تھی پھیل گئی ۔ اعاجم بھی اسلام میں داخل ہوئے تو حضرت عثمان نے ارادہ کیا کہ تمام مسلمان ایک مصحف پر جمع ہو جائیں، جس کا رسم الخط ایک ہو ۔اور اس طریقہ پر ہو جس طریقہ پر قرآن شریف سات اسلوب پر نازل ہوا۔ جبکہ ایک نسخہ میں کچھ کتابت ہو اور دوسرے میں کچھ ہو، یہ کتابت کےخلاف ہے۔ یا ایک نسخہ میں تمام تحریریں اگر آتی ہیں تو تکرار کا وھم ہوتا ہے۔ اس لئے بغیر کسی تکرار کے ایک نسخہ میں ایک ہی وجہ (طریقہ تلاوت) لائی جاسکتی ہے اور یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ ان میں سے ایک اصل ہو اور دوسرے کو حاشیہ بنایا جائے یہ ترجیح بلا مرجح ہوجاتی۔ اور یہ وہم بھی نہ ہونا چاہیئے تھا کہ اصل کلمہ غیر صحیح ہے اور اس کی تصحیح حاشیہ میں ہے۔

جمہور علماء متفق ہیں کہ مصحف عثمانی کا مجموعہ اور اس کی تحریر ، وہ ''قرآت متواترہ''ہے جو آخری سات اسلوب پر مشتمل ہے۔ اس کا ایک ایک نسخہ ہر شہر میں امام عادل کو بھیج دیا۔

چنانچہ زید ابن ثابت کو حکم دیا گیا کہ وہ مدینہ والوں کو پڑھائیں، عبداللہ بن السائب کو مصحف دے کر مکہ بھیج دیا گیا(تاکہ وہ اس سے پڑھائیں) اسی طرح مغیرہ بن أبی شھاب المخزومی کو شام بھیج دیا گیا جبکہ ابوعبدالرحمٰن السلمی کو کوفہ اور عامر بن عبدالقیس کو (اسی کام کے لئے) بصرہ بھیجا گیا۔

اور اسی طریقہ سے تمام اہل مصر کو ان تمام صحابہ کے ذریعہ سے جو ان مصاحف کے مطابق پڑھتے تھے ۔ پھر ان کی جگہ تابعین نے لےلی اسی طریقے سے قاریوں کی جماعت بنتی چلی گئی یہاں تک کہ بڑے بڑے ائمہ ہوئے جن کی اتباع کی گئی، ان کی روایات پر اعتماد کیا گیا اور ان کی جانب قرأتیں منسوب کی گئیں۔

دوسرا باب

فہرست

پہلی فصل: تلاوۃ کے مراتب

۱۔ تحقیق

۲۔ حدر

۳۔ تدویر

دوسری فصل: استعاذہ

۱۔ صیغہ ۲۔ معنی

۳۔ حکم ۴۔ محل

۵۔جہری اور خفی ۶۔ سورۃ کے شروع میں پڑھنے کا طریقہ

۷۔درمیان سورۃ میں پڑھنے کا طریقہ ۸۔ قطع کے بعد اعادہ

۹۔جماعت میں تعوذ پڑھنا

تیسری فصل: بسملہ

۱۔ صیغہ ۲۔ معنی

۳۔ سورۃ کی شروع میں بسملہ ۴۔ درمیان سورۃ میں بسملہ

۵۔ دو سورتوں کے درمیان ۶۔ وسط سورۃ سے وسط سورۃ کو ملانا

پہلی فصل
تلاوت کے مراتب

تیزی (جلدی) اور ہلکے(دھیر ے دھیرے) پڑھنے کے اعتبار سے تلاوۃ کے مراتب:

۱۔ تحقیق :

اسکے لفظی معنی وضاحت تاکید اور تدقیق کے ہیں۔

تحقیق کےاصطلاحی معنی جیسا کہ ابن جزری نے تعریف کی ہے ہر حرف کا حق ادا کرتے ہوئے پڑھنا یعنی مد کو پوری طرح کھینچ کر، ھمزہ کی پوری وضاحت کرکے، تمام حرکات کو پوری طرح ادا کرکے، اظہار اور تشدید کی وضاحت کرکے، غنوں کو پورا ادا کرکے، حرفوں کو بالکل الگ الگ کرکے مخرج سے اداکرنا ، سکتہ پورا کرنا، وقوف کا لحاظ رکھنا ، مختصراً بہت ہی دھیرےدھیرے تجوید کے تمام احکام کی رعایت کرتے ہوئے بغیرافراط کے تلاوت کرنا۔

۲۔ حدر :

اس کے لفظی معنی جلدی یا تیزی کے ہیں۔

حدرکے اصطلاحی معنی جیسا کہ ابن جزری نے تعریف کی ہے تیزی سے قصر کی روایت سےاس طرح پڑھنا کہ سکون،اختلاس،بدل اور ادغام کبیراور ھمزہ کی تخفیف اور اس جیسی تمام چیزوں میں تخفیف ہو۔اعراب کومکمل پڑھنا،لفظوں کی پوری رعایت کرنا اور حرفوں کو متمکن کرکے پڑھنا۔

خلاصہ یہ ہے کہ تجوید کے تمام احکام کی رعایت کرتے ہوئے بغیر تفریط جلدی جلدی قرآت کرنا لیکن اعراب کو پورا پڑھنا۔

افراط: بغیرکسی زیادتی کے تفریط: بغیرکسی کمی کے

۳۔ تدویر :

لفظی معنی : دائرہ بنانے کے ہیں۔

تدویر کے اصطلاحی معنی : تحقیق اور حدر کے درمیانی رفتار سے قرآت کرنا۔

ترتیل عام ہےاس لئے کہ یہ ایک مستقل مرتبہ ہے۔ البتہ تدویر اور حدر ترتیل میں شامل نہ ہوتی کیونکہ اللہ تعالی کےاس حکم ﴿ ورتل القرآن ترتیلا ﴾میں یہ دونوں مرتبے شامل نہیں ہیں۔ بلکہ انکو تو ناجائز ہونا چاہیئے تھا لیکن تینوں مرتبے رسول مقبول ﷺ سے منقول ہیں لہذاان دونوں کو بھی ترتیل میں شامل کیا گیا اس طرح تینوں مرتبے ترتیل میں شامل ہوگئے۔

لیکن افضل مرتبہ حقیق ہے جو تدبر (غور و فکر)کے ساتھ ہو، چاہے قرات تھوڑی سی ہو۔ اس لئے کہ قران کا مقصود اس کی سمجھ ہے اور اس پر عمل کرنا ہے کیونکہ جو کچھ تلاوت اور حفظ ہے وہی قاری کے لئے وسیلہ ہے۔

دوسری فصل

استعاذہ

اول : اس کے صیغے:

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ، تمام قراء کے نزدیک یہ مشہور صیغہ ہے اور یہ فقہا کے نزدیک بھی عام ہے۔ اس کے علاوہ بعض صیغے ہیں جو ائمہ قراء نے،اس صیغہ میں کچھ زیا دہ اور کم کر کے بنائے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

ا۔ اَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ العَلِيمِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيم۔

ب۔ اعوذ باللہ العظیم من الشیطان الرجیم۔

ج ۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ ھو السمیع العلیم ۔

د۔ اعوذ باللہ العظیم السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ۔

مندرجہ بالا صیغوں کے علاوہ جو وارد ہوئے ہیں۔

(اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) اس صیغے میں کچھ کمی نہیں کی جاسکتی ۔

دوم : اسکے معنی:

الاستعاذہ : اس کا مصدر طلب ''العوذ'' اور ''العیاذ'' ہے (پناہ طلب کرنا)۔ پناہ حاصل کرنا ۔ کسی کے سائے میں آجانا۔ چنانچہ اعوذ باللہ کے معنی ہیں ہم اللہ تعالی کی (رحمت)کے سائے میں آگئے اور ان سے پناہ طلب کی ۔

سوم: استعاذہ کا حکم (واجب یا مستحب کی حیثیت سے):

قرآن کریم کی سورہ النحل آیت نمبر ۹۸ میں اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْءَانَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ ﴾(جب تم قران پڑھو تو اللہ سے پناہ مانگو شیطان مردود کی)

قاری جب قرآت کرے تو استعاذہ کے مطلوب ہونے پر علماء کا اتفاق ہے لیکن اس کے حکم میں اختلاف ہے۔

چنانچہ جمہور علماء کے نزدیک استعاذہ مستحب کی حیثیت سے مطلوب ہے اور ان کا کہنا ہے کہ اس آیت میں صیغہ امر استحباب کے لئے آیا ہے۔ اس لئے استعاذہ نہ پڑھنے والے پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

لیکن غیر جمہور علماء کا واجب کی حیثیت سے یہ کہنا ہے کہ اس آیت میں امر وجوب کے لئے آیا ہے جبکہ استحباب کی کوئی علامت نہیں ہے۔ چنانچہ قاری اس کو چھوڑ دے تو گناہ گار ہوگا۔

اور اللہ ہی جانتا ہے۔ (ہمیں تو) غیر جمہور علماء کی دلیل زیادہ بہتر لگتی ہے اس لئے کہ امر کی اصل واجب کرنا ہے جب تک کہ کوئی علامت اس کے خلاف نہ پائی جائے۔ اور یہاں کوئی علامت نہیں۔

چھارم: استعاذہ کا مقام : (کب پڑھنا چاہیئے)

قرآت سے پہلے : اوپر دی ہوئی آیت کے معنی یہ ہیں کہ جب قرات کا ارادہ کرے تو اعوذباللہ پڑھیں جیسے ﴿ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا ﴾ (جب تم نماز کا ارادہ کرو تو وضو کرو)۔ تو وضو نماز سے پہلے ہے نہ کہ بعد میں اسی طرح اعوذ باللہ قرات سے پہلے ہے نہ کہ بعد میں ۔

پنجم : استعاذہ کا حکم جھر اور خفی کے لحاظ سے (کس طرح پڑھنا چاہیئے)۔

قرات کا آغاز ہورہا ہو ، سورۃ کا آغاز ہو، حزب کا شروع ہو یا جہری قرآت کو کوئی سن رہا ہو۔ مندرجہ بالا حالات میں استعاذہ کو زور سے پڑھنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قرات اگر سری ہو تو اعوذ باللہ سری ہوگی۔

نماز سری ہو یا جہری ہو اعوذباللہ سری پڑھی جائیگی۔

اوراگر دور(حلقہ) ہو تو شروع کرنے والا آہستہ یا زور سے پڑھ سکتا ہے۔

ششم : سورۃ کے شروع کرتے وقت استعاذہ پڑھنے کا طریقہ :

سورۃ کے شروع کرتے وقت استعاذہ پڑھنے کے طریقے حسب ذیل ہیں :

۱۔ سورۃ توبہ کے علاوہ تمام دوسری سورتوں کے پڑھنے کے چار طریقے ہیں:

ا۔ قطع الجمیع : استعاذہ پر وقف کرنا اس کے بعد بسم اللہ پر وقف کرنا اور اسکے بعد سورۃ شروع کرنا جیسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ☆ بسم اللہ الرحمن الرحیم ☆ القارعۃ ☆

ب۔ وصل الاول بالثانی و قطع الثالث : استعاذہ کا بسم اللہ سے وصل کرنا ۔ بسم اللہ کے بعد وقف کرنا اور پھر سورۃ شروع کرنا جیسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ☆ القارعۃ ☆

ج ۔ وصل الجمیع : استعاذہ بسم اللہ اور سورۃ کے شروع میں ایک ساتھ وصل کرنا جیسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم القارعۃ ☆

د ۔ قطع الاول وصل الثانی بالثالث : استعاذہ کے بعد وقف کرنا پھر بسم اللہ اور سورۃ کے شروع میں وصل کرنا جیسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ☆ بسم اللہ الرحمن الرحیم القارعۃ ☆

۲۔ سورۃ توبہ کے شروع میں پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔

ا۔ قطع الجمیع : استعاذہ کے بعد وقف کیاجائے اس کے بعد سورۃ شروع کی جائے جیسے : اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ☆ برءاۃ من اللہ و رسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین ☆

ب ۔ وصل الجمیع : استعاذہ اور سورۃ توبہ کو ملائیں گے جیسے : اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم برءاۃ من اللہ و رسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین ☆

ہفتم : شروع سورۃ کے علاوہ استعاذہ پڑھنے کا طریقہ :(درمیان میں)

جب قاری سورۃ کو درمیان سے پڑھنا چاہتا ہو تو اسے اختیار ہے کہ استعاذہ کے بعد بسم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے لیکن پڑھنا افضل ہے اور اگر وہ پڑھے گا تو اسی بنیاد پر وہی چار مذکورہ طریقے جائز ہوجائیں گے جوسورۃ کی ابتداء کے لئے ہیں۔ اور اگر بسم اللہ نہ پڑھے تو صرف دو طریقے ہوں گے۔

۱۔ **قطع الجمیع** : استعاذہ پر رکنا پھر اول آیت کو پڑھنا جیسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

☆ ان الذین کفروا سواء علیھم .....

۲۔ **وصل الجمیع** : استعاذہ کو آیت کے شروع میں ملانا جیسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان الذین کفروا سواء علیھم .....

اللہ یا رب سے پہلے استعاذہ پڑھنے کا طریقہ:

جب اول آیت میں لفظ جلالہ ہو یا کلمہ رب ہو یا کوئی ایسی ضمیر ہو جو اللہ کی طرف لوٹ رہی ہو تو استعاذہ کا قطع کرنا بہتر ہے ۔ کیونکہ استعاذہ کو آیت سے ملانے میں وہ ضمیر جو اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے اس ضمیر کا معاذ اللہ شیطان کی طرف لوٹنے کا وہم پیدا ہوتا ہے۔ اسی طریقہ سے جیسے ﴿ إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ﴾ ﴿ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ﴾ ﴿ الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ ﴾ ﴿ وَهُوَ الَّذِي ﴾ ان جیسی آیات میں قطع کرنا بہتر ہے۔ (اس لئے کہ رجیم سے رحمٰن کی صفت بنے کا وہم نہ پیدا ہو) اسی وجہ سے بعض علماء نے استعاذہ کے بعد بسم اللہ پڑھنے کی تاکید کی ہے۔جیسا کہ اس مثال میں ﴿ الله لا اله الا هو ﴾ ۔

اور اسی طرح ان آیات کے شروع میں استعاذہ کو ملانے سے منع کیا ہے جن کی ابتدا میں رسول ﷺ کا نام ہو جیسا کہ﴿ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ﴾ کیونکہ اس میں بھی غلط معنوں کا وہم ہوتا ہے ۔

اسی طرح سے بسم اللہ کو ﴿ الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ ﴾ یا ﴿ لَّعَنَهُ اللَّهُ ﴾جیسی آیات سے ملانے میں بھی وہم ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں بھی بسم اللہ کو ملانے سے منع کیا گیا ہے۔

سورہ توبہ کے درمیان میں قاری کو بسم اللہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کا اختیار ہے جیسا کہ دوسری سورتوں میں ہے۔

سورہ توبہ میں بسم اللہ نہ لکھے ہونے کی وجہ اکثر کے نزدیک اس سورۃ میں آیات جہاد کا نزول ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سورۃ توبہ ، سورۃ انفال کا جز ہے۔ پہلی روایت بہت مشہور ہے جو کہ عبد اللہ بن عباسؓ اور علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے۔

ہشتم : قاری کا اپنی قرات قطع کرنا اور پھر اعادہ کرنا:

قاری جب اپنی قرات کھانسی، چھینک، جماہی یا وہ بات جو قرآن سے متعلق ہو ، کی وجہ سے قطع کرے تو استعاذہ کا اعادہ نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی نامانوس چیز ہو جیسے کھانا پینا یا سلام کا جواب دینا تو یہاں استعاذہ کا اعادہ ہوگا ۔ اور قرات کو بالکل ہی قطع کردیا تو بھی استعاذہ کا اعادہ ہوگا۔

نہم: جماعت میں چاہے سب نے ایک ہی آیت پڑھی ہو:

جماعت میں استعاذہ ہر ایک سے مطلوب ہے اس لئے کہ قاری کا مقصود شیطان سے اللہ کی پناہ چاہنا ہے۔ چنانچہ صرف ایک ہی استعاذہ سب کے لئے کافی نہیں ہوگی (بلکہ سب لوگ علحدہ علحدہ استعاذہ پڑھیں)۔

فصل سوم
بسملہ

اول : بسم اللہ کا صیغہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اس کے علاوہ کوئی اور صیغہ نہیں ہے۔

دوم : بسم اللہ کے معنی :

میں اللہ تعالی کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

میں اللہ رحمٰن رحیم کے نا م سے(بطور تبرک) شروع کرتا ہوں۔

بسملہ کے لفظی معنی : بسم اللہ کے معنی ہیں اللہ کےنام سے شروع کرنا۔ بسم اللہ ''نحت'' (Short form) ہے۔ نحت یہ ہے کہ دو کلموں یا دو کلموں کا اختصار ایک کلمہ میں ایجاز (اختصار) کے ارادہ سے ہو اور یہ سماعی ہے بالکل اسی طرح جیسے لا حول ولا قوۃ الا باللہ کو حوقل کہا جاتا ہے۔ یا الحمد للہ کو حمدل کہا جاتا ہے۔

سوم : اول سورت میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم :

سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے میں قاریوں کا کوئی اختلاف نہیں ہے چاہے سلسلہ وار یا غیر سلسلہ وار ہو، ایک سورۃ کو دوسری سورۃ سے ملایا جائے، (بجز سورۃ توبہ کے) ۔ سورۃ توبہ میں بسم اللہ کو چھوڑنے پر کسی قاری کو اختلاف نہیں ہے۔

چھارم : درمیاں سورۃ میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم :

اگر ہم درمیان سورۃ سے تلاوت شروع کریں تو تمام قاریوں کے نزدیک بسم اللہ پڑھ بھی سکتے ہیں اور چھوڑ بھی سکتے ہیں حالانکہ پڑھنا بہتر ہے اس میں اجر بھی ہے۔

سورۃ کے درمیان پڑھنے کا طریقہ استعاذہ کے بیان میں گزر چکا ہے۔

پنجم : دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ پڑھنے کا حکم:

ایک سورۃ کا آخر ہو اوراسکے بعد والی سورۃ کا شروع ہو ، اس حالت میں مندرجہ ذیل تین طریقوں سے پڑھنا جائز ہے (بجز سورۃ انفال کے آخر کوسورۃ توبہ کے شروع سے ملانے کے)۔

۱۔ **قطع الجمیع** : سورۃ کے آخر پر رکنا ۔ بسم اللہ پر رکنا اور آغاز سورۃ سے تلاوت کرنا جیسے ﴿ نار حامیۃ ☆ بسم اللہ الرحمن الرحیم ☆ الھٰاکم التکاثر ﴾۔

۲۔ **وصل الجمیع** : سورۃ کے آخر کو بسم اللہ سے ملانا اور بسم اللہ کو اگلی سورۃ کےآغاز سے ملانا جیسے ﴿ نار حامیۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم الھٰاکم التکاثر ﴾۔

۳۔ **قطع الاول وصل ثانی بالثالث** : سورۃ کے آخر پر رکنا ۔اور بسم اللہ کو اگلی سورۃ کے آغاز سے ملانا جیسے ﴿ نار حامیۃ ☆ بسم اللہ الرحمن الرحیم الھٰاکم التکاثر ﴾۔

یہ تینوں طریقے جائز ہیں چاہے سورتیں سلسلہ وار ہوں یا نہ ہوں۔

یہاں چوتھی وجہ ناجائزہے وہ یہ کہ سورۃ کے آخر کو بسم اللہ سے ملایا جائے اور پھر وقف کیا جائے پھر اگلی سورۃ شروع کی جائے ۔ یہ اس لئے ناجائز ہے کہ اس میں وہم پیدا ہوتا ہے کہ بسم اللہ سورۃ کا آخری حصہ ہے اور ضروری یہ ہے کہ بسم اللہ اگلی سورۃ کا حصہ بنے۔

سورۃ انفال اور سورۃ توبہ کو ملانے کے تین طریقے جائز ہیں۔

۱۔ سورۃ انفال کے آخر میں وقف کریں اورسانس لینےکے بعد سورۃ توبہ کو شروع کریں جیسے ﴿ ان اللہ بکل شیء علیم ☆ براءۃ من اللّٰہ و رسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین ﴾ ۔

۲۔ سورۃ انفال کے آخر میں سکتہ کے طریقہ پررک جائیں یعنی دو حرکت کی مقدار رکیں سانس نہ توڑیں اور پھر سورۃ توبہ کو شروع کریں۔ ﴿ ان اللہ بکل شیء علیم (سکتہ) براءۃ من اللہ و رسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین ﴾۔

۳۔ سورۃ انفال کے آخر کو سورۃ توبہ سے بغیر ٹھہرے ہوئے ملائیں ۔ جیسے ﴿ ان اللہ بکل شیء علیم براءۃ من اللہ و رسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین ﴾۔

یہ تینوں طریقے ان حالات میں بھی جائز ہیں۔ جب سورۃ فاتحہ یا سورۃ بقرۃ یا سورۃ آل عمران یا سورۃ نساء یا سورۃ مائدہ یا سورۃ انعام یا سورۃ اعراف کے آخر کو سورۃ توبہ کے آغاز سے ملائیں ۔

اور اگر سورۃ توبہ کو کوئی دوسری سورۃ جو سورۃ توبہ کے بعد(ترتیب کے لحاظ) ہو، سے ملائیں تو صرف ایک ہی طریقہ جائز ہے اور وہ یہ ہے کہ سورۃ کے آخر میں وقف کریں گے اورسورۃ توبہ کو بغیر بسم اللہ سے پڑھیں گے۔

وسط سورۃ سے دوسری وسط سورۃ کو ملانا

وسط سورۃ کو دوسری وسط سورۃ سے ملانے کے وقت بسم اللہ (ان سورتوں کو) علحدہ کرنے والی بن جائے گی۔ تا کہ پڑھنے والے کو ایک ہی سورۃ کا شبہ نہ ہو ۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

فصل الجمیع : آیت کے آخر پر وقف کرنا پھر بسم اللہ پر وقف کرنا اور پھر وسط سورۃ سے شروع کرنا ۔ یہ طریقہ افضل ہے۔

وصل الجمیع : وسط سورۃ کو بسم اللہ سے ملانا اور بسم اللہ کو دوسری وسط سورۃ سے ملانا۔

قطع الاول وصل ثانی بالثالث : وسط سورۃ پر وقف کرنا پھر بسم اللہ کو دوسری وسط سورۃ سے ملانا

اس معاملہ میں تمام سورتیں ایک جیسی ہیں حتی کہ سورۃ توبہ بھی۔

۱۔ قرانی ترتیب کے لحاظ سے پچھلی سے اگلی سورۃ کو ملانا:

پچھلی سورۃ سے اگلی سورۃ کے آغاز میں منتقل ہونا جیسے سورۃ اخلاص سے سورۃ فیل کے آغاز میں

منتقل ہونا اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ **قطع الاول وصل ثانی بالثالث** ۔: سورۃ اخلاص کے آخر پر وقف کرنا اور پھر بسم اللہ کو سورۃ فیل کے آغاز میں ملانا۔

۲۔ **قطع الجمیع** : سورۃ اخلاص کے آخر پر وقف کرنا پھر بسم اللہ پر وقف کرنا اور پھر سورۃ فیل کو آغاز کرنا۔

پچھلی سورۃ کو سورۃ توبہ کے شروع میں ملانے میں ایک ہی طریقہ ہے اور وہ '' قطع الجمیع '' ہے یعنی سورۃ کے آخر پر وقف کرنا اور پھر سورۃ توبہ کو شروع کرنابغیر بسم اللہ کے۔

۲۔ قرانی ترتیب کے لحاظ سے پچھلی سورۃ سے اگلی سورۃ کے وسط میں منتقل ہونا:

ان دونوں کے درمیان بسم اللہ پڑھی جائے گی اور اس میں ''قطع الجمیع'' ہوگا یا ''قطع الاول وصل ثانی بالثالث '' ہوگا اور ایسا ہی سورۃ توبہ میں بھی ہوگا۔

تیسرا باب
احکام الوقف والابتداء

پہلی فصل: وقف کے انواع اور احکام

ا۔قطع

۲۔سکتہ

وقف کے انواع

اضطراری، اختیاری، اختباری

ان کی تعریف مثالوں کے ساتھ

دوسری فصل: وقف اختیاری کے اقسام

ا۔ وقف تام ۲۔وقف کافی ۳۔وقف حسن

۴۔وقف قبیح ۵۔وقف تعسف ٦۔ استثناء کا قاعدہ

مصطلاحات وقف اور تبریر

تیسری فصل : ابتداء اور اس کے انواع

ا۔ وقف کے بعد ابتداء

ا۔ابتداء جائز اوراس کے مراتب ۲۔ابتداء قبیح اور اس کے مراتب

ب۔ وقف حسن کے بعد ابتداء

ا۔ قطع حسن ۲۔قطع قبیح

۳۔ قطع قبیح کے بعدابتداء قبیح

۴۔ قطع حسن کے بعدابتداء حسن

چوتھی فصل : کلمہ سے ابتداء

۱۔ھمزہ وصل اور ھمزہ قطع کا فرق

۲۔ھمزہ وصل س ابتداء کی کیفیت

۳۔ ھمزہ وصل اور قطع کا ایک جملہ میں اجتماع

۴۔ ﴿ بئس لسم الفسوق ﴾ میں کلمہ سے ابتداء کا حکم

پانچویں فصل : آخر کلمات پر وقف

۱۔وقف بالسکون

۲۔وقف بالروم

۳۔وقف بالاشمام

۴۔وقف بالحذف

۵۔وقف بالابدال

۶۔ حرف علت پروقف

۱۔الف مدیہ

۲۔واؤ مدیہ

۳۔ یاء مدیہ

چھٹی فصل: بعض کلمات قرآنیہ کی لکھائی

پہلی فصل
وقف کے انواع اور احکام

وقف کا باب شروع کرنے سے پہلے تین اصطلاحات کا فرق جاننا ضروری ہے۔

۱۔القطع ۲۔ السکتہ ۳۔الوقف

۱۔ قطع:

قرات کو ختم کرنے کے ارادہ سے قرات کے آخر میں ساکت ہوجانا۔ اور کسی دوسری کیفیت میں منتقل ہوجانا۔ مناسب یہ ہے کہ آیت کے آخر میں قطع کیاجائے۔ چاہے وہ آیت بیچ سورۃ میں ہو یا آخر سورۃ میں ہو۔ اگر قطع آیت کے آخر میں ہو اور وہ سورۃ کے آخر حصہ میں ہو تو یہ قطع حسن کہلاتا ہے اور اگر درمیان سورۃ میں قطع ہے تو ایسی جگہ قطع کرنا چاہیے کہ جہاں معنی مکمل ہوتے ہوں (یعنی معنی ادھورے نہ ہوں) چنانچہ اس جیسی آیت کے آخر میں قطع کرنا صحیح نہیں ہے جیسے ﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ﴾ (الماعون ۴) اس لئے کہ اس میں معنی میں خلل پڑگیا حالانکہ یہاں آیت ہے۔

۲۔سکتہ:

آواز کو کسی حرف ساکن پر اسطرح روکنا کہ آگے پڑھنے کی نیت بھی ہو اور سانس بھی نہ ٹوٹے (جسکی مقدار دو حرکت ہے) حرف ساکن پر سکون چاہے میّت(عارضی) ہو یا حَیّ (اصلی) ہو۔

سکون میت کی مثال ﴿ عِوَجَاۜ ۝١ قَيِّمًا ﴾ (الکھف ۱)

سکون حی کی مثال ﴿ وَقِيلَ مَنْۜ رَاقٍ ۝٢٧ ﴾ (القیامہ ۲۷) اور

قران میں چھ سکتے ہیں چار اجباری اور دو اختیاری۔

اجباری سکتے :

۱۔﴿ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ ٱلْكِتَٰبَ وَلَمْ يَجْعَل لَّهُۥ عِوَجَاۜ ۝١ قَيِّمًا لِّيُنذِرَ ﴾ (کھف ۱)

۲۔ ﴿مَنۢ بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَاۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ ٱلرَّحْمَٰنُ﴾ (یس ۵۲)

۳۔ ﴿ وَقِيلَ مَنْۜ رَاقٍ ۝٢٧ ﴾(قیامۃ ۲۷)

۴۔ ﴿ كَلَّا بَلْۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا۟ يَكْسِبُونَ ﴾ (مطففین ۱۴)

اختیاری سکتے :

۱۔ سورۃ انفال اور سورۃ توبہ کو ملائیں۔

۲۔ ﴿ مَآ أَغْنَىٰ عَنِّى مَالِيَهْۜ ۝٢٨ هَلَكَ عَنِّى سُلْطَٰنِيَهْ ﴾ (حاقہ ۲۸ ۲۹)

۳۔ وقف:

لغوی معنی: رکنے کے ہیں۔

اصطلاحی معنی : آخر کلمہ میں آواز کو اتنی دیر کے لئے روک لینا کہ سانس لے سکیں جبکہ دوبارہ پڑھنے کا ارادہ ہو، وقف عام طور پر آیتوں پر ہوتا ہے درمیان آیت میں بھی ہوتا ہے لیکن کسی کلمہ کے درمیان میں نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی ایسے کلمہ پر وقف ہوتا ہے کہ تحریر کے اعتبار سے قرانی رسم خط میں ملا کر لکھا گیا ہو۔مثال ﴿ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِى وَلَا بِرَأْسِىٓۖ ﴾ (طہ ۹۴)

وقف کی تیں قسمیں ہیں

۱۔ اضطراری ۲۔ اختباری ۳۔ اختیاری

وقف اضطراری : کا مطلب یہ ہے کہ اچانک کوئی ضرورت پیش آگئی ہو جیسے کھانسی، چھینک ، بھول چوک، ہنسی، نیند کا غلبہ یا جماہی وغیرہ ۔ چنانچہ اس حالت میں اسی کلمہ پر وقف کرسکتے ہیں جہاں یہ بات درپیش آئی ہو یہ وقف نہ حسن کہلاتا ہے نہ قبیح، لیکن اس حالت میں اسی کلمہ سے شروع کرنا ضروری ہے جہاں پر وقف کیا تھا اگر معنی مکمل ہو رہے ہوں تو آگے سے پڑھ سکتا ہے۔

وقف اختباری : پڑھنے والے سے بطور امتحان رکوایا جائے تاکہ اس سے پوچھا جاسکے کہ وہ رموزِ وقف کو پہچانتا ہے کہ نہیں۔ یہ بھی دیکھا جائیگا کہ اس کی بعد ابتداء کہاں سے ہوگی۔ یہی اس وقف کا فائدہ ہے۔

وقف اختیاری :

پڑھنے والا اپنے پورے ارادے سے رکے، وقف اختیاری سے متعلق کچھ احکامات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

انسان ایک سانس میں پوری آیت یا سورۃ یا لمبا جملہ نہیں پڑھ سکتا۔ یقیناً اس کو سانس لینے کی ضرورت پڑتی ہے اور جب سانس لینے کی ضرورت پڑتی ہے تو اس کے لئے مندرجہ ذیل تین باتوں کی ضرورت ہوتی ہے

۱۔ سانس کس جگہ لی جائے۔

۲۔اور کس جگہ سے آغاز کیا جائے۔

۳۔وقف یا ابتداء کرتے وقت معنی اور مفہوم میں کوئی نقص تو نہیں ہورہا ہے ورنہ وقف کی صحیح پہچان نہیں ہوسکے گی ۔ اور وقوف کو پہچاننا ہی آدھی ترتیل ہے جیسا کہ حضرت علیؓ نے اپنے اس قول میں تعریف فرمائی ہے کہ'' ترتیل تجوید الحروف و معرفة الوقوف''(حرفوں کو تجوید سے پڑھنا اور ٹھہرنے کے متعلق جاننا ہے) حاصل کلام یہ ہے کہ وقف صحیح معنی اور مفہوم کے شعور پر منحصر ہے معنی اگر کہیں ملانے پر مفہوم قبیح ہے تو وہاں وقف کرنا قبیح ہے اور کہیں قطع کرنے پر مفہوم قبیح ہے تو وہاں قطع کرنا قبیح ہے۔

وقف اختیاری کی تفصیل میں جانے سے پہلے میں یہ تنبیہ کرنا چاہتا ہوں کہ وقف اختیاری میں کوئی ''وقف حرام'' یا ''وقف واجب'' قرآن مجید میں نہیں ہے (یعنی ایسا بالکل نہیں ہے) کہ اس جگہ نہیں رکیں تو گناہ ہوگا یا اس جگہ رکیں گے تو گناہ ہوگا لیکن معنی کے ذریعہ سے سمجھا جائے گا گویا اصل سبب معنی مفہوم میں خلل آنا ہوا جس کی وجہ سے ہم ''وقف بالحرام'' کہیں گے (جیسے کہ یہ آیت ﴿ لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓاْ إِنَّ ٱللَّهَ ثَالِثُ ثَلَٰثَةٍۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّآ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞۚ ﴾(المائدہ۷۳)

اگر اس آیت میں'' الله ''کے بعد رکتے ہیں تو گناہ ہوگا بلکہ اس کو پورا واحدٌ تک پڑھنا ہوگا (ورنہ معنی یہ ہو جائیں گے کہ ''کوئی معبود نہیں'')

یا ﴿وَٱللَّهُ لَا يَسۡتَحۡيِۦ مِنَ ٱلۡحَقِّۚ ﴾(الاحزاب ۵۳) میں'' لا یستحیے '' پر رکنا۔

یا اسی طرح سے وقف بالواجب کہیں گے اگر وقف نہ کیا گیا تو معنی بدل جائیں گے جس سے عقائد میں بھی خرابی آتی ہو جیسے

﴿ إِنَّمَا يَسۡتَجِيبُ ٱلَّذِينَ يَسۡمَعُونَۘ وَٱلۡمَوۡتَىٰ يَبۡعَثُهُمُ ٱللَّهُ ﴾ میں

''یسمعون'' پر نہ رکنا معنی میں خرابی پیدا کرتا ہے (''گویا مردے بھی دعا سنتے ہیں'')۔

دوسری فصل
وقف اختیاری کی قسمیں

وقف اختیاری کو جائز اور حرام کے اعتبار سے دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

أ۔ وقف جائز: ایسا وقف جہاں رکنے پر معنی صحیح ہوں۔
اس کی تین قسمیں ہیں ۱۔ وقف تام ۲۔ وقف کافی ۳۔ وقف حسن

۱۔ وقف تام

وقف تام: کسی بھی جملہ میں ایسی جگہ ٹھہرنا کہ اس کے معنی مکمل ہوگئے ہوں اور اسکے بعد والے جملے سے لفظا یا معنی کوئی تعلق نہ رہ گیا ہو۔
(لفظا: یعنی گرامر کے اعتبار سے، معنی: یعنی پہلے جملہ کے معنی دوسرے جملہ سے متعلق نہ ہوں)
عام طور پر وقف تام مندجہ ذیل حالات میں ہوتا ہے۔

۱۔ آیت پر ﴿ مَٰلِكِ يَوْمِ ٱلدِّينِ ﴾ اور ﴿ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴾ (البقرة = ۵)
(یہ غیر مطرد ہے)۔

۲۔ رحمت اور عذاب کی آیت کے درمیان

﴿ فَٱتَّقُواْ ٱلنَّارَ ٱلَّتِى وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَٰفِرِينَ ﴿٢٤﴾
وَبَشِّرِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ﴾ (البقرة ۲۵) (یہ غیر مطرد ہے)۔

۳۔آیت کا آغاز سوالیہ حرف سے ہورہا ہو ۔

ٱللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ
تَعْلَمْ أَنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِى ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ

(الحج ٦٩)(یہ غیر مطرد ہے)۔

۴۔قصہ کا آخر ہو یا اس کے بعد قصہ کا آغاز ہو

وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ

(مریم ۵۰) (یہ غیر مطّرد ہے)۔

۵۔آیت کے بعد حرف ندا (یا) سے آغاز ہو رہا ہو

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٩﴾ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ

(البقرۃ ۳۹) (یہ غیر مطّرد ہے)۔

۶۔کسی قصہ کی خبر کی تعدیل ہو جیسے

وَمِن قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿١٥٩﴾ وَقَطَّعْنَاهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا ۚ وَأَوْحَيْنَا

(الاعراف ۱۵۹) (یہ مطّرد ہے)۔

۷۔آیت کے بعد حرف نفی سے آغاز ہو جیسے (لا . لیس . ما . لم)

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿١٧٦﴾ ۞ لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا

(البقرۃ ۱۷۷) (یہ غیر مطّرد ہے)۔

۸۔ آیت کے بعد حرف نہی سے آغاز ہو (لا)

وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿١٩٥﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا

(ال عمران ۱۹۵) (یہ غیر مطّرد ہے)۔

۹۔ آیت استثناء کے اختتام پر

بَيَّنَّٰهُ لِلنَّاسِ فِى ٱلْكِتَٰبِ ۙ أُو۟لَٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ ٱللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ ٱللَّٰعِنُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُوا۟ وَأَصْلَحُوا۟ وَبَيَّنُوا۟ فَأُو۟لَٰٓئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَمَاتُوا۟ وَهُمْ كُفَّارٌ أُو۟لَٰٓئِكَ

(البقرة ١٦٠) (یہ مطرد ہے)۔

وقف تام کا مقام: کبھی کبھی وقف تام آیت کے درمیان میں بھی ہوتا ہے جیسے

لَّقَدْ أَضَلَّنِى عَنِ ٱلذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَآءَنِى ۗ وَكَانَ ٱلشَّيْطَٰنُ لِلْإِنسَٰنِ خَذُولًا

میں جآءنی ، پر وقف تام ہوگا کیونکہ پہلا جز ظالم کے قول کی کہانی مکمل کررہا ہے۔

کبھی کبھی آغاز آیت پر ہی وقف تام ہوجاتا ہے جیسا کہ ﴿ وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيهِم مُّصْبِحِينَ ☆ وَبِالَّيْلِ ﴾ یہاں لیل پر بات پوری ہو رہی ہے حالانکہ اس لفظ سے پہلے مصبحین پر آیت ہے۔ اور اس آیت میں وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔونَ ﴿٣٤﴾ وَزُخْرُفًا ۚ زخرفا پر بات پوری ہورہی ہے حالانکہ آیت یتکؤن پر ہے۔

وجہ تسمیہ : وقف تام کو تام اس لئے کہتے ہیں کہ جملہ پورا ہوجاتا ہے اور اسکے بعد لفظاً اور معنیً انقطاع (کوئی تعلق نہیں رہتا) ہوجاتا ہے۔

حکم: وقف تام گویا کہ وقف حسن ہوگا اور آغاز اس کے بعد والے جملہ سے ہوگا۔

رمز (اشارہ): وقف تام کے لئے عام طور پر مصاحف میں بطور اصطلاح (قلے) بنا ہوا ہوتا ہے۔

وقف بیان تام:

یہ وقف تام سے ملحق ہے (گویا ضمیمہ ہے) وقف بیان تام کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایسے کلمہ

پر ٹھہرنا کہ اس کے معنی تو پورے ہوگئے ہوں مگر بغیر وقف کے اس کے معنی سمجھ میں نہ آتے ہوں (بلکہ دوسرے کلمہ سے ملانے پر معنی غلط ہوجاتے ہوں) اس وقف کو وقف لازم یا واجب بھی کہتے ہیں

رمز: وقف بیان تام کا رمز (مـ) ہوتا ہے۔

مثالیں:

١۔ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٩﴾ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَهَاجَرُوا۟

(التوبة ٢٠) اگر ظالمین پر نہ رکا جائے تو یہ آمنو اور ھاجرو سے مل جائے گا اور یہ وھم ہوجائے گا کہ ظالمین ایمان لائے اور ہجرت کی۔

لَّقَدْ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوْلَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ فَقِيرٌ

٢۔ وَنَحْنُ أَغْنِيَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا۟ وَقَتْلَهُمُ ٱلْأَنۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَنَقُولُ

(ال عمران ١٨١) اگر اغنیاء پر نہ رکا جائے تو یہ وہم ہوجائے گا کہ سنکتب بھی انہی لوگوں کا قول ہے جنہوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی۔

عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٧٤﴾ ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ

٣۔ ٱلرِّبَوٰا۟ لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ ٱلَّذِى يَتَخَبَّطُهُ ٱلشَّيْطَٰنُ مِنَ ٱلْمَسِّ

(البقرة ٢٧٤) اگر یحزنون پر نہ رکا جائے تو ایسا محسوس ہوگا کہ سود کھانے والے خوش قسمت ہیں اور انھیں کوئی خوف اور ملال نہیں۔

٤۔ فَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ (یس ٧٦)

اگر قولھم پر نہ رکا جائے تو وہم ہوگا کہ انا نعلم ہی انکا قول ہے جبکہ ان کے اقوال تو گالی گلوچ ہیں۔

٥۔ إِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ ﴿٧﴾ لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَٰجِرِينَ (الحشر ٧)

اگر عقاب پر نہ رکاجائے تو وھم ہوجائے گا کہ اللہ کا عذاب فقراء اور مھاجرین کے لئے ہے۔

وقف جبرئیل علیہ السلام:

یہ وقف بھی وقف تام سے ملحق ہے اس وقف کا مطلب یہ ہے کہ اس جگہ پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تلاوت کرتے ہوے وقف کیا ہے اور اس کی اتباع حضرت محمد ﷺ نے کی ہے۔

تجوید کے علماء محققین کا اسکے متعلق اتفاق ہے کہ یہ ۱۷ مواقع (اسلوب) میں ہے مگر جگہوں میں اختلاف ہے (جبکہ صاحب ''منارالھدیٰ'' اور صاحب ''انشراح الصدور'' وغیرہ نے نقل کیا ہے) اور یہ اختلاف روایت کے اختلاف کہ وجہ سے ہے جس کو جو روایت مل گئی وہ اس پر دلیل بن گئی۔ حالانکہ سب روایتیں بالکل صحیح ہیں اس لئے اس وقف کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے مشائخ سے بالمشافہ سیکھنا چاہیئے۔

اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا

(البقرة ١٤٨)

۲۔ قُلْ صَدَقَ اللَّهُ ۗ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا (ال عمران ٩٥)

۳۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا (المائدہ ٤٨)

٤۔ قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ۖ (یوسف ١٠٨)

٥۔ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ

قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ (المائدہ ١١٦)

٦۔ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ﴿١٧﴾ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ

(رعد ١٧)

۷۔ وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا ۗ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ (نحل ٥)

۸۔ أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا ۚ لَّا يَسْتَوُونَ (السجدہ ١٨)

۹۔ ثُمَّ أَدۡبَرَ يَسۡعَىٰ ﴿٢٢﴾ فَحَشَرَ فَنَادَىٰ (النازعات ۲۲)

۱۰۔ فَلَا يَحۡزُنكَ قَوۡلُهُمۡۘ إِنَّا نَعۡلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعۡلِنُونَ (یس ۷۶)

رمز: عام طور پر مصحف میں (ج) ہے (جسکا مطلب وقف جائز یا کافی ہے) جیسے:
وَٱلۡأَنۡعَٰمَ خَلَقَهَاۗ لَكُمۡ فِيهَا دِفۡءٞ اور کبھی کبھی (قلے) یا کبھی کبھی (مر) بھی آتا ہے۔
جیسے فَلَا يَحۡزُنكَ قَوۡلُهُمۡۘ إِنَّا نَعۡلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعۡلِنُونَ

۲۔ وقف کافی

تعریف: ایسے جملے پر ٹھہرنا جس میں بات پوری ہوگئی ہو مگر بعد والے جملہ سے معنیٰ تعلق ہو لفظاً (گرامر کے اعتبار سے) تعلق نہ ہو۔

حکم: یہاں رکنا بہتر ہے مگر رک کر آغاز اگلے جملہ سے کیا جائے گا۔

رمز: عام طور پر (ج) ہے لیکن جب یہ درمیان آیت میں ہو (اگر آیت پر ہو تو آیت ہی اس کا رمز ہے)۔

عام طور پر یہ وقف مندرجہ ذیل جگہوں پر آتا ہے۔

علامات:

۱۔ فعل مضارع کے ساتھ ''س'' آجائے

أَشَهِدُوا۟ خَلۡقَهُمۡۚ سَتُكۡتَبُ شَهَٰدَتُهُمۡ وَيُسۡـَٔلُونَ (الزخرف ۱۹) (یہ غیر مطرد ہے)

۲۔ کہیں لفظ ''بل'' آجائے ﴿ وَقَالُوا۟ قُلُوبُنَا غُلۡفُۢۚ بَل لَّعَنَهُمُ ٱللَّهُ بِكُفۡرِهِمۡ (البقرۃ ۸۸) (یہ غیر مطرد ہے)

۳۔استفہامیہ (سوالیہ) حرف آجائے:

وَٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ أَوْلِيَآؤُهُمُ ٱلطَّٰغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ ٱلنُّورِ إِلَى ٱلظُّلُمَٰتِ ۗ أُوْلَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٢٥٧﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِى حَآجَّ إِبْرَٰهِۦمَ فِى رَبِّهِۦٓ أَنْ ءَاتَىٰهُ ٱللَّهُ ٱلْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَٰهِۦمُ

(البقرۃ ۲۵۷) (یہ غیر مطرد ہے)

۴۔جملہ مبتداء سے شروع ہورہا ہو۔

ٱللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِى طُغْيَٰنِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٥﴾ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشْتَرَوُاْ ٱلضَّلَٰلَةَ بِٱلْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَٰرَتُهُمْ وَمَا كَانُواْ مُهْتَدِينَ ﴿١٦﴾

(البقرۃ ۱۵) (یہ غیر مطرد ہے)

وقف کافی کا مقام: یہ آیت پر آتا ہے جیسا کہ تیسری اور چوتھی مثال میں ہے اور کبھی کبھی وسط آیت میں بھی آتا ہے جیسے دوسری اور دوسری مثال میں ہے۔

وجہ تسمیہ :اس وقف کا نام وقف کافی اس لئے رکھا گیا ہے کہ لفظی اعتبار سے (یعنی گرامر) گذشتہ جملہ سے کوئی تعلق نہیں اور اپنے بعد والے لفظ کے لئے یہ کافی (enough) ہے۔

وقف بیان کافی:

یہ وقف کافی کا ضمیمہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ معنی مقصود کی وضاحت کے لئے ٹھہرنا

رمز: عام طور پر اس کا رمز درمیان آیت میں (مر) اور کبھی کبھی (قلے) ہوتا ہے یہ وقف کافی کی تاکید کے لئے ہوتا ہے۔

اس کی مندرجہ ذیل مثالیں ہیں:

۱۔ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ يُخَٰدِعُونَ ٱللَّهَ (البقرۃ ۸) اس لئے کہ اگر مومنین پر

نہیں ٹھہریں گے تو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ یخدعون مومنین کی صفت ہے۔

۲۔ لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓاْ إِنَّ ٱللَّهَ ثَالِثُ ثَلَٰثَةٍۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّآ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞۚ (المائدہ ۷۳)

اس لئے کہ اگر ثلاثہ پر نہیں رکیں گے تو یہ وہم ہوگا کہ جملہ کا دوسرا جز بھی نصاری کا قول ہے۔

۳۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِۦۖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ أَن رَّءَا بُرْهَٰنَ رَبِّهِۦۚ

(یوسف ۲۴) اس لئے کہ اگر بہ پر نہیں رکیں گے تو شبہ ہوگا کہ یوسف علیہ سلام نے بھی ارادہ کرلیا تھا۔

۴۔ وَإِنْ عُدتُّمْ عُدْنَاۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَٰفِرِينَ (الاسراء ۸) اس لئے اگر یہاں نہیں رکیں گے تو یہ وہم پیدا ہوگا کہ عدنا اور وجعلنا ملے ہوے ہیں یعنی اگر وہ ایسا کریں گے تو ہم نار جہنم دیں گیں حالانکہ عدنا کا تعلق عدتم سے ہے کہ وہ ایسا کریں گے تو ہم بھی ایسا ہی کریں گیں (اور نار جہنم تو ہے ہی)۔

۳۔ وقف حسن

تعریف : وقف حسن اس وقف کو کہتے ہیں کہ جس جملہ پر وقف کیا جارہا ہے اس کے معنی صحیح ہوں مگر اسکا تعلق لفظا اور معنیً آگے آنے والی آیت سے ہو۔

حکم: اس میں آیت پر وقف ہو تو دوسرے کلمے سے ابتداء صحیح ہے اور وسط آیت میں وقف ہو تو پھر اس کی ابتداء میں قاریوں میں اختلاف ہے۔

رمز: عام طور پر اس کا رمز '' صلے '' ہے (وقف اگر وسط آیت میں ہو)۔

مثالیں:

۱۔ إِنَّ ٱلْمُجْرِمِينَ فِى ضَلَٰلٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِى ٱلنَّارِ (القمر ۴۷)

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ﴿٤﴾ ٱلَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٥﴾ ٱلَّذِينَ هُمْ
۲۔ يُرَآءُونَ ﴿٦﴾ وَيَمْنَعُونَ ٱلْمَاعُونَ ﴿٧﴾

(الماعون ۴۔۷)

۳۔ وَأَنزَلَ ٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ ﴿٣﴾ مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ (ال عمران ۳)

۴۔ خَتَمَ ٱللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰٓ أَبْصَٰرِهِمْ
غِشَٰوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٧﴾ (البقرة ۷)

مقام : اس کا اصل مقام آیت ہے جس پر یہ وقف حسن ہوتا ہے۔

جیسا کہ آیت پر:

ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٢﴾ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ﴿٣﴾ (الفاتحہ ۱۔۲)

لَهُمُ ٱلدَّرَجَٰتُ ٱلْعُلَىٰ (طٰہٰ ۷۵)

آیت کے وسط میں:

﴿ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ﴾ ﴿ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٢﴾ ﴾

چنانچہ مندرجہ بالا مقام پر وقف حسن ہوگا اور آغاز بعد والے لفظ سے کیا جائے گا اس لئے کہ آیت پر وقف کرنا سنت ہے جیسا کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب تلاوت فرماتے تو ہر آیت پر رکتے ہوئے پڑھتے تھے۔ جیسے ﴿ بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ﴾ پر وقف کرتے پھر ﴿ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٢﴾ ﴾ پر وقف کرتے پھر پڑھتے ﴿ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ﴾ لیکن کبھی کبھی درمیان آیت میں بھی وقف کرلیا جاتا ہے جیسا کہ ﴿ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ﴾ پر وقف کرنا کیونکہ معنی صحیح ہیں اور بات پوری ہے مگر جب آغاز کریں گے تو پہلے والے لفظ سے کریں گے کیونکہ موصوف اور صفت دونوں جزا الگ الگ ہوجائینگے حالانکہ یہ دونوں ایک ہیں (گویا گرامر کا لحاظ ضروری ہے)۔

وجہ تسمیہ : اس کو وقف حسن اس لئے کہتے ہیں کہ رکنے پر معنی بہتر طور پر سمجھ میں آجاتے ہیں۔

نوٹ ۱ : ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی رو سے اصل تو آیت پر رکنا حسن ہے لیکن اگر لفظی تعلق (گرامر کا) بہت زیادہ ہے تو ایسے وقت قطع کرنا ممنوع ہے وقف کرنا نہیں۔ جیسا کہ ﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ﴾ ﴿ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴾ اس لئے کہ آیت پر وقف تو سنت ہے اور قطع کرنا (گویا) تلاوت کو روک دینا ہے، ایسے میں قطع کرنے پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ نمازیوں کے لئے وعید ہے جبکہ وقف کے بعد پڑھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وعید کا بل نمازیوں کے لئے ہے۔

نوٹ ۲: اگر غور کیا جائے تو وقف کا دارمدار معنی اور اعراب (گرامر) پر ہے اسی لئے کبھی کبھی ایک ہی جگہ تینوں طرح کے وقف ہوسکتے ہیں یعنی وقف حسن بھی کافی بھی اور تام بھی۔

جیسا کہ ﴿ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝٢ ﴾ ﴿ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ..... ﴾ چنانچہ الذین کو اگر متقین کی صفت بنایا جائے تو یہ وقف حسن کی مثال ہے۔

اور الذین..... کو مبتداء محذوف کی خبر بنایا جائے جس سے پہلے ہمیں ھم نکالنا پڑے گا یا کسی فعل محذوف کا مفعول بنائیں اور فعل محذوف أعنی (یعنی) ہو تو ان حالتوں میں الذین پر وقف کافی بنے گا۔

اور اگر الذین ..... کو مبتداء بناتے ہیں اور اس کی خبر اولئک ..... ربھم ہوتی ہے تو یہاں وقف تام ہوگا۔

ب۔ وقف قبیح

ایسا وقف کہ جس میں بات پوری نہ ہوئی ہو بلکہ(لفظا اور معنی اگلے جملہ سے بہت زیادہ تعلق کی وجہ سے) وقف کرنے کی وجہ سے بات بے فائیدہ ہوگئی ہو یا معنی میں فساد پیدا ہوجاتا ہو یا معنی غیر مقصود ہوجاتے ہوں۔

حکم: اسکا حکم حرام ہے مگر بہت ہی سخت ضرورت کےتحت وقف ہوسکتا ہے (جیسے کہ سانس رک جائے)۔

علامات:

۱۔ مضاف پر وقف کرنا بغیر مضاف الیہ کے جیسے بِسۡمِ ٱللَّهِ میں بسم پر وقف کرنا۔

۲۔ فعل پر وقف کرنا بغیر مفعول کے جیسے ﴿ ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ ۝٦ ﴾ میں اھدنا پر وقف کرنا۔

۳۔ موصوف پر وقف کرنا بغیر صفت کے جیسے ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ ۝٦ میں الصراط پر وقف کرنا۔

۴۔ مبتداء پر وقف کرنا بغیر خبر کے جیسے ﴿ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ۝٢ ﴾ میں الحمد پر وقف کرنا۔

۵۔ فعل پر وقف کرنا بغیر فاعل کے جیسے ﴿ قَالَ ٱللَّهُ ﴾ میں قال پر وقف کرنا۔

۶۔ اِنَّ اور اس جیسے حرف پر وقف کرنا بغیر اس کے اسم کے جیسے ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ ﴾ میں اِنَّ پر وقف کرنا۔

۷۔ اِنَّ اور اس جیسے حرف پر وقف کرنا بغیر اس کی خبر کے جیسے ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴾ میں اِنَّ الله پر وقف کرنا۔

۸۔ کَانَ اور اس جیسے حرف پر وقف کرنا بغیر اس کے اسم کے جیسے ﴿ كَانَ ٱلنَّاسُ أُمَّةً وَٰحِدَةً ﴾

میں كَانَ پر وقف كرنا۔

۹۔ كَانَ اور اس جیسے حرف پر وقف كرنا بغیر اس كی خبر كے جیسے

﴿ كَانَ ٱلنَّاسُ أُمَّةً وَٰحِدَةً ﴾ میں كَانَ النَّاسُ پر وقف كرنا۔

۱۰۔ ظَنَّ اور اس جیسے حرف پر وقف كرنا بغیر اسكے اسم كے جیسے

أَلَا يَظُنُّ أُوْلَٰٓئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝٥ میں يَظُنُّ پر وقف كرنا۔

۱۱۔ ظَنَّ اور اس جیسے حرف پر وقف كرنا بغیر اس كی خبر كے جیسے

أَلَا يَظُنُّ أُوْلَٰٓئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝٥ میں يظن او لئک پر وقف كرنا۔

۱۲۔ مستثنی منه پر وقف كرنا بغیر مستثنی كے جیسے

وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُۥ لَٱتَّبَعْتُمُ ٱلشَّيْطَٰنَ إِلَّا قَلِيلًا میں الشيطن پر وقف كرنا۔

۱۳۔ ذوالحال پر وقف كرنا بغیر حال كے جیسے

وَمَا خَلَقْنَا ٱلسَّمَآءَ وَٱلْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَٰعِبِينَ ۝١٦ میں بينهما پر وقف كرنا۔

۱۴۔ ممیز پر وقف كرنا بغیر تمیز كے جیسے

إِنَّ هَٰذَآ أَخِى لَهُۥ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً میں وتسعون پر وقف كرنا۔

۱۵۔ اسم موصول پر وقف كرنا بغیر صلة كے ٱلَّذِى يُوَسْوِسُ فِى صُدُورِ ٱلنَّاسِ ۝٥ میں الذی پر وقف كرنا۔

۱۶۔ سوالیه حرف پر وقف كرنا بغیر مستفهم عنه كے جیسے

فَكَيْفَ عَاسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَٰفِرِينَ میں فكيف پر وقف كرنا۔

۱۷۔ شرطیه حرف پر وقف كرنا بغیر فعل شرط كے جیسے

إِن نَّتَّبِعِ ٱلْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَآ میں اِن پر وقف كرنا۔

۱۸۔ فعل شرط پر وقف كرنا بغیر اس كے جواب كے جیسے

إِن نَّتَّبِعِ ٱلْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَآ میں ان نتبع الھدی معک پر وقف کرنا۔

۱۹۔ نفی پر وقف کرنا بغیر منفی کے جیسے قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِى بِهِۦٓ میں ما پر وقف کرنا۔

۲۰۔نہی پر وقف کرنا بغیر منہی عنہ کے جیسے وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ میں لا پر وقف کرنا۔

۲۱۔ حیث پر وقف کرنا بغیر اس کے ما بعد کے جیسے
وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا۟ وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُۥ

۲۲۔حرف جر پر وقف کرنا بغیر مجرور کے جیسے وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝٥ میں من پر وقف کرنا۔

وقف قبیح کا رمز:(مصاحف میں) [1]

اکثر مصحف میں وقف قبیح کا رمز (لا) ہے۔ بعض جگہ کچھ اور علامت ہے۔اگر وسط آیت میں (لا) ہے تو یہ وقف نہ کرنے کی علامت ہے اور اگر آیت پر (لا) ہے تو یہ قطع نہ کرنے کی علامت ہے۔

وجہ تسمیہ : اس کو وقف قبیح اس لئے کہتے ہیں کہ وہاں رکنے پر معنی کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے یا معنی بدل جاتے ہیں یا معنی میں فساد کا خدشہ پیدا ہوجاتا ہے۔

اقسام:

وقف قبیح کی تعریف اور تسمیہ کی وجہ سے تین قسمیں ہیں۔

اول :۔درمیان آیت میں بغیر عامل کے(گرامر کے اعتبار سے اعراب لگانے والا) معمول پر وقف کرنا: اس کی مثالیں **علامات** میں دی جا چکی ہیں، جو کہ بائیس مثالیں ہیں۔ یہ وقف کی وہ قسم ہے جس میں شدید ضرورت کی بنیاد پر ہی رکنا پڑتا ہے اور ایسے وقت ضروری یہ ہے کہ ابتداء موقوف علیہ کے پہلے والے کلمہ سے کی جائے یعنی دوسرے جز سے پہلے جز کو اس طرح ملا دیا جائے کہ یہ وقف جائز ہوجائے۔

[1] (بعض علماء تجوید درمیان آیت اور پوری آیت کا لحاظ نہیں کرتے انکے یہاں صرف معنی کا لحاظ ہوتا ہے)۔

دوم: ایسی جگہ وقف کرلینا کہ جو معنی مقصود ہوں وہ نہ رہیں جیسے

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقۡرَبُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمۡ سُكَٰرَىٰ حَتَّىٰ تَعۡلَمُواْ

میں الصلوٰۃ پر وقف کرنا کیونکہ یہاں وقف کرنے سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ مطلق نماز کا انکار کیا جارہا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ نشہ کی حالت میں نماز کے قریب جانے کا انکار ہے اور یہ معنی پہلے جز کو دوسرے جز سے ملانے پر ہی سمجھ میں آتے ہیں۔

يُدۡخِلُ مَن يَشَآءُ فِي رَحۡمَتِهِۦۚ وَٱلظَّٰلِمِينَ أَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا أَلِيمَۢا ﴿٣١﴾ میں الظالمین پر وقف کرنا۔ چنانچہ اس جگہ وقف کرنا یہ شبہ پیدا کرتا ہےکہ ظالمین اللہ کی رحمت میں داخل ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے (وہ اللہ کے دشمن ہیں) اور ان کے لئے عذاب الیم ہے۔ یہاں رکنے پر معنی مکمل جب ہی ہوتے ہیں کہ اسے مابعد سے ملا دیا جائے۔

چنانچہ یہ اور اس جیسی مثالیں پہلے والے حکم سے الگ ہیں جس میں ضرورت کی وجہ سے وقف کیا جاسکتا تھا اور اس میں موقوف سے پہلے والے جملہ سے آغاز کیا جاتا ہے پھر ملانے کی وجہ سے وقف جائز ہو جاتا ہے۔

سوم: ایسی جگہ رک جانا کہ معنی میں فساد ہوجائے یا اللہ کی شان میں بے ادبی ہو جیسے

فَبُهِتَ ٱلَّذِي كَفَرَۗ وَٱللَّهُ لَا يَهۡدِي ٱلۡقَوۡمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٢٥٨﴾ میں اللہ پر وقف کرنا۔

اور اسی طریقہ اس منفی پر وقف کرنا جس کے بعد اثبات ہو جیسے

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَسۡتَحۡيِۦٓ أَن يَضۡرِبَ مَثَلٗا مَّا بَعُوضَةٗ فَمَا فَوۡقَهَاۚ میں لا یستحیے پر وقف کرنا۔ فَٱعۡلَمۡ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ میں اللہ پر وقف کرنا۔

وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةٗ لِّلۡعَٰلَمِينَ ﴿١٠٧﴾ میں ارسلنک پر وقف کرنا۔

لہذا یہاں پر وقف نہیں کرنا چاہیے بجز یہ کی شدید ضرورت ہو۔ اور ایسے وقت ضروری یہ ہے کہ ابتداء موقوف علیہ سے پہلے والے کلمہ سے کی جائے یعنی دوسرے جز سے اس کواس طرح ملا دیا جائے یہاں تک کہ یہ وقف جائز ہوجائے۔

وقف التعسف ﴿ الوقف الشاذ ﴾

وقف شاذ ان وقفوں میں سے ہے جس کو سامع کیے لئے انوکھا اور پسندیدہ مطلب قراء حضرات نے اختیار کیا۔ حالانکہ ایسی جگہ رکنا بظاہر لغت کے اعتبار سے تو صحیح ہے لیکن شارع کے مقصود کے اعتبار سے مختلف (برعکس) ہوتا ہے۔ چاہے وہ عقیدہ کے اعتبار سے، فقہ کے اعتبار سے یا تفسیر کے اعتبار سے ہو ۔ وقف شاذ کا مقصد ہی یہ ہے کہ سامع کا عُجب دور کیا جائے (جس سے سامع اپنی پسند کا مسئلہ نکال سکتا ہے) ۔ اور اسے اس قول سے متنبہ کیا جائے۔

وقف شاذ کی مثالیں:

۱۔﴿ فَمَنْ حَجَّ ٱلْبَيْتَ أَوِ ٱعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ ﴾

فلا جناح پر وقف : یہاں پر وقف کرنا سعی کے واجب ہونے کو بتاتا ہے جبکہ آیت بغیر وقف کے اس پر دلالت نہیں کرتی۔ جو کہ آیات اور احادیث واردہ کے مفہوم کے برعکس ہے اسی وجہ سے کہ لا کی خبر کو بغیر کسی دلیل کے حذف کردیا۔

۲۔﴿..... وَٱعْفُ عَنَّا وَٱغْفِرْ لَنَا وَٱرْحَمْنَآ أَنتَ مَوْلَىٰنَا فَٱنصُرْنَا عَلَى ٱلْقَوْمِ ٱلْكَٰفِرِينَ﴾

انت پر وقف : یہ وقف وہم پیدا کرتا ہے عفو غفران اور رحمت کا مالک غیر اللہ بھی ہے۔

۳۔ ثُمَّ جَآءُوكَ يَحْلِفُونَ بِٱللَّهِ إِنْ أَرَدْنَآ إِلَّآ إِحْسَٰنًا وَتَوْفِيقًا

یحلفون پر وقف: یہ وقف وہم پیدا کرتا ہے کہ باللہ کی ''ب'' قسم کی ہے اور یہ بات گرامر کے خلاف ہے۔ جبکہ قران میں فعلِ قسم کے حذف کے ساتھ ہی 'ب' ہمیشہ پائی جاتی ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ یہ 'ب' یحلفون سے متعلق ہو۔

۴۔﴿ وَهُوَ ٱللَّهُ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَفِى ٱلْأَرْضِ ۖ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ ..... ﴾

لفظ جلالہ پر وقف یا فی السموات پر وقف: یہ وقف ھو اللہ کو جملہ خبریہ بنا دیتا ہے اور یہ جملہ خبریہ کوئی فائدا نہیں دیتا جو کہ سورہ کی شروع میں آچکا ہے یعنی اللہ ہے (یا اسی طرح معنی ہونگے کہ اللہ آسمان میں ہے تو کیا زمین میں اس کی قدرت نہیں ہے)۔

۵۔ ﴿ ..... فَجَآءَتْهُ إِحْدَىٰهُمَا تَمْشِى عَلَى ٱسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ ..... ﴾

تمشی پر وقف: یہ وقف معنی میں فتور کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی معنی کی غرض بدل جاتی ہے۔ کیونکہ لفظ ماشی (پیدل چلنا) آیا ہے نہ کہ سوار ہونا۔ گویا معنی ہوگئے کہ وہ پیدل آئی سوار نہیں آئی اور یہ معنی نظم قرانی کے خلاف ہے۔

۶۔﴿ ..... يَٰبُنَىَّ لَا تُشْرِكْ بِٱللَّهِ ۖ إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾ ﴾

لاتشرک پر وقف کرنا : باللہ کی توجیہ سورۃ نساء کی آیت پر گذرچکی ہے۔

۷۔﴿ ..... فَٱنتَقَمْنَا مِنَ ٱلَّذِينَ أَجْرَمُوا۟ ۗ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴾

حقا پر وقف : یہاں وقف کرنا رسول ﷺ کی قرآت کے خلاف ہے کیونکہ حقا پر وقف کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ کہ مجرموں سے انتقام لینا ہمارے لئے بہت ضروری ہے اور یہی حق ہے حالانکہ بتایا یہ گیا ہے کہ مومنین کی مدد ضروری ہے اور مؤمنین کا حق ہے جس کی تائید میں یہ حدیث بھی آئی ہے ۔جس کوابن حاتم اورطبرانی ابن مردویہ نے تخریج کیاہے فرمایا کہ رسول مقبول ﷺ سے سنا "مامن امری ء مسلم یرد عن عرض اخیہ الا کان حقا علی اللہ تعالی ان یرد عنہ بؤنار جھنم یوم قیامۃ " پھر یہ آیت تلاوت فرمائی "وکا ن حقا علینا نصر المئومنین" اس میں لفظ وکان حقا نہیں پڑھا اور وقف کردیا (اور اجرمو پر وقف کردیا)۔ گویا مومنین کی مدد ضروری ہے بمقابل مجرمین سے انتقام کے۔

خلاصہ یہ ہے کہ پڑھنے والے یا پڑھانے والے تصنع اور تکلف سے بچیں اور اس شاذ سے بچیں جس کی وجہ سے قرآت کی رونق ختم ہو جاتی ہے اور تلاوت کا رعب اور اداء کا جلال ختم ہوجاتا ہے۔

استثناء کا قاعدہ

مستثنی منہ اور مستثنی الگ الگ ہیں ۔ لیکن یہ جدا نہیں ہوسکتے بلکہ ان میں لفظی و معنوی شدید تعلق ہے۔ مستثنی منہ پر وقف اور استثنی کے حرف اِلا سے ابتداء صحیح نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اِلا آیت کے شروع میں ہو چونکہ آیت پر وقف کرنا سنت ہے۔

علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ مستثنی اپنے ما قبل سے (پورے کا پورا) مربوط ہے یا جو حرف استثنی سے ذرا پہلے (قریب میں) لکھا ہوا ہے ۔

اس میں دو رائے ہیں۔

۱۔ حرف مستثنی پورے جملہ سے متعلق ہے۔

۲۔ حرف مستثنی سے جو ذرا قریب (لفظ) ہے، اس سے متعلق ہے۔

مثالیں

۱۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ ٱلْمَيْتَةُ وَٱلدَّمُ وَلَحْمُ ٱلْخِنزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ ٱللَّهِ بِهِۦ وَٱلْمُنْخَنِقَةُ وَٱلْمَوْقُوذَةُ وَٱلْمُتَرَدِّيَةُ وَٱلنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ ٱلسَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى ٱلنُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا۟ بِٱلْأَزْلَٰمِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ

مذکورہ بالا آیت میں جس شخص نے کہا کہ اقرب(لفظ) مذکور سے متعلق ہے تو تزکیہ کا لفظ صرف لما اکل سبع سے متعلق ہوگا۔ اس میں کوئی اشکال نہیں۔

مگر جس نے کہا کہ کُل مذکور سے متعلق ہے تو یہاں لفظ بہ پر وقف ''بیان کافی '' بن جائے گا۔ تاکہ معنی صحیح ہوجائیں اور فقہی اعتبار سے تفسیر کے موافق معنی ہوجائیں۔ اور اگر بہ پر وصل کرتے ہیں تو معنی یہ ہوجائیں گے کہ اگر مردہ پر (بسم اللہ پڑھ کر چھری چلادی) تو حلال ہوجائیگا اور خون کو پاکیزہ (بسم اللہ کہدیا) کردیا تو حلال، خنزیر کو پاکیزہ (بسم اللہ کہدیا) کردیا تو حلال غیراللہ کاپڑھا ہوا (پھرسے بسم اللہ پڑھدیا) پاکیزہ کیا توحلال ہوگا، جبکہ یہ تمام امور علماء نے حرام

میں جمع کئے ہیں اور یہ تزکیہ سے بھی حلال نہیں ہوتے ہیں۔ اگر ہم نے یہ پر وقف کردیا تو واؤ مستانفہ ہوگا۔ اور وَٱلْمُنْخَنِقَةُ وَٱلْمَوْقُوذَةُ وَٱلْمُتَرَدِّيَةُ وَٱلنَّطِيحَةُ (یہ جانور) اگر زندہ ہیں تو تزکیہ (بسم اللہ کہنا) کرنے سے حلال ہوجائیں گے۔

۲۔ وَٱلَّذِينَ يَرْمُونَ ٱلْمُحْصَنَٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا۟ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَٱجْلِدُوهُمْ ثَمَٰنِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا۟ لَهُمْ شَهَٰدَةً أَبَدًا ۚ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ ﴿٤﴾ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُوا۟ مِنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾

مذکورہ بالا آیت میں جس شخص نے کہا کہ استثناء اقرب مذکور (لفظ سے) متعلق ہے تو اس طرح معنی ہونگے کہ توبہ نے ان کے فسق کو ختم کردیا (حالانکہ ابھی دنیاوی سزا باقی تھی)۔ اور جس نے کہا کہ تمام مذکورہ بالا عبارت حرف استثناء سے متعلق ہے (اس نے) (لفظ) جلدہ پر ''وقف بیان کافی'' کی علامت بنادی۔ تاکہ فقہی اعتبار سے معنی تفسیر کے مطابق ہوجائیں۔ کیونکہ اگر ہم نے وصل کردیا تو توبہ کرنے والے سے حد ساقط ہو جائے گی (معنی کے اعتبار سے) حالانکہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ توبہ کرنے سے حد ساقط نہیں ہوتی اور اگر ہم نے جلدہ پر وقف کیا تو توبہ سے فسق ساقط ہوجائے گا (حد نہیں ساقط ہوگی) ہاں فاسق کی گواہی کی قبولیت میں (فقہا کا) اختلاف ہے۔

وقف کی اصطلاحات اور اس کی وجوہات

حرف عطف سے جڑے ہوئے جملے:

اول: اگر صلے حرف عطف سے پہلے آئے تو (وقف حسن) عطف کے ہی کام آئے گا۔ اور صلے سے ماقبل اور مابعد کے ہر جملہ کے اپنے الگ الگ معنی ہوں گے۔ مگر ایک خفیف سا تعلق لفظی (گرامر کا) برقرار رہے گا۔

وہ جملے جن کے معنی مستقل نہیں: یہ ہیں۔

۱۔ اگر خبر کو اعراب دیا جائے تو پورا جملہ خبر کی مثال بنے گا۔

۲۔ اگر مبتداء کو اعراب دیاجائے تو وہ جملہ پورا مبتداء کی مثال بنے گا۔

۳۔ وہ جملے جو پورے شرط کی مثال ہوں۔

۴۔ وہ جملے جو پورے جواب شرط کی مثال ہوں۔

۵۔ وہ جملے جو پورے سوال کی مثال ہوں۔

۶۔ وہ جملے جو پورے صفت کی مثال ہوں۔

۷۔ وہ جملے جو پورے قول یا منادی کی مثال ہوں۔

۸۔وہ جملے جن پر ہر جز الگ الگ مرتب ہوں۔

اسی طرح صلے کی علامت جب قبیح (لا) اور کافی کے درمیان یا حسن(صلے) اور کافی (ج) کے درمیان ہو تو بغیر کسی ترجیح کے اس وقت عطف یا استیناف کے جواز کی دلالت کرتی ہے۔

دوم: حرف عطف سے پہلے اگر ج آئے (وقف کافی) تو یہ اشارہ ہے کہ(جملہ مستانفہ بنایاجائے گا اور) حرف عطف کو استناف کے استعمال میں ترجیح دی جائے گی۔ چنانچہ (گرامر کا) اعرابی تعلق ختم ہوگیا اور معنوی تعلق برقرار ہے جوکہ ضمائر، اسم اشارہ، اسم موصول لفظ کے تکرار سے سمجھا جائے گا۔

سوم: حرف عطف سے پہلے اگر قلے آئے تو(وقف تام) بھی حرف عطف کو استیناف کے لئے استعمال کریں گے کیونکہ اب لفظی اور معنوی کوئی تعلق نہیں رہا (خاصکر جب ماقبل اور ما بعد کے موضوع میں اختلاف ہو اور وصل کی حالت میں معنی میں کوئی خلل بھی نہ ہو)۔

موضوع کا اختلاف مندرجہ ذیل شکلوں میں اچھی طرح سمجھ میں آتا ہے۔

ا۔ خبر کا طلب (امر) یا اس کے برعکس(نہی) میں منتقل ہونے کے وقت۔

ب۔ آیت رحمت اور آیت عذاب کے درمیان فصل ہونے کے وقت۔

ج۔ ایک قصہ کی انتہا اور نئے قصہ کی ابتداء ہونے کے وقت۔

د۔ ایک قول کی انتہا اور دوسرے قول کی ابتداء ہونے کے وقت۔

ھ۔ اجمال کی انتہا تفصیل کے بعد ہونے کے وقت۔

و۔ غائب، مخاطب سے بدل جانے کے وقت۔

ز۔ متکلم ، مخاطب سے یا غائب سے بدل جانے کے وقت۔

ح۔ مقید کے بعد مطلق ہونے کے وقت۔

ط۔ دنیاوی موضوع سے اخروی موضوع کے منتقل ہونے کے وقت یا اسکے برعکس۔

قلے (وقف بیان کافی) یہ اشارہ دیتا ہے کہ حرف عطف، استیناف کے کام آئے گا بشرطیکہ اسکا ما قبل اپنے مابعد سے معنی میں متعلق ہو، مگر وصل کی حالت میں معنی میں خلل ہوجاتا ہو۔

یہ مندرجہ ذیل صورتوں میں ہوتا ہے۔

ا۔ جب حالت ' وصل ' میں قول کی نسبت غیراللہ کی طرف ہو۔ یا غیر اللہ کے کلام کی نسبت اللہ کی جانب ہو۔

ب۔ یا حالت ' وصل ' میں اللہ کو ایسی صفت سے متعلق کیا جائے جو اسکے شایان شان نہ ہو۔

ج۔ حالت ' وصل ' میں آیت کے معنی یا اس ترکیب میں خلل اندازی ہورہی ہو۔

چھارم : اگر حرف عطف سے پہلے ' میم ' آئے ۔

ا۔ **وقف بیان تام** :یہ اشارہ دیتا ہے کہ حرف عطف سے استیناف کا کام لیاجائے جبکہ ماقبل اور مابعد کے درمیان کوئی معنوی تعلق نہیں اور وصل معنی میں خلل لا رہاہے۔

۲۔ **وقف بیان کافی** : یہ اشارہ دیتا ہے کہ حرف عطف کو استیناف کے استعمال پر ترجیح دی جائے (جبکہ اس میں بھی) وصل معنی میں خلل لا رہا ہے باوجود اسکے کہ مابعد سے معنوی تعلق برقرار ہے۔

پنجم : اگر حرف عطف سے پہلے '' بغیر علامت والا '' لا (جو وقف قبیح کی علامت ہے) آئے تو مندرجہ ذیل احکام کا اشارہ ہوگا ۔ (لا ایک علامت والا اور ایک بغیر علامت کا ہوتاہے)

ا۔ **عطف کی ترجیح:** چاہے مفردات کا عطف ہو یا ایسے جملے کا عطف ہو ۔ جسکے معنی مستقل نہ ہوں اور دونوں جانب(جملوں میں) شدید (لفظی یا معنوی) تعلق ہو تو وقف قبیح ہوگا اگر وقف حسن ہے تو ابتداء قبیح ہوگی۔

۲۔جب واؤ کو حالیہ مانا جائے واؤ کے ذوالحال سے شدت تعلق کی وجہ سے(تب لا بغیر علامت والا ہوگا)۔

۳۔ واؤ مفعول معہ کے فعل یا فاعل سے شدت تعلق کی وجہ سے ''معیت والا '' مانا جائے ۔

لا علامت والے اور بغیر علامت والے میں فرق یہ ہے کہ :

لا : وقف اور ابتداء (دونوں) کو روکتا ہے۔ حالانکہ گمان وقف کا سا ہوتاہے۔

کوئی علامت نہ ہونا: وقف حسن تو کر سکتا ہے مگر ابتداء کو روکتا ہے۔

خلاصہ :

۱۔ ' لا ' حرف عطف سے پہلے دونوں جانب کے عطف کو بتاتا ہے جبکہ ان میں سے ہر جملہ اپنے مستقل معنی نہیں رکھتا (یہ قبیح کی علامت ہے)۔

۲۔ 'صلے' حرف عطف سے پہلے ہر اس جملہ کو بتاتا ہے جسکے اپنے مستقل معنی ہیں۔

۳۔ 'صلے' پر عطف کو عطف کے لئے یا استیناف کے لئے بغیر کسی ترجیح کے استعمال ہوسکتا ہو۔

۴۔ 'ج ' حرف عطف سے پہلے آئے تو استیناف کو ترجیح ہوگی (یہ وقف کافی کی علامت ہے)۔

۵۔ 'قلے ' حرف عطف سے پہلے آئے تو استیناف کو ترجیح ہوگی۔ اس قلے کی دو قسمیں ہونگی۔

۱۔ **تام:** اگر لفظی اور معنوی (دونوں) تعلق ختم ہوجائے۔

۲۔ **بیان کافی:** اگر لفظی تعلق ختم ہوجائے مگر معنوی تعلق برقرار رہے اور وصل معنی میں خلل پیدا کردے۔

حرف عطف سے پہلے اگر کوئی علامت نہیں، تو یہ شدت تعلق کو بتاتی ہے۔ اس لئے کہ مفردات کا عطف یا ان جملوں کا عطف جنکے اپنے کوئی مستقل معنی نہیں یا واؤ حالیہ یا واؤ معیت کا عطف وغیرہ وغیرہ (یہ وقف قبیح کی علامت ہے)۔

اگر حرف عطف سے پہلے مر آئے تو یہ استیناف کی ترجیح اور لفظی تعلق کو بلکہ معنوی تعلق کو بتاتی ہے جبکہ وصل سے معنی میں خلل ہوجائے (یہ بیان تام کی علامت ہے) یا صرف معنوی (لفظی نہیں) تعلق پر دلالت کرے گی جبکہ وصل سے معنوی خلل آئے (یہ بیان کافی کی علامت ہے)۔

وقف ایسے جملوں کے ماقبل پر جو حرف عطف سے ملے ہوئے نہیں ہوں

لا علامت والا یا بغیر علامت والا وقف قبیح ہوگا۔(اگرمندرجہ ذیل گرامر کے احکام ہوں)۔

جب جملہ خبریہ بن رہا ہو یا معترضہ بن رہا ہو یا دعائیہ بن رہا ہو یا مضاف الیہ ہو یا کسی حرکت جر کا مجرور ہو یا صلہ ہو موصول کا یا فاعل ہو یا مفعول ہو یا جملہ شرطیہ ہو یا جواب شرط ہو یا تعلیلہ ہو الف لام سے ملا ہوا ہو یا صفت کو ترجیح دی ہو یا حال کو ترجیح دی ہو وغیرہ وغیرہ گرامر کے حالات کے تحت۔

'ج '(وقف کافی) کی (علامت ہے) جب جملہ مستانفہ کو ترجیح ہو، اور ایسے رابطہ والا (حرف) ہو جو اپنے ماقبل سے معنیٰ رابطہ بناتا ہو۔

'صلے' وقف حسن کی (علامت ہے):

اگر اس سے پہلے ' نکرہ ' آئے تو بطور ' صفت' آسکتا ہے۔

اگراس سے پہلے ' معرفہ ' آئے تو بطور 'حال ' آسکتا ہے۔

یا اس کے علاوہ اعراب کی حالت کے اعتبار سے آسکتاہے نیز 'استیناف' بغیر ترجیح کے ہوسکتا ہے یہ(صلے) ''قبیح'' اور ''کافی''کے درمیان ہے۔

ا۔قلے وقف تام کے لئے : جب استیناف راجح ہو اور اس کے اور ماقبل کے درمیان کوئی لفظی اور معنوی تعلق نہ ہو۔

یہ ان مستانف جملوں میں ہوتاہے جہاں کوئی اعراب نہیں اور وہ جملے 'مستانفہ' 'بیانیہ' جو کبھی کبھی سوال کے بعد قول سے شروع ہوتے ہیں۔

وہ مستانفہ تعلیلی جملے ان تعلیلی جملوں میں ہیں (مانے جاتے ہیں) جس میں 'لام تعلیل' نہیں ہوتا۔

۲۔قلے وقف بیان کافی کے لئے : جب مستانفہ کو ترجیح دی جائے اور اس کے ماقبل کے درمیان کوئی اعرابی تعلق نہ ہو لیکن معنوی ربط ہو حالانکہ وصل سے معنی میں خلل ہورہا ہو۔

۳۔ر: وقف بیان تام :جب مستانفہ کو ترجیح ہو مستانفہ اور اس کے ماقبل میں لفظی اور معنوی تعلق نہ ہو حالانکہ وصل سے معنی میں خلل ہورہا ہو یا ایسا ''بیان کافی '' ہو جس کا صرف معنوی تعلق ہو ۔

لو شرطیہ سے ما قبل پر وقف

لو : حرف امتناع، امتناع ہی کے لئے ہے۔

یہ شرط کا حرف ہے اس کو جواب شرط کی ضرورت ہے اسکا جواب کبھی پہلے ہوتا ہے کبھی بعد میں، کبھی(لفظوں میں) موجود ہوتا ہے کبھی پوشیدہ ہوتا ہے، اس کی پوشیدگی کی کوئی

دلالت کرنے والا ہوتا ہے۔

شارع کے کلام میں **لو** کے مفہوم مخالف کے عمل کے متعلق اصولیوں (گرامر کے علماء) کا اختلاف ہے ۔ جمہور **لو** کے ''مفہوم مخالف'' کے عمل کے قائل ہیں جبکہ غیر جمہور قائل نہیں۔ جنکے نزدیک مفہوم مخالف کا عمل (اثر انداز) ہوتا ہے انکے نزدیک **لو** کے ماقبل پر وقف کرنا ضروری ہے جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت ۱۰۲ اور ۱۰۳ میں۔

ایسی حالت میں '' مر '' یا '' قلے '' دونوں کے دونوں وقف کی اصطلاح بن گئی۔ یہی دونوں وقف بیان کافی اور تبریر کے رمز (اشارہ) ہیں ۔ **لو** میں جملہ مستانفہ آتا ہی نہیں اس لئے اعرابی (گرامر کا) تعلق بھی ختم ہوگیا۔

معنوی تعلق والا (لو)

لو کا جواب پوشیدہ ہے جسکو اس کے ماقبل والا حرف بتاتا ہے اگرہم وصل کریں تو مفہوم یہ ہوجائے گا کہ ''اپنی ذات کے لئے جو خریداری کی ہے'' وہ ان کے ناواقف ہونے کی وجہ سے بُری نہیں ہے (البقرہ ۱۰۲)اور (دوسری آیت کے معنی ہو جائیں گے) کہ ان کے ناواقف ہونے کی حالت میں ان تک اللہ کی بھلائی نہیں پہونچے گی ۔(البقرہ ۱۰۳) حالانکہ یہ دونوں معنی فاسد ہیں۔ لہذا وقف ضروری ہے۔

جن لوگوں نے مفہوم مخالف کو نہیں مانا انہوں نے مندرجہ ذیل رمز بنائے۔

ج : **لو** والا جملہ مستانفہ ہوگا اور اسکا جواب پوشیدہ ہوگا جسکے لئے ما قبل والاحرف(اشارہ) دلالت کررہا ہوگا۔

صلے : استیناف (نئے سرے کا جملہ) ارتباط (متعلق جملہ) دونوں جائز ہیں۔ لیکن ارتباط کی حالت میں) **لو** کا جواب اس سے پہلے ہوگا۔ اس وقت صلے''ج'' اور''لا'' کے درمیان ہوگا یعنی کافی اور قبیح کے درمیان ۔

ان شرطیہ سے پہلے وقف کرنا

اگر اِن کے بعد کنتم تعلمون یا تعقلون (جیسے لفظ) آئیں توہم کہیں گیں لو پورا نہیں آیا۔ اور اگر اِن کے بعد کوئی اور لفظ آئے تو اس کی یہ علامتیں ہیں۔ ج یا صلے یا کوئی علامت نہیں، اس وقت ماقبل کے مناسب معاملہ کیا جائے گا۔

رموز وقف، پاکستانی مصحف میں

جہاں بات پوری ہوجاتی ہے، وہاں چھوٹا سا دائرہ لکھ دیتے ہیں یہ حقیقت میں گول ت ہے جو بصورت ۃ لکھی جاتی ہے۔ اور یہ وقف تام کی علامت ہے۔ یعنی اس پر ٹھہرنا چاہئے اب ۃ تو نہیں لکھی جاتی۔ چھوٹا سا حلقہ ڈال دیا جاتا ہے اس کو آیت کہتے ہیں۔

م یہ علامت وقف لازم کی ہے اس پر ٹھہرنا چاہئے اگرنہ ٹھہرا جائے تو احتمال ہے کہ مطلب کچھ کا کچھ ہو جائے اس کی مثال اردو میں یوں سمجھنی چاہئے کہ مثلا کسی کو یہ کہنا ہو۔ کہ اٹھو۔مت بیٹھو ۔جس میں اٹھنے کا امر اور بیٹھنے کی نہی ہے تو اٹھو پر ٹھہرنا لازم ہے اگر ٹھہرا نہ جائے تو اٹھو مت بیٹھو ہو جائیگا۔ جس میں اٹھنے کی نہی اور بیٹھنے کے امر کا احتمال ہے۔ اور یہ قائل کے مطلب کے خلاف ہوجائیگا۔

ط وقف مطلق کی علامت ہے۔ اس پر ٹھہرنا چاہئے مگر یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا۔ اور بات کہنے والا ابھی کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔

ج وقف جائز کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا بہتر ہے اورنہ ٹھہرنا جائز ہے۔

ز علامت وقف مجوز کی ہے۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص علامت وقف مرخص کی ہے یہاں ملا کر پڑھنا چاہئے لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہرجائے تو رخصت ہے۔ معلوم رہے کہ ص پر ملا کر پڑھنا ز کی نسبت زیادہ ترجیح رکھتا ہے۔

صلے الوصل اولے کا اختصار ہے یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق قیل علیہ الوقف کا خلاصہ ہے یہاں ٹھہرنا نہیں چاہئے۔

صل قد یوصل کی علامت ہے یعنی یہاں کبھی ٹھہرا بھی جاتا ہے کبھی نہیں لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔

قف یہ لفظ قف ہے جس کے معنی ٹھہرجاؤ اور یہ علامت وہاں استعمال کی جاتی ہے جہاں پڑھنے والے کے ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو۔

س یاسکتہ سکتہ کی علامت ہے یہاں کسی قدر ٹھہر جانا چاہئے مگر سانس نہ توڑے۔

وقفہ لمبے سکتہ کی علامت ہے یہاں سکتہ کی نسبت زیادہ ٹھہرنا چاہئے لیکن سانس نہ توڑے ۔ سکتہ اور وقفہ میں یہ فرق ہے کہ سکتہ میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے وقفہ میں زیادہ۔

لا لا کے معنی ''نہیں'' کہ ہیں۔ یہ علامت کہیں آیت کے اوپر استعمال کی جاتی ہے۔ اور کہیں عبارت کے اندر عبارت کے اندر ہو تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہئے لیکن ٹھہراجائے یا نہ ٹھہرا جائے اس سے مطلب میں خلل واقع نہیں ہوتا۔ وقف اس جگہ نہیں کرنا چاہئے جہاں عبارت کے اندر لکھا ہو۔

ک کذالک کی علامت ہے یعنی جو رمز پہلے ہے وہی یہاں سمجھی جائے۔

۵ یہ اس کی علامت ہے کہ اس موقع پر غیر کوفین کے نزدیک آیت ہے۔ وقف کرے تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔

ٞ یہ تین نقاط والے دو دو وقف قریب قریب آتے ہیں ان کو ''معانقہ'' کہتے ہیں کبھی اس کو مختصر کرکے ''مع'' لکھ دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں وقف گویا معانقہ کررہے ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے ایک پر ٹھہرنا چاہئے دوسرے پر نہیں۔ ہاں وقف کرنے میں رموز کی قوت و ضعف کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔

نوٹ: بے شمار آیات میں دو مختلف علامتیں ایک ہی جگہ نوٹ کی گئیں اس طرح ز اور صلے، صلے اور ج ، صلے اور ق ، قف اور لا ، ج اور ط ، ق اور لا ۔ یہ مندرجہ ذیل جگہوں میں بالترتیب ہیں
۱۱ القمر ، ۱۶ ق ، ۶۵ الفرقان ، ۲۵۱ البقرہ ، ۹۸ یونس ، ۲۰ البقرہ

تین مختلف علامتیں ایک ہی جگہ بے شمار آیات میں نظر آئیں جیسے صلے۔ج۔ ق، معانقہ ۔ج۔لا، ص ۔۵۔لا ، ج۔لا۔صلے مندرجہ ذیل جگہوں میں یہ بالترتیب آئے ہیں۔
۲۳ الحج ، ۵۸ الفرقان ، ۱۴ الشمس ، ۲۶۸ البقرہ

ع کی علامت کچھ آیات پر بنی ہیں اسکا مطلب رکوع ہے۔ یعنی امام صاحب کے پڑھتے پڑھتے رکوع کرنے کے لئے یہ اچھی جگہ ہے۔

کلاّ پر وقف

کلاّ قرآن مجید میں ۳۳ مرتبہ آیا ہے ۱۵ مرتبہ مکی سورتوں میں جو آخری نصف قرآن میں ہیں۔ عام طور پر جمہور علماء کی رائے میں اس کے معنی ڈانٹ ڈپٹ اور انکار کے ہیں۔ آئمہ نحوی (گرامر) کے نزدیک کے چار دوسرے معنی بھی ہیں۔

۱۔ **کلاّ** بمعنی لا (نفی)
۲۔ **کلاّ** بمعنی نعم (ہاں)
۳۔ **کلاّ** بمعنی الا (جملہ کا آغاز کرنے والا)
۴۔ **کلاّ** بمعنی حقا (واقعی)

کلاّ پر وقف کرنا مربوط ہے ان معنی سے جو مندرجہ بالا پانچ معنوں پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ زجر اور نفی کے معنی والے **کلاّ** پر وقف کرنا جائز ہے۔ اور یہ '' وقف کافی'' ہوگا، اس لئے کہ یہ اپنے ماقبل سے متعلق ہوتا ہے اپنے مابعد سے نہیں ہوتا۔ اوراگر **کلاّ** ، اَلا کے معنی میں آئے (جو استفتاحیہ ہے) یا حقا کے معنی میں آئے اور شروع کلام میں ہو تو اس پر وقف کرنا جائز نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ اپنے مابعد سے متعلق ہے اپنے ماقبل سے نہیں۔
اور **کلاّ** بمعنی اِیی یا نعم (ہاں) قران مجید میں ہے ہی نہیں، بجز ایک جگہ کہ جس میں علماء کا اختلاف ہے علماءکے نزدیک نعم کے معنی والی روایت ضعیف ہے۔

کبھی کبھی **کلاّ** کے چاروں معنی ہوسکتے ہیں بجز حرف جواب کے، کہ اس پر وقف مفسر کی تفسیر کے اعتبار سے ہوگا۔ چنانچہ وقف، تفسیر سے متعلق ہو گیا۔ کیونکہ بعض آیات میں **کلا** زجر یا ردع اور نفی کےمعنی میں نہیں آسکتا ہے۔ اور کچھ آیات میں اَلا استفتاحیہ کے معنی نہیں ہوں گے، خاص کر جب کہ کسی قول کا مقولہ ہو۔ اور اسی طریقہ سے حقا کے معنی نہیں ہوں گے جب کہ اس کے بعد اِن(زیر والا ھمزہ) آگیا ہو۔ کیونکہ حقا کے بعد اَن (فتح والا) ہی آتا ہے۔

کلاّ قران مجید میں ۳۳ جگہ آیا ہے۔ ان پر وقف کرنے یا نہ کرنے کی وجہ سے تین مذہب بن گئے ہیں۔

۱۔ کلاّ پر بالکل وقف نہ کرنا۔ ۲۔ کلاّ پر وقف کی اجازت ہے۔

۳۔ بعض جگہ وقف کرنے کی اجازت اور بعض جگہ پر نہیں (معنی کے اعتبار سے)۔

۱۔سورہ مریم کی آیت ۷۸۔۷۹ میں کلا ان چاروں معنوں میں آیا ہے۔

أَطَّلَعَ ٱلْغَيْبَ أَمِ ٱتَّخَذَ عِندَ ٱلرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ

۲۔سورہ مومنون کی آیت ۱۰۰ میں کلا تین معنوں میں آیا ہے، حقا کے علاوہ ۔

قَالَ رَبِّ ٱرْجِعُونِ ﴿٩٩﴾ لَعَلِّىٓ أَعْمَلُ صَٰلِحًا فِيمَا تَرَكْتُ ۚ كَلَّآ ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ

اس کی وجہ یہ ہے کہ اِن کا ھمزہ زیر والا آیا ہے اور یہ حقا میں نہیں آسکتا کیونکہ وہاں زبر والا ھمزہ ہی آتا ہے۔

۳۔ سورہ سبا کی آیت ۲۷ میں کلا ، حقا اور اَلا کے معنی میں نہیں آسکتا۔

قُلْ أَرُونِىَ ٱلَّذِينَ ٱلْحَقْتُم بِهِۦ شُرَكَآءَ ۖ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ ٱللَّهُ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ

وجہ یہ ہے کہ بعد میں بل آرہا ہے جبکہ اَلا استفتاحیہ کے ساتھ بل نہیں آسکتا۔ اس طرح اسلوب میں رکاوٹ آجائے گی اگر (کلا کو) حقا کے معنی میں مان لیا گیا۔ اس لئے یہاں دوسرے معنی ہی مفید ہیں۔

۴۔وہ مقامات جہاں زجر اور نفی کے معنی مستعمل نہیں ہوسکتے۔

۱. سورہ علق کی آیت ۶ میں كَلَّآ إِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ لَيَطْغَىٰٓ ﴿٦﴾

اور وجہ یہ ہے کہ اِنَّ کے بعد وہ منفصل آیات آتی ہیں جو نزول کے اعتبار سے پہلی ہیں لہذا ما بعد اور ماقبل کی آیات میں کوئی تعلق نہیں۔ کلا کی بعد والی آیات نزول میں پہلی والی آیات سے جدا ہیں۔ اس کو آغاز کلام سے ہی شروع کیا جائے گا وہاں زجر اور نفی کے معنی صحیح نہیں

کلاّ قران مجید میں ۳۳ جگہ آیا ہے۔ ان پر وقف کرنے یا نہ کرنے کی وجہ سے تین مذہب بن گئے ہیں۔

۱۔ **کلاّ** پر بالکل وقف نہ کرنا۔ ۲۔ **کلاّ** پر وقف کی اجازت ہے۔

۳۔ بعض جگہ وقف کرنے کی اجازت اور بعض جگہ پر نہیں (معنی کے اعتبار سے)۔

۱۔سورہ مریم کی آیت ۷۸۔۷۹ میں کلا ان چاروں معنوں میں آیا ہے۔

أَطَّلَعَ ٱلْغَيْبَ أَمِ ٱتَّخَذَ عِندَ ٱلرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ

۲۔ سورہ مومنون کی آیت ۱۰۰ میں کلا تین معنوں میں آیا ہے، حقا کے علاوہ ۔

قَالَ رَبِّ ٱرْجِعُونِ ﴿٩٩﴾ لَعَلِّىٓ أَعْمَلُ صَٰلِحًا فِيمَا تَرَكْتُ ۚ كَلَّآ ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ

اس کی وجہ یہ ہے کہ اِن کا ھمزہ زیر والا آیا ہے اور یہ حقا میں نہیں آسکتا کیونکہ وہاں زبر والا ھمزہ ہی آتا ہے۔

۳۔ سورہ سبا کی آیت ۲۷ میں کلا ، حقا اور اَلا کے معنی میں نہیں آسکتا۔

قُلْ أَرُونِىَ ٱلَّذِينَ ٱلْحَقْتُم بِهِۦ شُرَكَآءَ ۖ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ ٱللَّهُ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ

وجہ یہ ہے کہ بعد میں بل آرہا ہے جبکہ اَلا استفتاحیہ کے ساتھ بل نہیں آسکتا۔ اس طرح اسلوب میں رکاوٹ آجائے گی اگر (کلا کو) حقا کے معنی میں مان لیا گیا۔ اس لئے یہاں دوسرے معنی ہی مفید ہیں۔

۴۔وہ مقامات جہاں زجر اور نفی کے معنی مستعمل نہیں ہوسکتے۔

أ. سورہ علق کی آیت ۶ میں كَلَّآ إِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ لَيَطْغَىٰٓ ﴿٦﴾

اور وجہ یہ ہے کہ اِنَّ کے بعد وہ منفصل آیات آتی ہیں جو نزول کے اعتبار سے پہلی ہیں لہذا ما بعد اور ماقبل کی آیات میں کوئی تعلق نہیں۔ کلا کی بعد والی آیات نزول میں پہلی والی آیات سے جدا ہیں۔ اس کو آغاز کلام سے ہی شروع کیا جائے گا وہاں زجر اور نفی کے معنی صحیح نہیں

ہونگے نہ ہی حقا کے معنی صحیح ہونگے کیونکہ اِنَّ (کسرہ والا) اس کے بعد آرہا ہے لہذا اَلا (استفتاحیہ) کے معنی ہی صحیح ہونگے۔

ب۔ اور اسی طرح كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ (سورۃ قیامہ ۲۰) میں زجر ردع اور نفی کے معنی صحیح نہیں ہیں اور وجہ یہ ہے کہ یہ کلا کے بعد والی آیات، ماقبل کی آیات سے جدا ہیں۔ کلا کا شروع کلام سے ہی آغاز ہوتا ہے۔ اور کلا ، بل کے آنے کی وجہ سے اَلا استفتاحیہ کے معنی میں بھی نہیں آسکتا کیونکہ اَلا استفتاحیہ بل سے نہیں ملتا۔ لہذا حقا والا کلا متعین ہوگیا۔

کلا پر وقف کرنے کا خلاصہ:

۱۔ جس جگہ جیم بنا ہوا ہو کلا کے بعد وہاں زجر ردع اورنفی کے معنی صحیح ہیں۔ اَلا (استفتاحیہ) یا حقا کے معنی صحیح نہیں ہوسکتے ۔ یہ '' وقف کافی '' ہوگا۔

۲۔ جس جگہ صلے بنا ہوا ہے اس میں وقف کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے اس لئے کہ کلا کے چاروں معنی ہوسکتے ہیں۔

۳۔ جہاں کوئی علامت زجر اور نفی کے نہ ہونے کی ہے کلا وہاں اَلا یا حقا کے ہی معنی میں ہوگا یا دونوں (اَلا یا حقاً کے) معنی ہوں گے یہاں وقف نہیں ہوگا۔

نوٹ:

۱۔ اگر کلا کے بعد حرف بل آتا ہے تو کلا استفتاحیہ کے معنی میں استعمال نہیں ہوسکتا۔

۲۔ اگر کلا کے بعد حرف اِن (کسرہ والا) آجائے تو کلا حقا کے معنی میں استعمال نہیں ہوسکتا۔

تمام جگہوں میں کلا سے آغاز ہوسکتا ہے بجز مندرجہ ذیل جگہوں کے۔

۱۔ سورہ الشعراء ۱۵ میں اس لئے کہ کلا قول کا مقولہ ہے

۲۔ سورہ الشعراء ۶۲ میں اس لئے کہ کلا قول کا مقولہ ہے۔

۳۔ سورہ النسا ۵ میں اس لئے کہ کلا سے پہلے ثم ہے۔

۴۔ سورہ التکاثر ۴ میں اس لئے کہ کلا سے پہلے ثم ہے۔

چارٹ کلا

رقم مسلسل	السورة والآية	موضع الوقف	مصحف المدينة النبوية المجمع	مصحف الحرمين الشمرلي القاهرة	مصحف الباكستاني المجمع	دار القرآن الكريم بيروت	دار الفجر الإسلامي دمشق	وزارة المعارف السعودية	مصحف دار الفتح للمد العربي	مصحف دار الدعوة الإسلامية فرنسا	مصحف الأزهر الشريف
١	مريم: ٧٩	﴿سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾﴾	ج	ج	ط	ج	ج	-	ج	ج	ج
٢	مريم: ٨٢	﴿كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾﴾	ج	ج	ط	ج	ج	-	ج	ج	ج
٣	المؤمنون: ١٠٠	﴿لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٠٠﴾﴾	ج	ج	ط	ج	ج	-	ج	ج	ج
٤	الشعراء: ١٥	﴿قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا إِنَّا مَعَكُم مُّسْتَمِعُونَ ﴿١٥﴾﴾	صلے	صلے	ج	صلے	صلے	-	صلے	صلے	ج
٥	الشعراء: ٦٢	﴿قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾﴾	صلے	صلے	ج	صلے	صلے	صلے	صلے	صلے	ج
٦	سبأ: ٢٧	﴿قُلْ أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُم بِهِ شُرَكَاءَ كَلَّا بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾﴾	ج	ج	ط	ج	ج	ج	ج	ج	ج
٧	المعارج: ١٥	﴿كَلَّا إِنَّهَا لَظَىٰ ﴿١٥﴾﴾	صلے	صلے	ط	صلے	صلے	-	-	صلے	ج
٨	المعارج: ٣٩	﴿كَلَّا إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّمَّا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾﴾	صلے	-	ط	صلے	صلے	-	-	صلے	ج
٩	المدثر: ١٦	﴿كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ﴿١٦﴾﴾	صلے	-	ط	صلے	صلے	-	-	صلے	ج
١٠	المدثر ٥٣	﴿كَلَّا بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿٥٣﴾﴾	صلے	-	ط		صلے	صلے	-	صلے	ج

رقم مسلسل	السورة والآية	موضع الوقف	مصحف المدينة النبوية المجمع	مصحف البحرين الشرائع القاهرة	مصحف الباكستاني المجمع	مصحف دار القرآن الكريم بيروت	مصحف دار الفجر الإسلامي دمشق	مصحف وزارة الشؤون السعودية	مصحف الفتح دار الفتح العربي	مصحف دار الدعوة الإسلامية فرنسا	مصحف الأزهر الشريف
١١	القيامة: ١١	﴿كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾﴾	-	-	-	صلے	صلے	-	-	صلے	ج
١٢	المطففين: ١٤	﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾﴾	صلے	-	-	-	-	-	-	-	لا
١٣	الفجر: ١٧	﴿كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿١٧﴾﴾	صلے	-	-	صلے	صلے	-	-	صلے	ج
١٤	الفجر: ٢١	﴿كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾﴾	-	-	-	صلے	صلے	-	-	صلے	ج
١٥	العلق: ١٥	﴿كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ﴿١٥﴾﴾	-	-	-	صلے	صلے	-	-	صلے	ج
١٦	العلق: ١٩	﴿كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِب ﴿١٩﴾﴾	-	-	ط	صلے	-	-	-	صلے	ج
١٧	الهمزة: ٤	﴿كَلَّا لَيُنۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ﴿٤﴾﴾	صلے	-	-	صلے	صلے	-	-	صلے	ج

بلیٰ پر وقف

بلی حرف جواب ہے اور عام طور پر اس سے کلام منفی کا جواب ہوتا ہے پہلی بات کی نفی کا ابطال (انکار) ہوتا ہے اور برعکس بات کا اثبات ہوتا ہے اور یہ جوابیہ جملے کی جگہ آتا ہے جو قرآن مجید میں ہمیشہ نفی کلام کے بعد آیا ہے بلیٰ قرآن کریم میں ۲۲ جگہ آیا ہے۔ جو تین مجموعوں پر مشتمل ہے۔

پہلا مجموعہ: وہ جگہ جہاں وقف کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے: قاعدہ یہ ہے کہ بلیٰ اپنے بعد والے حروف سے اعراب کے اعتبار سے بالکل غیر متعلق ہے۔ چنانچہ جملہ بلیٰ پر ختم ہوجاتا ہے اور اس کے بعد والا ''جملہ مستانفہ تعلیلہ'' بغیر اعراب والا ہے۔

اختیار وقف کی مندرجہ ذیل جگہ ہیں۔

۱۔ بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِۦ خَطِيٓـَٔتُهُۥ (البقرۃ ۸۱)

۲۔ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُۥ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ (البقرۃ ۱۱۲)

۳۔ بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِۦ وَٱتَّقَىٰ فَإِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُتَّقِينَ ﴿٧٦﴾ (آل عمران ۷۶)

۴۔ بَلَىٰٓ إِن تَصْبِرُوا۟ وَتَتَّقُوا۟ (آل عمران ۱۲۵)

۵۔ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا۟ بَلَىٰ شَهِدْنَآ ۛ أَن تَقُولُوا۟ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ (الاعراف ۱۷۲)

۶۔ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِن سُوٓءٍ ۚ بَلَىٰٓ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌۢ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (النحل ۲۸)

۷۔ أَوَلَيْسَ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ بِقَٰدِرٍ عَلَىٰٓ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُم ۚ بَلَىٰ وَهُوَ ٱلْخَلَّٰقُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٨١﴾ (یس ۸۱)

۸۔ قَالُوٓا۟ أَوَ لَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ ۖ قَالُوا۟ بَلَىٰ ۚ قَالُوا۟ فَٱدْعُوا۟ ۗ وَمَا دُعَٰٓؤُا۟ ٱلْكَٰفِرِينَ إِلَّا فِى ضَلَٰلٍ ﴿٥٠﴾ (غافر ۵۰)

۹۔ أَوَلَمْ يَرَوْا۟ أَنَّ ٱللَّهَ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَلَمْ يَعْىَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَٰدِرٍ عَلَىٰٓ أَن يُحْـِۦىَ ٱلْمَوْتَىٰ ۚ بَلَىٰٓ إِنَّهُۥ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ (احقاف ۳۳)

۱۰۔ بَلَىٰٓ إِنَّ رَبَّهُۥ كَانَ بِهِۦ بَصِيرًا ﴿١٥﴾ (انشقاق ۱۵)

نوٹ: عام قاعدہ کے اعتبار سے ان دس جگہوں میں بلیٰ کے بعد ''ج'' بنانا ضروری ہے لیکن قاعدہ عام ہونے تک ہم کہیں گے مصحف میں ''ج'' لکھنے کا مطلب ہوا کہ بلیٰ کے مابعد کا اعتبار کیا گیا جو معنی غیر متعلق ہے اور اس بلیٰ کے ماقبل کا اعتبار کیا گیا جو بحیثیت اعراب کے غیر متعلق ہے اور اسکے بعد والا جملہ ''مستانفہ تعلیلہ'' ہے جس کا اعراب میں کوئی دخل نہیں۔ یہاں ''وقف کافی'' ہوگا۔

اور اگر مصحف میں صلے بنا ہوا ہو تو بلٰی پر ''وقف حسن'' مان لیا جائے گا (جو'' قبیح '' اور'' حسن'' کے درمیان ہے) اور مابعد کا جملہ ''مستانفہ تعلیلہ'' ہوگا یا بلٰی کا مابعد اپنے ماقبل کا جواب ہوگا۔ یہاں وقف نہیں ہوگا اور وہ جگہ جہاں وقف کی علامت نہیں ہے بلٰی کا اعتبار ہوگا اور اس کے مابعد کو بلٰی کے ماقبل کا جواب بنایا جائے گا۔ بلی کو اپنے مابعد سے الگ نہیں کیا جاسکتا یہ نیا جملہ نہیں ہوگا اور '' وقف قبیح '' ہوگا۔

دوسرا مجموعہ : یہ وہ سات جگہ ہیں جہاں بلٰی کے مابعد اورماقبل سے تعلق کی وجہ سے وقف نہ کرنا بہتر ہے اور وہ سات جگہ یہ ہیں:

۱۔ قَالَ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ (انعام ۳۰)

۲۔ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَن يَمُوتُ ۚ بَلَىٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا (النحل ۳۸)

۳۔وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ ۖ (سباء۳)

۴۔ بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا (الزمر ۵۹)

۵۔ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ (الاحقاف ۳۴)

۶۔ زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن لَّن يُبْعَثُوا ۚ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ (التغابن ۷)

۷۔ بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ﴿٤﴾ (القیامہ ۴)

پہلی، تیسری، پانچویں اور چھٹی آیت میں 'قول' کا 'مقولہ' ہونے کی وجہ سے درمیان میں فصل جائز نہیں۔ اور دوسری اور چوتھی آیت میں 'تاکید' کا 'موکد' ہونے کی وجہ سے درمیان میں فصل صحیح نہیں۔ اور اسی طرح ساتویں آیت میں 'حال' کا 'ذوالحال' ہونے کی وجہ سے درمیان میں فصل صحیح نہیں۔

تیسرا مجموعہ :- یہ پانچ جگہ ہیں جس میں ''ممانعت'' کے وقت موانع وقف کی وجہ سے اور وقف کی ''اجازت'' کے وقت تعلق ہونے اور نہ ہونے کے احتمال کی وجہ سے اختلاف ہے۔

ا۔ جن لوگوں نے بلیٰ پر وقف کی اجازت دی ہے (اس بنیاد پر کہ یہ وقف حسن ہے یہ کافی نہیں ہے) ان کے نزدیک بلیٰ اپنے ماقبل سے لفظاً متعلق ہے یا بلیٰ اپنے مابعد سے لفظاً متعلق ہے ، مگر اس طرح کہ اپنے ماقبل سے جدا ہے۔

ب: جن لوگوں نے بلیٰ پر وقف جائز نہیں قرار دیا ان کے نزدیک بلیٰ ان کلمات سے جدا نہیں ہوگا جنکی سات مثالیں گذرچکی ہیں ۔ راجح قول وقف نہ کرنا ہے۔

ان مذکورہ سات جگہوں کے ساتھ مندرجہ ذیل پانچ جگہوں کو ملالیا جائے تو مجموعی اعتبار سے یہ کل بارہ جگہ ہوگئیں۔

۱۔ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ (البقرہ ۲۶۰)

۲۔..... أَلَمْ يَأْتِكُمْ ..... هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ (الزمر ۷۱)

۳۔ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ زخرف ۸۰

۴۔ يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمْ فَتَنتُمْ أَنفُسَكُمْ الحدید ۱۴

۵۔ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا (الملک ۹)

پہلی، دوسری، چوتھی اور پانچویں جگہوں میں بلیٰ پر قول کا مقولہ کمل نہیں ہوا۔ بلکہ بلیٰ اور اس کا مابعد بھی شامل ہے۔ اس لئے بلیٰ پر وقف کرنا ممنوع ہے۔

اور تیسری جگہ میں بلیٰ اور اس کا ما بعد، اپنے ما قبل کا جواب ہے چنانچہ وَرُسُلُنَا کا واوٗ ''عاطفہ'' ہے اور یہ اپنے مابعد والے اس جملہ پر ''معطوف'' ہے جس میں بلیٰ کا بھی عمل دخل ہے۔

چارٹ بلیٰ

رقم	السورة والآية	موضع الوقف	مصحف المدينة النبوية المجمع	مصحف الحرمين الشريفين القاهرة	مصحف الياكستاني المجمع	مصحف دار القرآن الكريم بيروت	مصحف دار الفجر الإسلامي دمشق	مصحف وزارة المعارف السعودية	مصحف الفتح دار الفتح للتراث العربي	مصحف دار الدعوة الإسلامية فرنسا	مصحف الأزهر الشريف
١	البقرة: ٨١	﴿بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَٰطَتْ بِهِۦ خَطِيٓـَٔتُهُۥ فَأُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ﴾	-	-	-	-	-	-	ج	-	ج
٢	البقرة: ١١٢	﴿بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُۥ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُۥٓ أَجْرُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١١٢﴾﴾	-	-	ق	-	-	-	ج	-	ج
٣	البقرة: ٢٦٠	﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِـۧمُ رَبِّ أَرِنِى كَيْفَ تُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِى﴾	-	-	-	-	لا	-	-	-	-
٤	آل عمران: ٧٦	﴿بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِۦ وَٱتَّقَىٰ فَإِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُتَّقِينَ ﴿٧٦﴾﴾	-	-	-	-	-	-	ج	-	ج
٥	آل عمران: ١٢٥	﴿بَلَىٰٓ إِن تَصْبِرُوا۟ وَتَتَّقُوا۟ وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ ءَالَٰفٍ مِّنَ ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾﴾	ج	ج	لا	ج	ج	-	ج	ج	ج
٦	الأعراف: ١٧٢	﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنۢ بَنِىٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتَ بِرَبِّكُمْ قَالُوا۟ بَلَىٰ شَهِدْنَآ﴾	تعانق	تعانق	تعانق ج	تعانق	تعانق	تعانق	تعانق	تعانق	-
٧	يس: ٨١	﴿أَوَلَيْسَ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ بِقَٰدِرٍ عَلَىٰٓ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُم بَلَىٰ وَهُوَ ٱلْخَلَّٰقُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٨١﴾﴾	-	-	ق	-	-	-	-	-	ج
٨	غافر: ٥٠	﴿قَالُوٓا۟ أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ قَالُوا۟ بَلَىٰ قَالُوا۟ فَٱدْعُوا۟ وَمَا دُعَٰٓؤُا۟ ٱلْكَٰفِرِينَ إِلَّا فِى ضَلَٰلٍ ﴿٥٠﴾﴾	ج	ج	ط	ج	ج	ج	ج	ج	ج
٩	الانشقاق: ١٥	﴿إِنَّهُۥ كَانَ بِهِۦ بَصِيرًا ﴿١٥﴾﴾	-	-	تعانق ج	-	-	-	-	-	ج

اور وہ باقی جگہ جس میں وقف کی علامت نہیں بنی ہو وہ یہ ہیں انعام ٣٠، النحل ٢٨، النحل ٣٨، سباء ٣، الزمر ٥٩، الزمر ٧١، الزخرف ٨٠، الاحقاف ٣٣، الاحقاف ٣٤، الحدید ١٤، التغابن ٧، الملک ٩ اور القیامه ٤.

نوٹ:

۱۔ان مصاحف میں جن میں ہمیشہ بلیٰ پر ج بنا ہوا ہے وہ ج ''وقف کافی'' کے لئے ہے۔

۲۔ تجوید کے علماء نے بلیٰ کے مابعد کے استناف (نئے سرے سے پڑھنا) کے جواز کا اشارہ کیا ہے اور اس پر اعراب بھی لگاسکتے ہیں چنانچہ اس مقام پر وقف کی علامت ''صلے'' ہوگی جو '' وقف حسن'' کی علامت ہے۔ (یعنی جو کافی اور قبیح کے درمیان ہے)۔

۳۔ جامعہ ازہر کے مصحب میں بلیٰ کے بعد ج کی علامت ان تین جگہوں میں ہے النحل ۲۸، زخرف ۸۰، احقاف ۳۳۔

نعم اور اس کے مدلول پر وقف

نعم جواب والا حرف ہے اس کے اوپر کوئی اعراب نہیں اور کسی سوال کے جواب کے صحیح ہونے پر کلام کے آخر میں ہوتا ہے اور اس کے معنی میں ماقبل کے اختلاف کی وجہ سے اختلاف ہے۔

۱۔ اگر نعم نفی یا اثبات کے جواب میں آئے تو یہ '' خبر '' کی تصدیق ہوگا۔

۲۔اگر نعم امر یا نہی کے بعد آئے یا تخصیص کے بعد آئے تو وعدہ کے معنی میں ہوگا۔ یہ دونوں مندرجہ بالا معنی قران میں نہیں ہیں۔

۳۔ نعم قران مجید میں اعلام (اعلان)کے معنی میں استفہام کے بعدہی آتا ہے یہ معنی قران میں چار جگہوں پر ہیں۔

۱۔ فَهَلْ وَجَدتُّم مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۖ قَالُوا نَعَمْ ۚ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ الاعراف ۴۴

۲۔ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿١١٤﴾ الاعراف ۱۱۴

۳۔ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٢﴾ الشعراء ۴۲

۴۔ قُلْ نَعَمْ وَأَنتُمْ دَاخِرُونَ ﴿١٨﴾ الصافات ۱۸

التعلیل : (وجہ) پہلی آیت میں نعم پر وقف کرنا جائز ہے اس لئے کہ اس کا مابعد اپنے ماقبل

سے متعلق نہیں یہ '' وقف کافی ''ہے۔ اس لئے کے اس کا مابعد (فاذن مئوذن ہے) جو اہل نار کا کلام نہیں۔ بہرالحال تعلق یا معنوی ربط بالکل ظاھر ہے اور اس جملہ کے معنی یہ ہوگئے قالو (وجدنا .....)

بقیہ تین آیات میں نعم پر وقف جائز نہیں۔ اور وجہ یہ ہے (و انکم لمن المقربین) یہ '' معطوف '' ہے اپنے ماقبل سے جس کی پوشیدہ عبارت یہ ہے (قال ان لکم اجرو انکم لمن المقربین) چنانچہ قول کا مقولہ دو جملوں پر مشتمل ہے اس لئے ایک دوسرے کو الگ کرنا لفظی اور معنوی شدتِ تعلق کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔

اسی طریقہ سے تیسری آیت (قال نعم وانکم اذا لمن المقربین) اور چوتھی آیت (قل نعم وانتم داخرون) میں وقف نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ " وانتم" والا جملہ ''حالیہ'' ہے اس ''فاعل'' کا جو حذف ہوگیا اپنے ''فعل'' کے ساتھ اور اس کی جگہ نعم کا لفظ آگیا ۔ کیونکہ پوشیدہ عبارت یہ تھی۔(قل لھم تبعثون والحال انکم اذلاء صاغرون) چنانچہ ''حال'' کا '' ذوالحال'' سے بہت زیادہ تعلق ہے ان کو الگ کرنا ٹھیک نہیں۔

چارٹ نعم

رقم	السورۃ والآیۃ	موضع الوقف	مصحف المدینۃ النبویۃ المجمع	مصحف الحرمین الشمراني القاھرۃ	مصحف الباکستاني المجمع	مصحف دار القرآن الکریم بیروت	مصحف دار الفجر الإسلامي دمشق	مصحف وزارۃ المعارف السعودیۃ	مصحف الفتح دار الفنّ العربي	مصحف دار الندوۃ الإسلامیۃ فرنسا	مصحف الأزھر الشریف
١	الأعراف: ٤٤	﴿وَنَادَىٰٓ أَصۡحَٰبُ ٱلۡجَنَّةِ أَصۡحَٰبَ ٱلنَّارِ أَن قَدۡ وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقّٗا فَهَلۡ وَجَدتُّم مَّا وَعَدَ رَبُّكُمۡ حَقّٗاۖ قَالُواْ نَعَمۡۚ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنُۢ بَيۡنَهُمۡ أَن لَّعۡنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٤٤﴾﴾	ج	ج	ج	ج	ج	صلے	ج	ج	ج
٢	الأعراف: ١١٤	﴿قَالَ نَعَمۡ وَإِنَّكُمۡ لَمِنَ ٱلۡمُقَرَّبِينَ ﴿١١٤﴾﴾	-	-	-	-	-	-	-	-	-
٣	الشعراء: ٤٢	﴿قَالَ نَعَمۡ وَإِنَّكُمۡ إِذٗا لَّمِنَ ٱلۡمُقَرَّبِينَ ﴿٤٢﴾﴾	-	-	-	-	-	-	-	-	-
٤	الصافات: ١٨	﴿قُلۡ نَعَمۡ وَأَنتُمۡ دَٰخِرُونَ ﴿١٨﴾﴾	-	-	-	-	-	-	-	-	-

نوٹ: نعم پر ''صلے'' کی علامت ہو تو جملہ مستانفہ یا جملہ عاطفہ دونوں بنایا جاسکتا ہے یہ''وقف حسن '' ہوگا (کافی اور قبیح کے درمیان والا)۔

ذالک پر وقف

ذالک (کا اگر تجزیہ کیا جائے تو اس کے تین حصہ ہیں ذا ل، ل ، ک) ان کی اصل اس طرح ہے کہ ذا ''اسم اشارہ'' جو لام (دوری یا بلندی کے معنی میں) اور کاف سے(مخاطب کے لئے اشارہ ہے) ملکر بنا ہے۔ اس کے اپنے صحیح معنی کی ادائیگی پر ہی وقف ہوسکتا ہے لیکن ذالک کبھی دوسرے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے کبھی جملہ کو دوسرے جملہ میں منتقل کرنے کے لئے، کبھی ایک قصہ کو دوسرے قصہ یا ایک موضوع کو دوسرے موضوع میں منتقل کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

قران مجید میں ایسی چار جگہ ہیں (جس میں ذالک اپنے معنی کے بجائے دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے) جسمیں وقف کیا جاسکتا ہے اور وہ وقف ''وقف کافی'' ہوگا اور ذالک کے بعد والا واوَ ہمیشہ مستانفہ ہوگا جس کی وجہ سے بعد والا جملہ مستانفہ ہوگا۔ اسی وجہ سے ذالک کے مابعد اور ما قبل میں کوئی اعرابی تعلق نہیں ہوگا۔ یہ وقف ''وقف کافی '' کہلائے گا۔

قرآن مجید میں جو چار جگہ ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَٰتِ ٱللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُۥ عِندَ رَبِّهِۦ (حج ۔ ۳۰)

۲۔ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَٰٓئِرَ ٱللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى ٱلْقُلُوبِ ﴿٣٢﴾ (حج ۔ ۳۲)

۳۔ ذَٰلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِۦ ثُمَّ (حج ۔۶۰)

۴۔ حَتَّىٰ تَضَعَ ٱلْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَآءُ ٱللَّهُ لَٱنتَصَرَ مِنْهُمْ (محمد۴)

ان چاروں کے اعراب کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ذالک خبر ہوگا مبتداء محذوف کا۔ اور پوشیدہ عبارت یہ ہوگی۔ الامر ذالک یا الحکم ذالک

۲۔ ذالک مبتدا ہوگا خبر محذوف کا پوشیدہ عبارت ہوگی ذالک الحکم یا ذالک الامر

۳۔ یا مفعول ''بہ'' ہوگا فعل محذوف کا اور پوشیدہ عبارت ہوگی اتبعو ذالک یا الزمو ذالک

۴۔ چوتھی جگہ سورۃ محمد کی آیت ۴ ہے۔ مندرجہ ذیل طریقوں سے یہاں وقف معانقہ ہوگا۔

۱۔اگر ہم ذالک پر وقف کریں گے تو ذالک بدل ہوگا اوزارھا کا اور ولو یشاء سے

شروع کریں گے۔

۲۔ اگر اوزارھا پر وقف کریں تو ذالک اپنے مابعد سے متعلق ہوگا اور اعراب (گرامر) کے اعتبار سے ''مفعول بہ مقدم'' ہوگا (لفظ) یشاء (فعل) کا اور گویا عبارت اس طرح ہوئی

لو یشاء اللہ ذالک لا نتصر منھم.

خلاصہ : اس پوری تفصیل کا حاصل کلام یہ نکلا کہ اگر وقف کی کوئی علامت ذالک پر نہ ہو تو یہ اسم اشارہ (اپنی اصل حالت میں) ہوگا اور اس کے بعد والا واؤ عاطفہ ہوگا۔ اس پر وقف نہیں کیا جائے گا۔

اگر صلے کی علامت موجود ہے تو (وقف کرکے دوسرے جملہ کو) استیناف بھی کرسکتے ہیں اور عطف بھی کرسکتے ہیں جیسا کہ سورہ محمد کی آیت نمبر ۴ میں ہے۔ اس وقت وقف کافی اور قبیح کے درمیان میں ''وقف حسن ''ہوگا۔

چارٹ ذالک

رقم	السورۃ والآیۃ	موضع الوقف	مصحف المدینۃ النبویۃ (المجمع)	مصحف الحرمین الشریفین (القاہرۃ)	مصحف الباکستانی (لاہور)	مصحف دار القرآن الکریم (بیروت)	مصحف دار الفجر الإسلامی (دمشق)	مصحف وزارۃ المعارف السعودیۃ	مصحف الفتح دار الفدی العربی	مصحف دار القدوۃ الإسلامیۃ (فرنسا)	مصحف الأزہر الشریف
۱	الحج: ۳۰	﴿ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَٰتِ ٱللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُۥ عِندَ رَبِّهِۦ﴾	-	-	ق	-	-	-	ج	-	ج
۲	الحج: ۳۲	﴿ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَٰٓئِرَ ٱللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى ٱلْقُلُوبِ ﴿٣٢﴾﴾	-	-	ق	-	-	-	ج	-	ج
۳	الحج: ٦٠	﴿۞ ذَٰلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِۦ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنصُرَنَّهُ ٱللَّهُ إِنَّ ٱللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿٦٠﴾﴾	-	-	ج	-	-	-	ج	-	ج
٤	محمد: ٤	﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَضَرْبَ ٱلرِّقَابِ حَتَّىٰٓ إِذَآ أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا۟ ٱلْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَآءً حَتَّىٰ تَضَعَ ٱلْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَآءُ ٱللَّهُ لَٱنتَصَرَ مِنْهُمْ﴾	-	تعانق	ط	تعانق صلے	تعانق صلے	تعانق	تعانق	تعانق صلے	ج

ھٰذا پر وقف

ھٰذا : یہ ایک اسم اشارہ ہے جو قریب کی طرف اشارہ کرتا ہے (گویا اسم اشارہ مفرد مذکر قریب ہے) یہ ھا اور ذا دو لفظوں سے بنا ہے۔ ھا حرف تنبیہ ہے اور ذا اشارہ کے لئے ہے۔
(اسکی خصوصیت یہ ہے کہ) ھٰذا کو اسم اشارہ قریب ہی کے معنی (جو اس کے اپنے معنی ہیں اس) میں ہی لیا جائے تب اس پر وقف صحیح ہوگا۔ جیسا کہ سورہ یٰس میں آیت ۵۲ میں ہے۔
(جدول میں تفصیل سے مثال دیکھی جا سکتی ہے)

کبھی کبھی قرآن میں ھذا کا استعمال ایک معنی سے دوسرے معنی میں منتقل ہونے کے لئے بھی کر لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ سورہ ص ۵۵۔۵۷ میں ہے، ایسے وقت میں علماء نے وقف تو جائز قرار دیا ہے مگر وہ وقف حسن ہوگا۔ جسکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ هَٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ﴿٥٥﴾ (سورہ ص ۵۵) اس میں ذالک کی طرح (تین طرح سے عبارت بنا کر) اعراب لگا سکتے ہیں۔

ا۔ ھٰذا مبتداء محذوف کی خبر ہو اور پوشیدہ عبارت یہ ہو اَلاَمرُ یا اَلشَّانُ ھٰذا

ب۔ ھٰذا مبتداء ہو اور اس کی خبر پوشیدہ عبارت ہو جو یہ ہے۔ ھٰذا نعیم المومنین یا ھٰذا اجزاء المومنین

ج۔ ھٰذا فعل محذوف کا ''مفعول بہٖ'' ہو، اور پوشیدہ عبارت اس طرح ہو کہ اعلموا ھٰذا لیکن ان تمام مذکورہ حالات میں (ھٰذا کے بعد) واؤ مستانفہ یا عاطفہ (کا ہونا ضروری) ہے۔ نیز یہ وقف حسن ہوگا۔ اور عطف، جملے والا عطف ہوگا (جملہ کا جملہ پر عطف)۔

۲۔ هَٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ (ص ۵۷) یہاں بھی وقف حسن ہوگا۔ گرامر کے اعتبار سے بے شمار صیغے بن سکتے ہیں۔ عام طور پر مبتداء محذوف کی خبر مانا گیا ہے جسکی پوشیدہ عبارت العذاب ھٰذا ہوگی۔ فاء یہاں مستانفہ یا عاطفہ ہوگی۔ وقف حسن ہوگا اور جملہ کا جملہ پر عطف ہوگا۔

۳۔ سورہ یٰس۔۵۲

اس قسم میں دو اعراب ہیں (یعنی گرامر کے اعتبار سے اسکی بھی دو طرح سے عبارت ہوسکتی ہے)
پہلی قسم میں ھٰذا پر وقف نہیں کرسکتے ہیں ۔ دوسری قسم میں ھٰذا پر وقف کرسکتے ہیں۔دونوں کی تشریح مندرجہ ذیل ہے۔

ا۔ ھٰذا مبتداءاور اسکی خبر ''ما'' موصولہ اور صلہ ہے (یہ صلہ موصول مبتداء خبر کے لئے ضروری ہے)۔
ب۔ ھٰذا صفت ہوگا (لفظ)مرقدنا کااور یہ وقف حسن ہوگا۔ اس کا تجزیہ اس طرح ہوگا کہ''ما''موصولہ مبتداءاور اس کی خبر محذوف ہوگی جسکی عبارت اس طرح ہوگی۔ ما وعد الرحمٰن حق وصدق المرسلون
مگر بہتر یہ ہے کہ ''مرقدنا '' پر وقف کیا جائے۔

چارٹ ھٰذا

رقم	السورة والآية	موضع الوقف	المصحف المدنية الطبعة المجمع	المصحف المصري الشمرلي القاهرة	المصحف الباكستاني المجمع	المصحف دار القرآن الكريم بيروت	المصحف دار الفجر الإسلامي دمشق	المصحف وزارة الشؤون السعودية	المصحف الفتح دار الفتح العربي	المصحف دار النفوة الإسلامية قرب	المصحف الأزهر الشريف
١	يس: ٥٢	﴿قَالُوا يَٰوَيۡلَنَا مَنۢ بَعَثَنَا مِن مَّرۡقَدِنَاۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ ٱلرَّحۡمَٰنُ وَصَدَقَ ٱلۡمُرۡسَلُونَ ۝٥٢﴾	-	-	-	-	-	-	-	-	-
٢	ص: ٥٥	﴿هَٰذَاۚ وَإِنَّ لِلطَّٰغِينَ لَشَرَّ مَـَٔابٍ ۝٥٥﴾	ج	ج	ط	ج	ج	ج	ج	ج	ج
٣	ص: ٥٧	﴿هَٰذَا فَلۡيَذُوقُوهُ حَمِيمٞ وَغَسَّاقٞ ۝٥٧﴾	-	-	لا	-	-	-	-	-	-

نوٹ: ج کی شکل ھٰذا کے اوپر ہو جیسا کہ سورۃص ۔۵۵ میں ہے تو یہاں صرف استیناف (جملہ کا نئے سرے سے آغاز) ہی ہوسکتا ہے۔ ھٰذا اور اسکے بعد کا آپس میں کوئی بھی لفظی تعلق نہیں ہوگا۔ گویا وقف کافی ہوگا مگر لا کی شکل کا مطلب ہے کہ بہت زیادہ لفظی تعلق ہے۔ لہذا (اس وقت) یہ وقف قبیح ہوگا اوراگر کچھ بھی نہ بنا ہوا ہو تو گویا جملہ کا جملہ پر عطف ہوگا ہر ایک کی ایک ایک مثال ہے۔

کذالک پر وقف

لغوی اعتبار سے اصل کاف ہے جو حرف تشبیہ اور جر ہے۔ ذا اسم اشارہ مجرور ہے لام بُعد یا بلندی کے معنی لئے ہے۔ کاف اس حاضر کا ہے جس پر کوئی اعراب نہیں آسکتا۔ مگر قرآن مجید میں چار جگہوں پر کاف، کذالک میں اسم کے لئے استعمال ہوا ہے حرف کے لئے نہیں۔ جس کے معنی مثل (اسی طرح) کے ہیں۔

۱۔ كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ (الکھف ۹۱)

۲۔ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ (الشعراء ۵۹)

۳۔ كَذَٰلِكَ ۖ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴿٢٨﴾ (الدخان ۲۸)

۴۔ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ (فاطر ۲۸)

ا۔ الاعراب: (تجزیہ گرامر کے اعتبار سے)

مذکورہ بالا چاروں جگہوں میں کاف (کا اعراب) اس مصدر محذوف کی صفت ہے جو مفعول مطلق ہے جسکی پوشیدہ عبارت مندرجہ ذیل طریقوں پر ہے۔

ا۔سورۃ کھف ۹۱ میں کاف(ایک محذوف لفظ) وجدانا کی صفت ہے (گویا اسی طرح پایا گیا)۔

۲۔سورۃ الشعراء ۵۹ میں کاف(ایک محذوف لفظ) اخراجا کی صفت ہے(گویا اسی طرح نکالا گیا)۔

۳۔سورۃ الدخان ۲۸ میں کاف(ایک محذوف لفظ) اغراقا کی صفت ہے(گویا اسی طرح غرق کیا گیا)۔

۴۔سورۃ فاطر ۲۸ میں کاف(ایک محذوف لفظ) اختلافا کی صفت ہے (گویا اسی طرح اختلاف کیا گیا)۔

ب۔ سورہ فاطر میں صرف ''مصدر محذوف'' والی توجیہ ہی صحیح ہوسکتی ہے۔ باقی تین جگہوں میں گذشتہ اعراب سے ملانے کی وجہ بھی صحیح ہے۔ یعنی اس طرح کہ ''کاف'' کو مبتداء محذوف کی خبر بنا کر پوشیدہ عبارت یہ ظاہر کریں۔الامر مثل ذالک گویا الامر کذالک

ج۔ تیسرا اعراب (گرامر کے اعتبار سے عبارت) ''الشعراء'' ''الدخان'' میں مخصوص ہے اس طرح کہ ''مثل'' کاف کی جگہ ہو اور اپنے سے پہلے کی ''زیر والی'' صفت ہو۔مثلاً الشعراء(مقام کریم مثل ذالک)

میں (مثل ذالک، لفظ) کریم کی صفت ہے اور الدخان میں (و نعمة کانوا فیها فاکهین مثل ذالک) میں (لفظ) نعمة کی صفت ہے۔ نیز کذالک کے بعد (الکهف الشعراء الدخان) میں واوٴ یا تو مستانفہ ہوگا یا عاطفہ ہوگا۔ لہذا جنہوں نے استیناف کو ترجیح دی ان کے نزدیک کذالک پر وقف کافی ہوگا۔ جنہوں نے عطف کو ترجیح دی (یعنی جملہ کا جملہ پر عطف کیا) ان کے نزدیک وقف حسن ہوگا۔ جنہوں نے بغیر کسی ترجیح کے دونوں توجیح کو مانا ان کے نزدیک کافی اور قبیح کے درمیان والا وقف حسن ہوگا۔

سورہ فاطر میں کذالک کے بعد والا جملہ، جملہ مستانفہ ہوگا، یعنی اپنے سے پہلے جملہ سے کوئی (لفظی) تعلق نہیں ہوگا کیونکہ دونوں میں گرامر کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ ایسی حالت میں جن کے نزدیک معنوی تعلق کی وجہ سے استیناف راجح ہو (یعنی جملہ مستانفہ گویا نیا جملہ بنا) ان کے نزدیک ''وقف کافی'' ہوا۔ جنہوں نے معنوی تعلق ختم کرکے لفظی تعلق کو برقرار رکھا ان کے نزدیک وقف تام ہوا۔ اور علامت ''قلے'' ہوئی۔

مصاحف پر (چند ضروری) نوٹ:

۱۔سورہ کھف (۹۱) میں جہاں کوئی علامت وقف نہیں ہے وہاں وقف نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہاں چھوٹے چھوٹے جملے ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں۔ اس لئے وقف کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ جہاں ''ج'' بنا ہوا ہے وہاں وقف کافی ہے اور واوٴ مستانفہ (بنا کر جملہ شروع کیا گیا) ہے۔

۲۔الشعراء (۵۹) میں بھی مندرجہ بالا معاملہ ہے۔

۳۔فاطر (۲۸) میں کہیں ''قلے'' بنا ہوا ہے کہیں ''ج'' بنی ہوئی ہے۔ جس کی وجوہ گذر چکی ہیں۔

۴۔اسی طرح الدخان (۲۸) میں کہیں ''ج'' بنا ہے کہیں ''صلے'' اور کہیں ''قف'' انکی وجہ بھی گذر چکی ہے۔

خلاصہ :

(پورے باب کا خلاصہ یہ ہے کہ) کذالک پر چار جگہ وقف کرسکتے ہیں چاہے وقف کی کوئی علامت ہو یا نہ ہو اس لئے کہ علماء نے یہاں وقف بتایا ہے۔

جہاں تک ان مصاحف کا تعلق ہے جہاں علامت نہیں بنی ہوئی ہے انہوں نے جملوں کو الگ الگ چھوٹے چھوٹے بنا دیا اور وقف کو قبیح قرار دیا ہے۔

جہاں ''ج'' بنی ہوئی ہے انہوں نے جملہ مستانفہ بنا کر وقف کافی قرار دیا ہے۔

جہاں صلے ہے وہاں دونوں توجیہ ٹھیک ہیں یا پھر جملہ عاطفہ کو ترجیح دی جائے گی۔
جہاں قلے ہے وہاں لفظی اور معنوی دونوں تعلق منقطع مان لیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

چارٹ کذالک

رقم	السورۃ والآیۃ	موضع الوقف	مصحف المدینۃ النبویۃ المجمع	مصحف البحرین الشرکۃ القاھرۃ	مصحف الباکستانی المجمع	مصحف دار القرآن الکریم بیروت	مصحف دار الفجر الإسلامي دمشق	مصحف وزارۃ المعارف السعودیۃ	مصحف الفتح دار الکتاب العربي	مصحف دار الدعوۃ الإسلامیۃ فرنسا	مصحف الأزھر الشریف
١	الکھف: ٩١	﴿كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾﴾	-	-	ط	-	-	-	ج	-	ج
٢	الشعراء: ٥٩	﴿كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾﴾	-	-	ط	-	-	-	-	-	ج
٣	فاطر ٢٨	﴿وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾	قلے	قلے	ط	ج	ج	قلے	قلے	ج	ج
٤	الدخان: ٢٨	﴿كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴿٢٨﴾﴾	صلے	-	قف	صلے	صلے	-	-	صلے	ج

تیسری فصل

ابتداء

تعریف:

لغت میں ابتداء کے معنی شروع کرنے کے ہیں۔

ابتداء کے اصطلاحی معنی : وقف یا قطع کے بعد پڑھائی کا آغاز کرنا۔

اگر قطع کردیا توسورۃ کے شروع میں استعاذہ اور بسملہ پڑھنا ضروری ہے اوراگر وقف کیا تو استعاذہ اور بسملہ پڑھنا ضروری نہیں ہے مگر کسی سورۃ کا آغاز ہوتو بسملہ پڑھنا چاہیئے (بجز سورۃ توبہ کے)۔

قسمیں:

ابتداءکی دو قسمیں ہیں

۱۔ وقف کے بعد ۲۔ قطع کے بعد

وقف کے بعد ابتداء کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ابتداء جائز ۲۔ ابتداء قبیح

ابتداء جائز : ابتداء جائز یہ ہے کہ کسی مستقل کلام سے بالارادہ ایسی ابتداء کی جائے کہ معنی مقصود میں کوئی خلل نہ آئے اور یہ اختیاری میں ہی ہوتاہے۔

وقف جائز کی مناسبت سے ابتداء جائز کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ ابتداء تام ب۔ ابتداء کافی ج۔ ابتداء حسن

أ۔ ابتداء تام : جس کی ابتداء وقف تام یا بیان تام یا بیان کافی کے بعد ہو۔

﴿ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝٥ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ﴾ اس آیت میں مفلحون پر وقف تام ہے اس کے بعد ان الذین سے ابتداء تام ہے۔

﴿ فَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴾ (یس ۷۶) قولھم پر وقف بیان تام ہے اس کے بعد انا نعلم سے ابتداء تام ہے۔

﴿ وما هُم بِمُؤْمِنِينَ ۝٨ يُخَادِعُونَ اللَّهَ ﴾ (البقرہ ۸) بمئومنین پر وقف بیان کافی ہے اس کے بعد یخادعون سے ابتداء تام ہے۔

اسی طرح سے وقف متعین کے بعد۔ (یعنی ایسی سات جہاں وصل نہیں ہوسکتا، اسکی ابتداء بھی متعین ہے) قرآن مجید میں الذین سے ابتداء سے کرسکتے ہیں اور وصل بھی کر سکتے ہیں مگر سات جگہوں پر وصل نہیں کرسکتے بلکہ ابتداء متعین ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ
مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝١٢٠ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ
١۔ حَقَّ تِلَاوَتِهِ ۚ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۗ

یہاں الذین مبتداء ہے اور حق تلاوتہ خبر ہے اور اس کا تعلق گذشتہ آیت سے نہ لفظا ہے اور نہ معنی ہے اس لئے یہاں ابتداء '' مبتداء '' سے ہوگی۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم مِّنۢ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ
٢۔ الظَّالِمِينَ ۝١٤٥ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ

اگرہم الذین کو ظالمین سے وصل کریں گے تو یہ ظالمین کی صفت بن جائے گی جو کہ غیر مقصود ہے۔ اس لئے ابتداء الذین سے ہوگی۔

عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٧٤﴾ ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ

٣۔ ٱلرِّبَوٰا۟ لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ ٱلَّذِى يَتَخَبَّطُهُ ٱلشَّيْطَٰنُ مِنَ ٱلْمَسِّ

مندرجہ بالا دونوں آیتوں میں نہ لفظی تعلق ہے نہ معنوی بلکہ ایک دوسرے کی ضد ہیں اس لئے اگر ان دو آیتوں میں وصل کرتے ہیں تو معنی شریعت کی مراد کے برعکس ہوجائیں گے۔ اور اللہ کے راہ میں خرچ کرنے والے اور سود کھانے والے ایک ہی لوگوں کی صفت ہوجائے گی اس لئے ابتداء الذین یاکلون سے ہوگی۔

وَإِنَّنِى بَرِىٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿١٦﴾ ٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ

٤۔ ٱلْكِتَٰبَ يَعْرِفُونَهُۥ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَآءَهُمُ

اگر یہاں الذین سے شروع نہیں کرتے ہیں تو معنی مشرکین سے بری الذمہ ہونے کے ساتھ خلط ملط ہوجائیں گیں اور یہ مقصود بھی نہیں ہیں۔

٥۔ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٩﴾ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَهَاجَرُوا۟

یہاں بھی اگر الذین سےابتداء نہ کی تو ظالمین کی صفت ایمان والے اور مھاجر اور جہاد کرنے والے ہوجائیں گے جو مقصود نہیں۔ اس لئے یہاں بھی ابتداء متعین ہے۔

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَٰكَ بِٱلْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا

﴿٣٣﴾ ٱلَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُو۟لَٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا

اگر یہاں الذین سے شروع نہ کریں تو پہلی آیت سے لفظا اور معنی تعلق نظر آنے لگے گا ۔

حالانکہ پہلی آیت سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے یہاں بھی ابتداء متعین ہے۔

وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ أَنَّهُمْ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ﴿٦﴾
ٱلَّذِينَ يَحْمِلُونَ ٱلْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُۥ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ

اگر یہاں الذین سے شروع نہ کریں تو وہم غیر مقصود معنی کی طرف جائے گا کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ کفار کی عزت ملائکہ کریں اور الذین کو وصل کرنے سے یہی مفہوم نکلتا ہے اس لئے ابتداء یہاں بھی متعین ہے۔

ب۔ ابتداء کافی : جس کی ابتداء وقف کافی کے بعد ہو۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾
﴿ خَتَمَ ٱللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰٓ أَبْصَٰرِهِمْ غِشَٰوَةٌ ۖ وَلَهُمْ

لایومنون پر وقف کافی کے بعد ختم اللہ سے ابتداء ، ''ابتداء کافی'' ہے۔

ج۔ ابتداء حسن : جس کی ابتداء وقف حسن کے بعد ہو۔

﴿ وَأَنزَلَ ٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ ﴿٣﴾ مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ﴾ پر ''وقف حسن'' ہے اور من قبل سے ابتداء حسن ہوگی۔

کبھی کبھی وقف حسن کے بعد ابتداء قبیح بھی ہوسکتی ہے جیسے :

لَّقَدْ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوْلَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ فَقِيرٌ
وَنَحْنُ أَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا۟ وَقَتْلَهُمُ ٱلْأَنۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَنَقُولُ

اس آیت میں قالو پر وقف تو ''حسن'' ہے لیکن ان اللہ سے ابتداء قبیح ہوگی۔

۲۔ **ابتداء قبیح** : یہ ہے کہ آیت کے علاوہ کسی ایسے غیر مستقلہ جملہ سے ابتداء کرنا کہ جسکا پہلے والے جملے سے لفظی اور معنوی تعلق ہو یا اس وجہ سے معنی مقصود باقی نہ رہیں یا ان میں فساد ہوجائے۔

نوٹ: مذکورہ بالاحکم (ابتداء) وسط آیت کے لئے ہیں اگر ابتداء شروع آیت ہورہی ہو تو ابتداء جائز بن جاتی ہے چاہےپہلی آیت سے تعلق ہویا نہ ہوکیونکہ آیت پر وقف سنت ہے۔ الا یہ کہ معنی بالکل ہی بدل جائیں بلکہ اس کے بھی درجات ہیں۔

ا۔ایسے کلمہ سے شروع کرنا جسکا لفظا اور معنی دونوں طرح سے گذشتہ جملہ سے تعلق ہو جیسے کہ عامل کا معمول سے ۔ اسکی ۲۲ مثالیں وقف قبیح کے باب میں گذر چکی ہیں۔

۲۔ ایسے کلمہ سے آغاز کرنا جس کی وجہ سے معنی مراد بدل جائیں یا عقیدہ کے خلاف ہو جائے مندرجہ ذیل خط کشیدہ جملے سے آغاز کرنا اسی(خلاف عقیدہ) کی مثالیں ہیں:

﴿ وَقَالُواْ ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ وَلَدًا ﴾ (البقرة ١١٦)

﴿ وَقَالَتِ ٱلْيَهُودُ يَدُ ٱللَّهِ مَغْلُولَةٌ ﴾ (المائده ٦٤)

﴿ لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓاْ إِنَّ ٱللَّهَ ثَالِثُ ثَلَٰثَةٍ ﴾ (المائده ٧٢)

﴿ وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ ٱلَّذِي فَطَرَنِي ﴾ (يس ٢٢)

ابتداء قبیح، وقف قبیح کے بعد ہوتی ہے یا وقف حسن کے بعد ہوتی ہے۔ آخری مثال ابتداء حسن کی ہے۔ اوریہ ابتداء احوال کے اعتبار سے ناجائزہے۔ کیونکہ ابتداء ہمیشہ اختیاری ہو تی ہے۔

ب۔ قطع کے بعد ابتداء:

اکثر قاری پارے (جز) کے اختتام یا حزب یا ربع پارہ پر معنی کا لحاظ کیے بغیر قطع کرتے ہیں اور ابتداء بھی آغاز پارہ (جز) سے یا ربع پارہ سے معنی کا لحاظ کئے بغیر کرتے ہیں یہاں یہ بات جاننا ضروری ہے کہ قطع کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ قطع حسن ۲۔ قطع قبیح

۱۔قطع حسن: یہ ہے کہ ''وقف تام'' یا ''وقف کافی'' کے بعد تلاوت کو روک دیا جائے۔

جیسا کہ ﴿ وَهُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٢٥﴾ ﴾ (البقرۃ ۲۵) پر وقف تام ہونے سے یہاں قطع حسن ہوگا۔

یا جیسا کہ وَٱرْكَعُوا۟ مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ ﴿٤٣﴾ (البقرۃ ۴۳) پر ''وقف کافی'' ہونے سے یہاں ''قطع حسن'' ہوگا اور یہ دونوں مثالیں ربع پارہ کی ہیں۔

۲۔قطع قبیح: وقف حسن کے بعد ہوتا ہے چاہے پارہ کے اختتام ہو یا حزب ہو یا ربع پارہ ہو اس لئے یہ ضروری نہیں کہ جہاں انتہا ہوئی ہو وہاں لفظی اور معنوی تعلق بھی ختم ہوگیا ہو جیسے:

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَٰٓئِلُ أَبْنَآئِكُمُ ٱلَّذِينَ مِنْ أَصْلَٰبِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا۟ بَيْنَ ٱلْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٢٣﴾

(النساء ۲۳) یہاں آیت کے آخر میں جن محرمات کی تعداد گنائی جارہی ہے وہ مکمل نہیں ہوئی بلکہ وہ آیت جو اس کے فورا بعد (جس سے پانچواں پارہ شروع ہوتا ہے) ہے اس میں تعداد کی تکمیل ہوئی ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿ ۞ وَٱلْمُحْصَنَٰتُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ ۖ ﴾ یہ گذشتہ آیت ہی کا ایک جز ہے یہاں سے پانچواں پارہ شروع ہوتا ہے مگر یہ آیت چوتھے پارے کی آخری آیت (حرمت علیکم) سے متصل ہے۔

ابتداء، قطع کے بعد قطع ہی کے تابع ہوتی ہے (جس انداز کا قطع ہو ویسی ہی ابتداء ہوگی) اگر قطع حسن ہے تو ابتداء حسن ہوگی اور اگر قطع قبیح ہے تو ابتداء بھی قبیح ہوگی۔

جیسا کہ ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَسْتَحْىِۦٓ أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ ﴾ (البقرہ۔۲۶) والی مثال میں ابتداء حسن ہے اس لئے کہ اس سے پہلے وقف تام ہے۔

اسی طرح ﴿ أَتَأْمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ ٱلْكِتَٰبَ ﴾ والی مثال میں ابتداء حسن ہے اس لئے کہ اس سے پہلے وقف کافی ہے۔

اسی طرح ﴿ ۞ وَٱلْمُحْصَنَٰتُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ ﴾ والی مثال میں ابتداء قبیح ہے اس لئے کہ اس سے پہلے وقف حسن ہے۔

کتاب ''التبیان فی آداب حملۃ القرآن'' مؤلف ابی ذکریا یحیٰی بن شرف النووی رحمۃ اللہ (صفحہ ۵۷۔۵۹) میں لکھا ہے کہ قاری کو چاہیئے کہ جب درمیان سورۃ سے آغاز کرے یا آخر پر وقف نہ کرے تو اس جملہ کے (جو دوسرے سے متعلق ہے) ''شروع'' سے آغاز کریں گے اور جہاں ربط ختم ہورہا ہو وہاں رکیں گے اس میں پارے کی یا ''عشر'' کی کوئی قید نہیں۔ اس لئے کبھی کبھی ربط درمیان میں بھی ہوتا ہے جیسا کہ ﴿ ۞ وَٱلْمُحْصَنَٰتُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ ﴾ (حالانکہ یہاں سے پانچواں پارہ شروع ہوا ہے)۔

﴿ وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِى ۚ ﴾ (یوسف ۵۲)

﴿ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِۦٓ ﴾ (النمل ۵۶)

﴿ وَمَن يَقْنُتْ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِۦ ﴾ (الاحزاب ۳۱)

﴿ وَمَآ أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِۦ مِنۢ بَعْدِهِۦ مِن جُندٍ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ ﴾ (یس ۲۸)

﴿ إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ ۚ ﴾ (فصلت ۴۷)

﴿ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّـَٔاتُ مَا عَمِلُوا۟ ﴾ (الجاثیہ ۳۳)

﴿ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا ٱلْمُرْسَلُونَ ﴾ (الذاریات ۳۱)

﴿ قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ ۚ ﴾ (آل عمران ۱۵)

مندرجہ بالا آیات اور اس جیسی آیات میں مناسب یہ ہے کہ ایسی جگہوں پر نہ ''وقف'' کیا جائے نہ ابتداء کیونکہ یہ آیات اپنے ماقبل سے متعلق ہیں۔ اکثر پڑھنے والے معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے اس کا لحاظ

نہیں رکھتے جس کی وجہ سے مغالطہ ہوجاتا ہے۔

اس معاملہ میں حاکم ابو عبداللہ نے سید محترم ابن عیاض کا مقولہ نقل کیا ہے کہ '' افراد کی کمی (اگر صحیح راہ پر گامزن ہو تو) تمھارے لئے پریشان کن نہیں ہے (نہ ہی تم)افراد کی اکثریت (جو تباہ ہونے والی ہو اس) سے فریب کھاؤ۔ کیونکہ ایسی اقلیت تمھارے لئے مفید ہے نقصان دہ نہیں ہے'' اسی وجہ سے علماءکرام نے فرمایا ہے کہ چھوٹی سی سورت کو پوری خوبیوں سے پڑھنا افضل ہے بہ نسبت بڑی سورت کو خامیوں سے پڑھا جائے۔ درحقیقت آیات کا تعلق اور ربط، حالات (تفسیری نکات) کے تحت کبھی کبھی لوگوں سے مخفی ہوجاتا ہے۔ بلکہ ابن داؤد نے عبداللہ ابی ھذیل تابعی کی بات نقل کی ہے کہ کچھ آیات کو پڑھا جائے اور کچھ کو چھوڑ دیا جائے (حالانکہ ابھی آیت کا تعلق باقی ہے یا بات ختم نہیں ہوئی ہے) تو ایسی تلاوت کو مکروہ سمجھا جائے۔

چوتھی فصل
کلمہ سے آغاز

مقدمہ :

عرب کسی ساکن حرف یا وسط کلمہ سے کبھی بھی آغاز نہیں کرتے ہیں اسی لئے کسی کلمہ سے شروع کرنے کے لئے دو شرطیں ہیں۔

۱۔ ہمیشہ پہلے حرف سے شروعات ہوگی اور وہ حرف لکھا ہوا بھی ہوگا ہاں لغوی اعتبار سے ایک کلمہ کا جز ہوگا یا کبھی ایک سے زیادہ کا جز ہوسکتا ہے۔جیسے ﴿يَنْتُوْمٌ﴾ (یہ ایک کلمہ سے زیادہ ہے لیکن تحریر میں ایک کلمہ ہے) لہذا یہاں ﴿يَنْتُوْمٌ﴾ کی باء سے آغاز درست نہیں ہے اس لئے کہ یاء بھی اس کلمہ میں جڑی ہوئی ہے اور اس طرح یہ ایک کلمہ بن گیا اور اسی طریقہ سے (ءَاَنْذَرْتَهُمْ) میں دوسرے ہمزہ سے آغاز کرنا درست نہیں ہے کیونکہ پہلا ہمزہ بھی لکھا ہوا ہے گویا کہ یہ ایک کلمہ بن گیا۔

۲۔ آغاز حرف متحرک سے ہی ہوگا جبکہ عربی کلمات میں بے شمار ایسے الفاظ ہیں کہ پہلا حرف اس میں ساکن ہوتا ہے تو اس کے لئے ایک ہمزہ وصل لانا پڑتا ہے تاکہ ادائیگی ہوسکے اور اسی وجہ سے ہمزہ کی دو قسمیں ہوگئی ہیں ایک ہمزہ وصلی اور دوسرا ہمزہ قطعی (اصلی)۔

ہمزہ اصلی اور ہمزہ وصلی کا فرق:

۱۔ ہمزہ اصلی (قطعی) کلمہ کے شروع میں ایک الف سا بنا ہوا ہوتا ہے یہ حروف تہجی میں کا ایک اصلی حرف ہے اور ہمزہ وصلی کلمہ کے شروع میں الف بنا ہوا ہوتا ہے لیکن یہ زائد اور غیر اصل ہوتا ہے۔

۲۔ ہمزہ اصلی پر تین حرکات ہوتی ہیں ہمزہ وصلی پر صرف سکون ہوتا ہے ۔

۳۔ہمزہ اصلی (قطعی) سے آغاز بھی ہوتا ہے اور وصل بھی ہوتا ہے ہمزہ وصلی سے آغاز تو ہوسکتا ہے لیکن وصلا ساقط ہوجاتا ہے۔

۴۔ھمزہ اصلی (قطعی) اسم فعل اور حرف میں آتا ہے لیکن ھمزہ وصلی صرف اسم اور فعل میں ہوتا ہے۔
نوٹ :مجھے ایسی کوئی مثال قرآن میں نہیں ملی کہ حرف پر بھی ھمزہ وصلی آتا ہواور یہ عام طور پر کہا گیا ھمزہ جو حرف ''ال'' آتا ہے یہ حرف نہیں بلکہ یہ تو اسم پر آتا ہے۔

نوٹ: ا۔ یَبْنُوْم دراصل تین لفظوں کا مخفف ہے۔ اس کی اصل یہ ہے۔ یا ابن ام
۲۔ھمزہ اصلی اور وصلی کی تحریرمیں پہچان یہ ہے کہ اصل میں الف کے اوپر نیچے (آجکل) ھمزہ لکھا جاتاہے اور ھمزہ وصلی پر کچھ نہیں لکھا جاتا۔

ھمزہ وصلی سے ابتداء کی کیفیت

ھمزہ وصلی اسم یا فعل میں ہوتا ہے۔
اول : اگر اسم میں ہوگا تو اس کی دو قسمیں ہیں۔
ا۔ اگر ھمزہ وصلی 'ال' سے شروع کریں گے تو ہمیشہ مفتوح ہوگا جیسے ﴿ اَلْحَمْدُ ﴾ ﴿ اَلرَّحْمٰنُ ﴾ ﴿ اَلْقَارِعَةُ ﴾ وغیرہ۔
۲۔اگرھمزہ وصلی 'ال' سےشروع نہیں کرتے ہیں تواس کی نو (۹) جگہیں ہیں دو قیاسی اور سات سماعی۔

قیاسی مندرجہ ذیل ہیں۔
ا۔ فعل ماضی کا جب مصدر ''خماسی'' ہو تو یہ ہمیشہ ھمزہ وصلی سے شروع ہوگا جیسے (افتراء , ابتغاء , اختلاف , انتقام) اس کی ابتداء کسرہ سے کریں گے۔
۲۔اگر فعل ماضی کا مصدر''سداسی'' ہے تو ھمزہ وصلی سے شروع ہوگا (استغفار ، استکبار، استعجال) اس کی ابتداء بھی کسرہ سے ہوگی۔

سماعی کی مندرجہ ذیل سات قسمیں ہیں۔

۱۔ ابن : ﴿ عِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ﴾ (البقرة ۸۷)

۲۔ ابنت : ﴿ وَمَرْيَمَ ٱبْنَتَ عِمْرَانَ ﴾ (التحریم ۱۲)

۳۔اثنان : ﴿ ٱثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ ﴾ (المائدہ ۱۰۶)

۴۔اثنتان : ﴿ مِنْهُ ٱثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ ﴾ (البقرة ۶۰)

۵۔امرؤ : ﴿ لِكُلِّ ٱمْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴾ (عبس ۳۷) .

۶۔امرات: ﴿ ٱمْرَأَتَ نُوحٍ وَٱمْرَأَتَ لُوطٍ ۖ ﴾ (التحریم ۱۰)

۷۔اسم : ﴿ سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى ۝١ ﴾ (الاعلی ۱)

اوپر دی ہوئی صورتوں میں ابتداء ''ھمزہ وصلی مکسور '' سے ہی ہوگی۔

دوم : اگر ھمزہ وصلی فعل میں ہو تو فعل کے تیسرے حرف کی حرکت کی مناسبت سے ھمزہ وصلی کو حرکت دیں گے۔

۱۔ اگرفعل کے تیسرے حرف کی حرکت پر کسرہ ہو تو ھمزہ پر کسرہ آئے گا جیسے

﴿ ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ۝٦ ﴾ ﴿ ٱصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ ﴾(ص ۱۷)

۲۔ اگرفعل کے تیسرے حرف کی حرکت پر فتح ہو تو بھی ھمزہ پر کسرہ آئے گا۔

فعل ماضی کی مثال

﴿ إِلَّا مَنِ ٱرْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ ﴾ جن ۲۷)

﴿ وَإِذَا ٱنقَلَبُوٓا۟ إِلَىٰٓ أَهْلِهِمُ ٱنقَلَبُوا۟ فَكِهِينَ ۝٣١ ﴾ (المطففین ۳۱)

فعل امر کی مثال

﴿ ٱذْهَبُوا۟ بِقَمِيصِى هَٰذَا ..... ﴾ (یوسف ۹۳)

ٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ

۳۔اگر فعل کے تیسرے حرف پر ضمہ ہو تو اس کو ضمہ عارضیہ اور ضمہ اصلیہ کے اعتبار سے حرکت دیں گے۔

اگر ضمہ عارضی ہو تو ھمزہ وصلی کو کسرہ سے حرکت دیں گے یہ ''ماضی مقصور'' میں ہوتاہے ۔

ٱقْضُوٓاْ إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ (یونس ۷۱)

ٱمْشُواْ وَٱصْبِرُواْ عَلَىٰٓ ءَالِهَتِكُمْۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ (ص ٦)

اگر تیسرے حرف کی حرکت پر ضمہ اصلی ہے تو ھمزہ وصلی پر ضمہ آئے گا چاہے یہ ''ماضی ممدودۃ'' میں ہو جیسے ﴿ ٱدْعُواْ رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةًۚ ﴾ (اعراف ۵۵)

چاہے ''ماضی غیرمعتل'' میں ہو جیسے ﴿ ٱسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ ٱلْجَنَّةَ ﴾ (البقرہ ۳۵)

﴿ ٱرْكُضْ بِرِجْلِكَۖ ﴾ (ص ۴۲)

چاہے''فعل مجہول'' میں ہو جیسے﴿ ٱضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِۚ ﴾ (البقرہ ۱۷۳)

﴿ ٱسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ ﴾ (سورہ انعام ۱۰)

خلاصہ :

اگر ھمزہ وصلی سے ابتداء ہو رہی ہو :

۱۔ ھمزہ وصلی اگر اسم میں ہو اور '' ال '' سے شروع ہو تو ہمیشہ ھمزہ وصلی پر زبر ہی ہوگا۔

۲۔ ھمزہ وصلی اگر فعل میں ہو تو ھمزہ وصلی پر کسرہ ہوگا جبکہ فعل کا تیسرا حرف زیر والا ہو، زبر والا ہو یا عارضی پیش والا ہو۔

۳۔ اگر فعل میں تیسرے حرف پر ضمہ اصلی ہوتوھمزہ وصل پر ضمہ دیا جائے گا۔

۴۔ اگر بغیر ھمزہ وصلی کے ابتداء ہو رہی ہو تو(ھمزہ وصلی) پر مبتداء کے حرف کی مناسبت سے زیر، زبر یا پیش آئے گا۔

همزہ وصلی اور اصلی کا ایک کلمہ میں اجتماع

همزہ وصلی اور همزہ اصلی (قطعی) ایک کلمہ میں جمع ہوں تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ همزہ وصلی، همزہ اصلی ساکن سے پہلے: یہ صرف فعل میں ہی ہو سکتا ہے جیسا کہ (اؤتمن اور ائتونی) ﴿ فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ ﴾ ﴿ ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَٰذَا ﴾

چنانچہ اس صورت میں وہ همزہ جو کلمہ کے شروع میں ہے تحقیق (وضاحت)سے پڑھا جائے گا اور همزہ وصلی لفظاً ساقط ہوجائے گا لیکن تحریرا باقی رہے گا۔ اور اگر ہم دو همزےوالے کلمہ سے آغاز کررہے ہیں تو همزہ وصلی کو حسب معمول وضاحت سے پڑھیں گے۔ اگر کسرہ ہے تو کسرہ دے کر اگر پیش ہے پیش دے کر۔ اور دوسرے همزہ کی مناسبت سے همزہ اصلی کا ابدال کریں گے۔ چنانچہ اؤتمن والی مثال میں همزہ کو واؤ کے اعتبار سے ضمہ دیں گے چونکہ یہ ضمہ اصلی ہے (فعل کا ضمہ)۔ ائتونی میں همزہ یاء کی مناسبت سے کو کسرہ دیں گے اس لئے کہ یہاں ضمہ غیر اصلی ہے۔ اسی طرح ائذن لی اور ائتنا کی مثال میں ہے۔

۲۔ همزہ قطعی همزہ وصلی سے پہلے: اس میں همزہ قطعی ہمیشہ همزہ استفہام کا ہوتا ہے اور یہ اسم اور فعل دونوں میں ہوسکتا ہے چنانچہ همزہ قطعی وضاحت سے پڑھا جائے گا اور همزہ وصلی لفظاً اور تحریراً ساقط ہو جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ همزہ وصلی ایسے فعل میں ہو جس کی ابتداء کسرہ سے ہورہی ہو۔ یہ قران مجید میں سات جگہ ہے۔

ا۔ ﴿ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا ﴾ (البقرة ۸۰)

ب۔ ﴿ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴾ (مریم ۷۸)

ج۔ ﴿ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ ﴾ (سبا ۸)

د۔ ﴿ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ﴾ (الصفات ۱۵۳)

ہ۔ ﴿ أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ﴾ (ص ۶۳)

و- ﴿ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ ٱلْعَالِينَ ﴾ (ص ٧٥)

ز- ﴿ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ﴾ (المنافقون ٦)

مذکورہ بالاحالات میں ''ھمزہ استفھام'' اور دوسرے ھمزے کے التباس (خلط ملط) کا اندیشہ تھا۔ بالکل اس طریقے سے جملہ اسمیہ میں بھی اگر ھمزہ استفھام کا آجائے تو التباس کا اندیشہ رہتا تھا لہذا افعال اور اسماء میں التباس سے بچنے کے لئے ایک علاج تجویز کیا گیا۔ کیونکہ افعال میں ھمزہ وصلی ہمیشہ مفتوح ہوتاہے اور ھمزہ استفھام بھی مفتوح ہوتا ہے لہذا افعال میں ایک ھمزہ کو مدغم یا ختم کردیا جاتاہے۔ جیسا کہ اوپر سات مثالیں ہیں۔

اسماء میں بھی ھمزہ وصلی جب اسم محلی (یعنی ال والا) ہو تو یہ ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور ھمزہ استفھام مفتوح ہوتا ہی ہے۔ یہاں فعل کی طرح ایک ھمزہ کو حذف نہیں کرسکتے، کیونکہ پھر سوال اور خبر کا علم نہیں ہوسکے گا لہذا(یہ تجویز ہوا کہ) اسم والا ھمزہ دو طریقہ سے پڑھا جائیگا۔

۱۔ ابدال ھمزہ وصل کا الف مد سے : اس کا نام ''مد فرق'' ہے۔(اس کا ذکر مد کے بیان میں ہے)۔

۲۔تسھیل :ھمزہ وصل، ھمزہ اور الف غیر مدیہ کے درمیان ہو۔ اس طرح کہ پہلا ھمزہ ادا میں مقدم ہو اور یکے بعد دیگرے لکھاہوا ہو۔

ھمزہ تسھیل کے تین کلمات ہیں جو قرآن میں دو دو بار آئے ہیں۔

﴿ ءَآلذَّكَرَيْنِ ﴾ (الانعام ١٤٣، ١٤٤)

﴿ ءَآلْـَٰٔنَ ﴾ (سورة يونس ٥١، ٩١)

﴿ ءَآللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ ﴾ (يونس ٥٩) ﴿ ءَآللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾ (النمل ٥٩)

کلمہ ''اسم'' کو شروع کرنے کا حکم:

اللہ تعالی کا قول ہے بِئْسَ ٱلِٱسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَـٰنِ (سورہ حجرات ١١)

درحقیقت لفظ ''اسم'' پر رکنا ٹھیک نہیں ہے سوائے وقف اختباری کے ایسے وقف میں اسکے پڑھنے کے

دو طریقہ ہیں۔

۱۔ پہلا طریقہ: شروع کرتے وقت ھمزہ وصل کو زبر دیں گے اور لام کو کسرہ دیں گے اس لئے کہ ''اسم'' کا ھمزہ وصلی ہے اور ساکن ہے اور لام بھی ساکن ہے۔لام کو التقاءساکنین کے لئے کسرہ دیاجائے گا جیسے (اَلِسْم)

۲۔ دوسرا طریقہ: شروع کرتے وقت ھمزہ وصل کو ساقط کردیں گے۔ اور زیر والے لام سے شروع کریں گے جیسے (لِسْم)۔

پہلا طریقہ زیادہ بہتر ہے۔

پانچویں فصل
آخر کلمات پر وقف کرنا

اس سے پہلے ''ابتداء بالکلمہ'' کے باب میں یہ گذرچکا ہے کہ اہل عرب حرف ساکن سے ابتداء نہیں کرتے اور نہ ہی کسی متحرک پر وقف کرتے ہیں (جس پر پوری حرکت ہو)۔
اور اسی طرح نہ وسط کلمہ سے ابتداء کرتے ہیں نہ وسط کلمہ پر وقف کرتے ہیں۔بلکہ (قاعدہ کلیہ یہ ہےکہ) وہ کلمہ جو (قرآن میں) لکھا ہوا ہے چاہے ایک کلمہ سے زیادہ ہی ہو مگر قرآنی رسم الخط میں ایک ہی کلمہ مانا جاتا ہو اس کا وقف اور ابتداء ایک کلمہ جیسا ہوگا۔ یعنی اس کلمہ کے پہلے حرف سے آغاز ہوگا اور آخر حرف پر ہی وقف ہوگا آخر حرف کبھی '' صحیح '' ہوگا کبھی'' معتل''
نوٹ: صحیح: فن صرف کی اصطلاح ہے یعنی کلمہ میں کوئی حرف (و ،ا ، ی) نہ ہو۔
معتل: یہ بھی فن صرف کی اصطلاح ہے یعنی کلمہ میں حرف علت ہو۔

اول۔ کلمہ ''صحیحہ آخرہ'' پر وقف:
'' صحیح کلمہ'' پر وقف کرنے کے پانچ طریقہ ہیں۔
۱۔ سکون محض ۲۔روم ۳۔اشمام ۴۔حذف ۵۔بدل

أ۔سکون محض : اس میں نہ ''روم'' ہوتا ہے نہ ''اشمام'' ہوتا ہے۔
وقف بالسکون مندرجہ ذیل حالتوں میں ہوگا۔
۱۔ کسی حرف ساکن پر وصلاً بھی اور وقفاً بھی وقف (بالسکون) ہوتا ہے ﴿ فانذَرْ ﴾ ﴿ فكبِرْ ﴾ ﴿ فاهجُرْ ﴾ ﴿ فحدِثْ ﴾
۲۔ زبر والے حرف پر ﴿ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٢﴾ ﴾ اور گول تاء تانیث منصوب (زبر) پر ﴿رحمةً﴾ وقف (بالسکون) ہوتاہے۔
۳۔ ضمہ والے حرف پر جیسے ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿٥﴾ ﴾ اور پیش والے حرف پر جو

مقصورہ نہ ہو ﴿ وَٱللَّهُ مِن وَرَآئِهِم مُّحِيطٌۢ ﴿٢٠﴾ ﴾ (بروج ۲۰) وقف (بالسکون) ہوتا ہے۔

۴۔کسرہ والے حرف پر جیسے ﴿ وَٱلْفَجْرِ ﴿١﴾ ﴾ اور زیر والے حرف پر جو مقصورہ نہ ہو جیسے ﴿ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿٢﴾ ﴾ (الفجر ۱، ۲) وقف (بالسکون) ہوتا ہے۔

۵۔ ھاء ضمیر مطلق پر وقف (بالسکون) ہوتا ہے ﴿ رَّضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ ﴾ (البینہ ۸)

ب۔وقف روم آخر کلمہ پر:

روم کی لفظی تعریف : طلب کرنا ارادہ کرنا۔

روم کی اصطلاحی تعریف : ثلث(تہائی) حرکت کی مقدار ہو آواز اتنی پست ہوکہ صرف قریب والا سن سکے ۔ اس لئے روم صرف سامنے والا ہی سن سکتا ہے۔

وقف روم کی دو حالتیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ضمہ اور رفع کی حالت میں جیسے ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿٥﴾ ﴾

﴿ وَٱللَّهُ مِن وَرَآئِهِم مُّحِيطٌۢ ﴿٢٠﴾ ﴾ (البروج ۲۰)

۲۔ کسرہ یا جر کی حالت میں جیسے ﴿ فَيَقُولُ رَبِّيٓ أَكْرَمَنِ ﴾(الفجر ۱۵)

بَلِ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فِى تَكْذِيبٍ ﴿١٩﴾ (البروج ۱۹)

لیکن اس میں زیر والی یا پیش والی ھاء مستثنی ہے اور اسی طریقہ سے تاء تانیث (گول تا) بھی مستثنی ہے چناچہ ھا ضمیر پر ''سکون محض'' والا وقف ہوگا اور تا '' مربوطہ '' پر سکون والا وقف ہوگا۔

ج۔ وقف اشمام: آخر کلمہ پر

ایسا وقف کہ قاری بغیر آواز کے آخری حرف کو اس طریقہ پر ساکن کرے کہ دونوں ہونٹ گول ہوجائیں بلکہ ہلکی کشادگی سی بھی برقرار رہے (لیکن آواز بالکل ساکن ہوجا ئیگی) اگر آواز تھوڑی سی باہر نکل آئی تو یہ اشمام نہیں رہے گا۔

وقف بالاشمام کی صرف ایک حالت ہے۔ یعنی پیش والے حرف پر وقف بالاشمام ہوگا۔ لیکن ھا ضمیر پر پیش ہو تو وقف بالاشمام نہیں ہوگا۔

پہلی مثال : ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝٥﴾

دوسری مثال: ﴿ وَٱللَّهُ مِن وَرَآئِهِم مُّحِيطٌۢ ۝٢٠ ﴾ (البروج ۲۰)

خلاصہ:

وقف سکون محض ، روم اور اشمام: ضمہ اور رفع پر ہوتا ہے (ھاء ضمیر اور تاء مربوۃ پر نہیں ہوتا)

وقف سکون محض اور روم: مکسور، جر، مرفوع اور مضموم (حرف) پر ہوتا ہے (ھاء ضمیر اور تاء مربوطہ پر نہیں ہوتا)۔

وقف بالسکون جن حالتوں میں ہوتا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تا' تانیث پر ۲۔ ھا' ضمیر پر ۳۔ اس کسرہ پر جو التقاءساکنین کے لئے ہو۔ ۴۔ اس میم کے ضمہ پر جو جمع کےلئے ہو اور اس کے بعد سکون ہو ۵۔ تنوین پر وصلاً اور وقفاً (دونوں حالتوں میں) ۶۔ نون منصوب پر۔

د۔ وقف بالحذف: آخر کلمات پر

وقف بالحذف دو جگہ ہوتا ہے۔

۱۔ تنوین کا حذف :جب تنوین پیش والی یا زبر والی ہو یا تا تانیث مربوطہ پر تنوین نصب والی ہو:

بَلْ هُوَ قُرْءَانٌ مَّجِيدٌ ۝٢١ فِى لَوْحٍ مَّحْفُوظٍۭ ۝٢٢

رحمۃ (وقف کے وقت تنوین حذف ہو جاتی ہے اور ۃ ، ہ سے بدل جاتی ہے)

۲۔ مفرد غائب والی ضمیر جو پیش والی ہو یا کسرہ والی ہو :

فَأَمَّا مَنْ أُوتِىَ كِتَٰبَهُۥ بِيَمِينِهِۦ فَيَقُولُ (الحاقۃ ۔۱۹) وقف کی حالت میں صلہ والا واؤ (الٹا پیش) حذف ہوجائے گا جو صرف پڑھا جاتا ہے لکھا نہیں جاتا۔

وقف کی حالت میں صلہ والی یاء (پڑا زیر) حذف ہوجائے گی جو صرف پڑھی جاتی ہے لکھی نہیں جاتی۔

ھ۔ وقف بالابدال: آخر کلمات پر ٹھہرنا یہ دو طریقوں سے ہوتا ہے۔

پہلا طریقہ : یہ چار طرح کا ہوتا ہے۔

أ۔ فتح والی تنوین جسکے لئے الف لکھا ہوا ہو یا لکھا ہوا نہ ہو۔

﴿ وَأَنزَلْنَا مِنَ ٱلْمُعْصِرَٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿١٤﴾ ﴾ (النبا ۱۴)

﴿ وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً ﴾ (البقرہ ۲۲)

ب۔ اسم مقصور چاہے رفع والا ہو ہو یا جر والا ہو یا نصب والا ہو۔

﴿ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ ﴾ (فصلت ۴۴) (یہاں پیش چھپا ہوا ہے)

﴿ أَوْ كَانُوا۟ غُزًّى ﴾ (ال عمران ۱۵۶)

﴿ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ ﴾ (محمد ۱۵) (یہاں زیر چھپا ہوا ہے)

ج۔ لفظ '' اذاً '' ﴿ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰٓ ﴿٢٢﴾ ﴾ (نجم ۲۲)

د۔ نون تاکید خفیفہ (تاکید والی نون جو بطور الف لکھی ہوئی ہے) جس پر دو زبر والی تنوین ہے یہ صرف دو جگہ ہے ﴿ وَلَيَكُونًا مِّنَ ٱلصَّٰغِرِينَ ﴾ (یوسف ۳۲) ﴿ لَنَسْفَعًۢا بِٱلنَّاصِيَةِ ﴾ (العلق ۱۵)

ان چاروں صورتوں میں تنوین وقف کی حالت میں الف سے بدل جائے گی۔

دوسرا طریقہ : تاء تانیث جو اسم مفرد سے متصل ہو اور گول لکھی ہوئی ہو مبسوطہ نہ ہو (اس لئے کہ مبسوطہ تاء پر وقف ساکن کے طریقہ سے حسب حرکت روم یا اشمام ہوگا لیکن مربوطہ ''ۃ'' وقف کی حالت میں ہ ساکن سے تبدیل ہوجائے گی چاہے وہ پیش والی یا زیر والی ہویا زبر والی حالت ہو) تا'تانیث پر تنوین نہ ہونے کی حالت میں ہ ساکن سے بدل جاتی ہے جیسے القارعة سے القارعه اور تنوین کی حالت میں تنوین حذف ہوجاتی ہے اور ہ ساکن سے بدل جاتی ہے۔

جیسے قُلْ أَىُّ شَىْءٍ أَكْبَرُ شَهَٰدَةً (انعام ۔ ۱۹)

وَإِن يَرَوْا كُلَّ ءَايَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا (انعام ۔ ۲۵)

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ ءَايَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ (انعام ۔۳۷)

دوم: وقف کلمہ معتل کے آخری حرف پر

معتل کلمہ کا آخری حرف ''حروف مد'' میں سے کوئی ایک ہوگا جس پر وقف ہوگا ۔(حرف مد جو کہ تین حروف ہیں یعنی الف جیسے ﴿مِمَّا﴾ ، یاء جیسے ﴿ امرِی ﴾ یا واؤ جیسے ﴿ ءامنوا ﴾) اس کا بیان مندرجہ ذیل ہے

الف مدیہ: آخر کلمہ میں

کلمہ کے آخر میں الف ہو: اس کی چار حالتیں ہیں۔

اول ۔الف وصلاً اور وقفاً تحقیق (وضاحت) سے پڑھا جائے گا جبکہ یہ مصحف میں لکھا ہوا ہو اور اس کے بعد وصل کی حالت میں ساکن نہ آئے کیونکہ اس وقت یہ الف التقاء ساکنین سے بچنے کے لئے ساقط ہو جاتا ہے جیسے ﴿ وَقَالَ ٱلَّذِى نَجَا مِنْهُمَا ﴾ چنانچہ نجا کا الف وصل اور وقف دونوں حالتوں میں برقرار رہے گا کیونکہ اس کے بعد کوئی ساکن نہیں ہے۔

دوم ۔ الف وصلاً اور وقفاً حذف ہوجائے گا جبکہ یہ قرآن میں لکھا ہوا نہیں ہو۔ ظاهر ہے اس کو وصلاً اور وقفاً بغیر الف کے پڑھیں گے ﴿ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا ٱللَّهَ ﴾ میں یخش (دراصل) یخشیٰ تھا اور ﴿ فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَىٰهَآ ﴿٤٣﴾ ﴾ میں فیم (دراصل) فیما تھا۔اس کے الف کوبھی وصلاً اور وقفاً نہیں پڑھاجائیگا۔

سوم۔ الف وقفاً پڑھا جائے گا وصلاً حذف کر دیا جائے گا اس کی تین صورتیں ہیں :

ا۔ اگر الف کے بعد ساکن آجائے جیسے ﴿قُلْنَا ٱهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ﴾ اور

أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا ٱلشَّجَرَةِ منها اور تلکما کے الف کے بعد ساکن آنے کی وجہ سے وصلاً ساقط ہوجائے گا ور وقفا پڑھا جائے گا۔

۲ ۔ انا اور اس جیسے الف ظنونا، رسولا، السبیلا، قواریرا، لکنا مندرجہ ذیل آیتوں میں:

۔﴿ إِنَّنِيٓ أَنَا ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدۡنِي ﴾(طہ ۱۴)

۔﴿ وَتَظُنُّونَ بِٱللَّهِ ٱلظُّنُونَا۠ ﴾(احزاب ۱۰)

۔﴿ فَأَضَلُّونَا ٱلسَّبِيلَا۠ ﴾(احزاب ٦٧)

۔﴿ يَٰلَيۡتَنَآ أَطَعۡنَا ٱللَّهَ وَأَطَعۡنَا ٱلرَّسُولَا۠ ﴿٦٦﴾ ﴾(الاحزاب ٦٦)

۔﴿ كَانَتۡ قَوَارِيرَا۠ ﴾ (الانسان ۱۵)

۔﴿ لَّٰكِنَّا۠ هُوَ ٱللَّهُ رَبِّي وَلَآ أُشۡرِكُ بِرَبِّيٓ أَحَدَۢا ﴿٣٨﴾ ﴾ (الکھف ۳۸)

مندرجہ بالا چھ مثالوں میں الف وقفا پڑھا جائے گا اور وصلا ساقط ہوگا چاہے بعد میں ساکن آئے یا نہ آئے۔

۳۔ اگر کوئی حرکت تنوین سے بدل جائے۔

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبَۢا ﴾(النساء ۱)

﴿ وَهُوَ عَلَيۡهِمۡ عَمًىۚ ﴾(فصلت ۴۴)

﴿ وَإِذَا لَّأٓتَيۡنَٰهُم مِّن لَّدُنَّآ أَجۡرًا عَظِيمَا ﴿٦٧﴾ ﴾(النساء ٦٧)

وَلَيَكُونَا مِّنَ ٱلصَّٰغِرِينَ ﴾(یوسف ۳۲)

﴿ لَنَسۡفَعَۢا بِٱلنَّاصِيَةِ ﴾ (العلق ۱۵)

ان تمام حالتوں میں الف پر وقف ہوگا اور وصل میں ساقط ہو جائے گا اس لئے کہ یہ الف اپنی اصل کی طرف لوٹ آئے گا اور اس کی اصل جمع والی تنوین ہے۔

۴۔ الف مدیہ کی چوتھی حالت :اس میں دو صورتیں ہیں

ا۔ وصل کی حالت میں الف کو حذف کر دیں گے اور وقف کی حالت میں دو صورتیں جائز ہیں یہ صرف ایک ہی لفظ ہے ﴿ سلسلا ﴾ جو مندرجہ ذیل آیت میں آیا ہے۔

إِنَّآ أَعۡتَدۡنَا لِلۡكَٰفِرِينَ سَلَٰسِلَا۠ وَأَغۡلَٰلٗا وَسَعِيرًا ﴿٤﴾

وصل کی حالت میں سلسلا کا الف ساقط ہوجائے گا اور وقف کی حالت میں الف کو پڑھنا اور حذف کرنا دونوں جائز ہیں مگر پڑھنا افضل ہے (سلسلا پر وقف صرف وقف اختیاری یا وقف اضطراری ہی ہو سکتا ہے)۔

۲۔ وصلاً اور وقفاً حذف ہو جانا حالانکہ الف رسم الخط میں موجود ہے یہ صرف دو کلموں میں آیا ہے۔

قواریرا : ﴿ قَوَارِيرَا۠ مِن فِضَّةٖ قَدَّرُوهَا تَقۡدِيرًا ﴿١٦﴾ ﴾ (انسان ۱۵)

ثمودا : ﴿ أَلَآ إِنَّ ثَمُودَا۟ كَفَرُوا۟ رَبَّهُمۡۗ ﴾ (ھود ٦٧)

ثمودا قران مجید میں چار مرتبہ آیا ہے اس میں وصلاً الف ساقط ہو جاتا ہے۔

اور دو جگہوں میں وقفا بھی ساقط ہو جاتا ہے باوجود اس کے کہ مصحف میں لکھا ہوا ہے۔

واؤ مدیہ : کلمہ کے آخر میں

اس کی چار حالتیں ہیں۔

ا۔ وصلاً اور وقفاً وضاحت سے پڑھنا جبکہ لکھا ہوا ہو اور وصلی حالت میں اس سے کوئی ساکن ملا ہوا نہ ہو جیسے ﴿ وَأَوۡفُوا۟ بِٱلۡعَهۡدِۖ ﴾ (الاسراء ۳۴) اوفوا کا واؤ وصلاً اور وقفاً پڑھا جائے گا۔

۲۔ وصلاً اور وقفاً واؤ کو ساقط کر دینا جبکہ واؤ لکھا ہوا نہ ہو جیسے

﴿ يَخۡلُ لَكُمۡ وَجۡهُ أَبِيكُمۡ ﴾ (یوسف۹) ﴿ يَدۡعُ ٱلدَّاعِ ﴾ (القمر٦)

﴿ وَصَٰلِحُ ٱلۡمُؤۡمِنِينَۖ ﴾ (التحریم ۴) یخلو، یدعو اور صالحو میں وصلاً اور وقفاً واؤ ساقط ہوجائے گا کیونکہ یہ مصحف میں لکھا ہوا نہیں ہے جیسا کہ آپ نے اوپر لکھی ہوئی آیات میں دیکھا۔

۳۔وقفاً پڑھا جائے اور وصلاً حذف ہوگا اس لئے کہ التقاءساکنین سے بچنے کے لئے ایک ساکن ملا ہوا ہے ﴿ وَأُوْلُوا۟ ٱلۡأَرۡحَامِ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلَىٰ بِبَعۡضٖ ﴾ (الانفال ۷۵)

﴿ يَمْحُواْ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ﴾(الرعد۳۹) چناچہ اولو ا اور یمحو کا واؤ وقفا پڑھا جائے گا اور وصلاً بعد کے سکون سے جو التقاء ساکنین ہوتا ہے اس سے بچنے کی وجہ سے ساقط ہوگا۔

۴۔ وصل میں تو پڑھاجائے گا وقف میں ساقط ہوجائے گا ''ہ'' صلہ ضمیر آنے کی حالت میں، جیسے ﴿ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُۥٓ أَخْلَدَهُۥ ﴿٣﴾ ﴾(الھمزہ ۳) چنانچہ یہاں واؤ (الٹا پیش) ''ہ'' صلہ حالت وصل میں پڑھا جائے گا اور حالت وقف میں ''ہ'' ساکن ہو جائے گی۔

اور وصلا دو متحرک کے درمیان ہی پڑھا جائے گا جیساکہ مذکورہ بالا آیت میں ہے۔

مگر ایک حالت ایسی ہے جس میں دو متحرک کے درمیان میں واؤ (یعنی الٹا پیش) واقع ہونے کے باوجود یہ واؤ وصلاً اور وقفا نہیں پڑھا جائے گا ﴿وَإِن تَشْكُرُواْ يَرْضَهُ لَكُمْ﴾ (الزمر ۷) اگر ہر یرضہ کی ''ہ'' پر وقف کرتے ہیں تو''ہ'' ساکن ہوجائے گی (یعنی یرضہْ) اور اگر وصل کرتے ہیں تو صرف ضمہ پڑھیں گے۔ بغیر واؤ (الٹا پیش)کے۔

نوٹ: ایسا واؤ متحرک جو کلمہ کے آخر میں ہو اور اس سے پہلے والے حرف پر ضمہ ہو جب اس واؤ پر وقف کریں گے تو واو مدیہ بن جائے گا۔ مثلاً﴿ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ ﴾ میں اگر ہم نے کلمہ ''ھو'' پر وقف کیا تو واؤ جوکہ زبر والا ہے لیکن پھر بھی واؤ مدیہ سے بدل جائے گا اور وقف بغیر زبر کے ہوگا۔

یاء مدیہ : آخرکلمہ میں

اس کی پانچ حالتیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ وقفاً اور وصلاً پڑھا جائے گی بشرط کہ ا۔مصحف میں لکھا ہوا ہو اور ۲۔ اس کے بعد ساکن نہ آرہا ہو ۳۔ حالت وصل میں ہوجیسے سَنَاوِیَ یَعصِمُنِی کی یاء حالت وصل اور وقف میں پڑھی جائے گی۔

﴿ قَالَ سَـَٔاوِىٓ إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِى مِنَ ٱلْمَآءِ ﴾(ھود ۴۳)

۲۔وصلاً اور وقفاً ساقط ہو جائے گی جبکہ یا' لکھی ہوئی نہ ہو اتَّقِ ، یَعِبَادِ ، مُوص ، تُغنِ

﴿ ٱتَّقِ ٱللَّهَ ﴾ (الاحزاب ۱) ﴿ يَٰعِبَادِ فَٱتَّقُونِ ﴾ (الزمر ۱۶)

﴿ فَمَنۡ خَافَ مِن مُّوصٍ جَنَفًا ﴾(البقرة ۱۸۲) فَمَا تُغۡنِ ٱلنُّذُرُ (قمر ۵)

چنانچہ ان جیسے کلمات میں ''ی'' جو مصحف میں نہیں لکھی ہوئی ہے وصلاً اور وقفاً ساقط ہوجائے گی۔

۳۔ وقفا پڑھی جائے گی اور وصلا نہیں پڑھی جائے گی بشرط کہ قران میں لکھی ہوئی ہو اور کوئی حرف ساکن اس کے بعد موجود ہو (کیونکہ یہاں التقاءساکنین کی وجہ سے یاء ساقط ہوجائے گی)۔

﴿ يُؤۡتِي ٱلۡحِكۡمَةَ مَن يَشَآءُۚ ﴾(البقرة ۲۶۹) ﴿ إِنِّي ٱصۡطَفَيۡتُكَ عَلَى ٱلنَّاسِ..... ﴾ (الاعراف ۱۴۴) لَا يَنَالُ عَهۡدِي ٱلظَّٰلِمِينَ (البقرة ۱۲۴) وہ ی جو ان کلمات میں لکھی ہوئی ہے یئوتی ،انی ، عھدی یا اس جیسی ی وقفا برقرار رہے گی اور وصلاً ساقط ہوجائے گی۔

۴۔ وصلا پڑھی جائے گی اور وقفا نہیں پڑھی جائے گی جبکہ ہ صلہ ضمیر والا ہو ۔جیسے

﴿ كُلٌّ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ ﴾ (البقرہ ۲۸۵) چنانچہ وقف کی حالت میں ملئکتہ ، کتبہ اور رسلہ کی ہ پر سکون کریں گے اور وصلا جب ہی پڑھیں گے جب دو متحرک حروف کے درمیان میں ہو۔

استثنا: قرآن میں صرف ایک جگہ ﴿ وَيَخۡلُدۡ فِيهِۦ مُهَانًا ﴾(الفرقان ۶۹) میں ''ی'' وصلاً پڑھی جائے گی حالانکہ یہ ''ی'' دو متحرک کے درمیان میں نہیں ہے۔

۵۔وصلا پڑھی جائے گی اور وقفا دو طرح سے پڑھ سکتے ہیں۔ یہ قران مجید میں ایک ہی کلمہ ءَاتَنِۦَ ہے۔ ﴿فَمَآ ءَاتَىٰنِۦَ ٱللَّهُ خَيۡرٞ مِّمَّآ ءَاتَىٰكُم﴾ وقف کی حالت میں ءَاتَنِۦَ کو دو طرح پڑھیں گے۔

ا۔ ءَاتَنِۦَ کی ''ی'' کو یاء مدیہ کے ساتھ پڑھیں گے ۲۔ ''ی'' کو حذف کرکے نون ساکن پر رکیں گے جیسا ءَاتَنِ لیکن ''ی'' کا پڑھنا بہتر ہے۔

نوٹ: ایسی ''ی'' متحرک کسرہ والی جو کلمہ کے آخر میں ہو جب اس پر وقف ہوگا تو یہ ی مدیہ بن جاتی ہے۔ ﴿إِنۡ هِيَ إِلَّا فِتۡنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَآءُ ﴾(الاعراف ۱۵۵)

﴿ وَقَلِيلٞ مِّنۡ عِبَادِيَ ٱلشَّكُورُ ﴾ (سبا ۱۳)

چھٹی فصل
کچھ وہ کلمات قرانیہ جن میں" رسم عثمانی" تحریراً موافق ھے مگر تلفظاً موافق نہیں ھے

تمام علماء کرام و قراء عظام نے کلمات قرانیہ کا حالت وقف میں چاہے تلاوت ہو یا کتابت) اتباع " رسم عثمانی" کو واجب قرار دیا ہے۔ جبکہ مصحف میں کچھ ایسے لکھے ہوئے ہیں جو وصلاً وقفاً (عام) تحریر سے مختلف ہیں۔ بلکہ (کہیں تو) لکھائی میں (حرف موجود) ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔ (کہیں) لکھائی میں حرف محذوف ہے مگر وصلاً وقفاً انکو ادا کیا جاتا ہے۔

اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ جمع والے کلمات کا الف جو تحریر میں ہے اس پر وقف نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے پہلے جو واوٗ ہے اس پر وقف کیا جائے گا جیسے ﴿ اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا ﴾

۲۔یاء اور واوٗ اگر الف کے عوض ہوں گے تو الف پر وقف کریں گے لکھائی کا اعتبار نہیں کریں گے جیسے ﴿ وَالضُّحَى ﴾ ﴿ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ﴾

۳۔اگر ھمزہ چاہے الف پر ہو جیسے تبوأ یا واوٗ پر جیسے امروٗا یا یاء پر ہو جیسے ھئ) صورۃ ھمزہ کا وقفا یا وصلا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ حالت وقف میں ھمزہ ساکنہ پر وقف ہوگا جیسے

﴿ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِى وَاِثْمِكَ ﴾ (المائدہ ۲۹) ﴿ وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴾ (الکھف ۱۰)

﴿ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ ﴾ (النساء ۱۷۶) اورحالت وصل میں ھمزہ پر حرکت ہوگی۔

۴۔ وہ ھمزہ جو آخر میں واوٗ کے اوپر لکھا ہوا ہواس کے بعدمیں الف ہو تو وقف ھمزہ ساکنہ پر ہوگا جیسے ﴿ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾ (فاطر ۲۸) یہاں واوٗ اور الف جو لکھے ہوئے ہیں انکا لحاظ نہیں کیا جائے گا وصل کے وقت ھمزہ کو ضمہ کی حرکت دیں گے۔

۵۔ھمزہ جو یاء پر لکھا ہوا اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ وقف کی حالت میں ھمزہ ساکن ہوجائے گا اور وصل کے وقت ھمزہ کو حرکت دیں گے جیسے ﴿ وَمِنْ ءَانَاىِٕ الَّيْلِ فَسَبِّحْ ﴾

۶۔ الف زاید جو تحریر میں ہو اس کا اعتبار نہیں ہوگا جیسے ﴿ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَاىْءٍ اِنِّى فَاعِلٌ ذٰلِكَ

غَدًا ☆ إِلَّآ اَن يَشَآءِ اللّٰهُ ﴾ (الکھف ۲۳،۲۴) یا لفظ مائۃ جہاں کہیں بھی ہو،اس کا الف نہیں پڑھا جائے گا۔ یہ لکھائی میں الف ہوتا ہے جو زائد ہے تلفظا اس کا بالکل اعتبار نہیں ہے۔

۷۔ یاء زائدہ ، یاء اصلیہ کے بعد ہو تو یہ یاء نہیں پڑھی جائے گی جیسے ﴿ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنَهَا بِأَيْيدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴾(الذاریات ۴۷)

۸۔الف (مقصورہ کھڑا الف) واؤ کے اوپر لکھا ہوا ہو تو لکھی ہوئی واؤ نہیں پڑھی جائے گی لیکن الف(مقصورہ) وصلا اور وقفا پڑھا جائے گا اور یہ الف اسی طرح رہیگا ، واؤ سے نہیں بدلے گا وصلاً اور وقفاً دونوں حالت میں الف ہی پڑھا جائے گا جیسے ﴿ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَءَاتَى الزَّكٰوةَ ﴾

۹۔دو یاء کے درمیان یاء محذوفہ وصلا اور وقفا اچھی طرح سے پڑھا جائے گا جیسے ﴿ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِۦ مِنَ الْحَقِّ ﴾(الاحزاب ۵۳) یاء جو التقاء ساکنین کی وجہ سے محذوف ہو تو وقف کی حالت میں پہلی یاء پر وقف بالسکون کریں گے اور دوسری یاء کو حذف کرینگے۔ جیسا کہ وصلاً اور وقفاً لکھا ہوا بھی ہے مثلاً ﴿كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى﴾ (البقرۃ ۷۳)

۱۰۔ حرف مقطعات میں آواز کے اعتبار سے آخری حرف پر وقف کریں گے تحریر کا اعتبار نہیں ہوگا جیسے ص ، ن اور ق. صاد کے قلقلہ والی دال پر، نون کے نون ساکن پر اور قاف کے فا ساکن پر ۔ مندرجہ بالا دس صورتیں یا اسی طرح مصحف کے دوسرے مقامات میں قیاس کیا جاسکتا ہے۔

نوٹ: بر صغیر میں ''ی'' کی جگہ ''ی'' ہی کے نیچے دو نقطے لکھے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ ایک ''ی'' حذف ہوتی ہے (لا يَسْتَحْيِۦ)۔

چوتھا باب
مخارج الحروف

مقدمہ

پہلی فصل: حروف اصلیہ کے مخارج

۱۔ جوف کا مخرج اور اس کی غلطیاں

۲۔ حلق کا مخرج اور اس کی غلطیاں

۳۔ زبان کا مخرج اور اس کی غلطیاں

۴۔ ہونٹ کا مخرج اور اس کی غلطیاں

۵۔ خیشوم کا مخرج

۶۔ حروف کے القاب

دوسری فصل : حروف فرعیہ کے مخارج

۱۔ ھمزہ مسھلہ

۲۔ الف ممالہ

۳۔ الف مجاور

۴۔ لام مغلظہ

۵۔ اخفاء والا نون

۶۔ اخفاء والی میم

۷۔ نون ساکن کا ادغام یاء میں

۸۔ نون ساکن کا ادغام واؤ میں

مقدمہ

ہر حرف کا ایک نام، ایک رسم الخط، ایک صفت اور ایک مخرج ہوتا ہے۔

نام : ہر حرف کا اپنا ایک ذاتی نام ہوتاہے جس سے اس حرف کو دوسرے حروف سے ممیز (الگ) کیا جاسکے۔ جیسے کہ الف ، لام ، میم ، کاف ، ھاء ، یاء ، عین ، صاد وغیرہ

رسم الخط: جو حرف کی لکھائی کی ہیت (structure) کو بتاتا ہے جیسے (الٓمٓ ، حٰمٓ ، کٓھٰیٰعٓصٓ وغیرہ)۔

مخرج : یہ ایک ایسی جگہ ہے جس سے حرف نکلتا ہے چاہے حقیقی انداز سے نکلے یا تقدیری انداز سے، چنانچہ آواز کے رک جانے پر ایک حرف دوسرے حرفے ممتاز ہو جاتا ہے۔

حرف کی لفظی تعریف : کسی چیز کا کنارا۔

حرف کی اصطلاحی تعریف : ایسی آواز جو کسی حقیقی یا تقدیری مخرج پر ٹھہرے ۔

حقیقی مخرج پر ٹھہرنے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ہونٹوں ، زبان یا حلق کے حصے پر آواز رکے ۔ تقدیری مخرج کا مطلب یہ ہے کہ منہ اور حلق کے اندر کی ہوا یا سانس جہاں تک جائے (یہی حروف مدیہ کا مخرج ہے)۔ حروف سے مقصود حروف تہجی والے حروف (ا ب ت) ہیں۔ حرف المعانی کے حروف مراد نہیں جو گرامر میں آتے ہیں جیسے ''حرف جر''، '' لام قسم'' وغیرہ۔

نوٹ : کسی حرف کے مخرج کو سمجھنے کے لئے اس حرف سے پہلے ھمزہ لگا کر اس حرف کو ساکن کردیں جس جگہ سے آواز آئے گی وہی اس حرف کا '' مخرج حقیقی'' ہوگا اسی طرح کچھ حروف کی آواز جہاں تک (خود بخود) جائے وہی '' مخرج تقدیری'' ہوگا۔

صفت کی تفصیل صفات کے بیان میں آئے گی انشاء اللہ۔

پہلی فصل
مخارج حروف اصلیہ

حرف تہجی دو قسم کے ہوتے ہیں اصلیہ اور فرعیہ:

حروف اصلیہ : حروف اصلیہ کی تعداد میں علماء تجوید کا اختلاف ہے ۔ بعض انتیس کہتے ہیں وہ یہ ہیں ء ، ب ، ت ، ث، ج ، ح ، خ ، د ، ذ ، ر ، ز ، س ،ش ،ص ، ض ، ط ، ظ ، ع ، غ ، ف، ق ، ک ، ل ، م ، ن ، ھ ، و ، ا ، ی ۔

بعض علماء کا قول ہے کہ اوپر دئے ہوئے حروف میں واؤ مدیہ اور یا مدیہ کو ملا کر ان کی تعداد اکتیس ہے۔

بعض علماء کا قول ہے کہ اوپر دئے ہوئے حروف میں نون مشدد اور میم مشدد کو ملا کر ان کی تعداد تینتیس ہے۔

مخارج اور حروف میں غورو فکر کرنے کے بعد آخری رائے زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔

حروف اصلیہ کے مخارج دو ہیں۔

۱۔ **مخارج عامہ :** یہ ایک سے زیادہ مخرج پر مشتمل ہے (اس میں حلق، زبان اور خیشوم وغیرہ کے اعتبار سے مخارج کی تقسیم کی گئی ہے)۔

۲۔ **مخارج خاصہ :** جس سے ایک، دو، یا تین حروف ہی ا دا ہوتے ہیں۔

مخارج عامہ پانچ ہیں۔

۱۔ **جوف:** اس میں ایک مخرج ہے۔

۲۔ **حلق:** اس میں تین مخرج ہیں۔

۳۔ **زبان:** اس میں دس مخرج ہیں۔

۴۔ **ھونٹ:** اس میں دو مخرج ہیں۔

۵۔ **خیشوم:** اس میں ایک مخرج ہے۔

اس طرح مخارج کی جملہ تعداد سترہ ہوتی ہے ۔ اسی کو جمہور قاریوں نے پسند کیاہے۔ ابن جزری نے بھی اسی بات کو پسند کیاہے۔

پہلی فصل

مخارج خاصہ

قبل اس کے مخارج خاصہ کی تفصیل سامنے آئے، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ابن جزری رحمۃ علیہ نے اپنی کتاب میں جو مقدمہ منظوم کیا ہے، اسکو بھی لکھ دیا جائے۔

مخارج الحروف سبعة عشر ... علی الذی یختاره من اختبر

فالف الجوف واختاها وهی ... حروف مد للهواء تنتهی

ثم لاقصی الحلق همز هاء ... ثم لوسطه فعین حاء

ادناه غین خاؤها والقاف ... اقصی اللسان فوق ثم الکاف

اسفل والوسط فجیم الشین یا ... والضاد من حافته اذ ولیا

الاضراس من ایسر او یمناها ... واللام ادناها لمنتهاها

والنون من طرفه تحت اجعلوا ... والرا یدانیه لظهر ادخلوا

والطاء والدال وتا منه ومن ... علیا الثنایا والصفیر مستکن

منه ومن فوق الثنایا السفلی ... والظاء والذال و ثا للعلیا

من طرفیهما ومن بطن الشفة ... فالفا مع اطراف الثنایا المشرفة

للشفتین الواؤ باء میم ... و غنة مخرجها الخیشوم

پہلا مخرج : جوف

جوف کی لغوی تعریف : خلاء۔

جوف کی اصطلاحی تعریف : منہ اور حلق کے درمیان کی رہ گذر۔ اور آغاز حلق سے دونوں ہونٹوں تک اس کی حد ہے۔

جوف ایک مخرج ہے اور اس سے تین حروف نکلتے ہیں۔

۱۔(اَلف مدیہ) زبر کے بعد الف ساکن مثلا ﴿الکتَاب﴾، ۲۔(یا مدیہ) زیر کے بعد یاءساکن مثلا ﴿قِیل﴾ ۳۔(واؤ مدیہ) پیش کے بعد واؤ ساکن مثلا ﴿یُقو منو ا﴾،

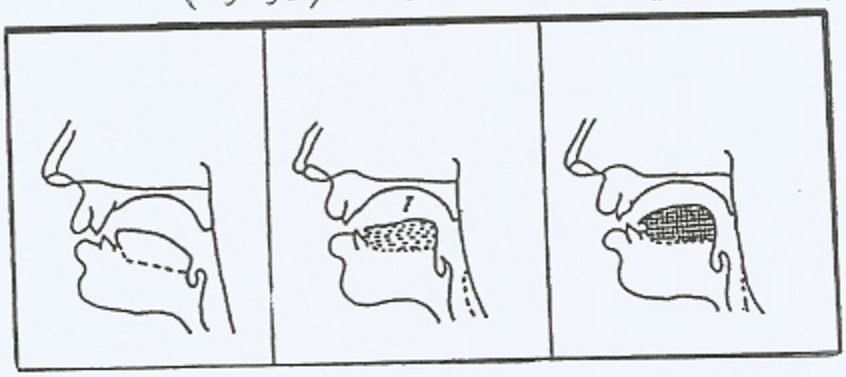

الف مدیہ کی ادائیگی کا منظر یاء مدیہ کی ادائیگی کا منظر واو مدیہ کی ادائیگی کا منظر

اور یہی تین حروف مد (مدیہ) ہیں۔ ان تینوں حروف کو کھینچنے کی کوئی حد نہیں ہے بلکہ جہاں تک چاہے ہوا کے دوش پر کھینچ سکتے ہیں۔ اسی لئے اس مخرج کو غیر حقیقی (غیرواضح) یعنی تقدیری کہتے ہیں۔

نوٹ: آواز کھینچتے کھینچتے ناک کے بانسہ تک نہ پہنچ جائے، اس سے بچیں ۔

مندرجہ بالا تین حروف کو ''حروف جوفیہ'' کہتے ہیں کیونکہ یہ جوف سے ادا ہوتے ہیں۔ ان حروف کو ھوائیہ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ قاری جتنا چاہے کھینچ سکتا ہے۔ ان کو ''حروف علت '' (vovels) بھی کہتے ہیں اور ''حروف مد'' بھی انکا نام ہے۔

جوف کے مخرج میں بڑی اور چھوٹی عامزد غلطیاں :

۱۔ الف، واؤ ، یاء مدیہ میں غنہ کردینا(خاصکر اس وقت جب تینوں حرفوں میں سے کوئی ایک حرف) غنے والے حرف (نون،میم) سے ملا ہوا ہو۔ کیونکہ آواز کھینچکر فورا ناک کے بانسہ میں چلی جاتی ہے، رکتی نہیں اور ایک طرح کی گنگناہٹ ہو جاتی ہے اس سے بچنا چاہیئے جیسے:

مثال واو : ﴿تعلمون﴾ سے تعلمنون ہوجانا یا ﴿سموم﴾ سے سمنوم ہوجانا۔

یاء : ﴿العالمین﴾ سے عالمینن ہوجانا یا ﴿الرحیم﴾ سے الرحیمم ہوجانا۔

الف : ﴿الرحمن﴾ سے الرحمنن ہوجانا یا ﴿علام﴾ سے علانم ہوجانا۔

اور وجہ یہ ہے کہ آواز پڑ جیب سے لگتی ہوئی جاتی ہے پوری طرح رکتی نہیں بلکہ خیشوم کی طرف دھکا کھا جاتی ہے۔

۲۔ الف کا ھمزہ یا ھاء سے(آوازکے) لوٹنے کی وجہ سے وقف کی حالت میں بدل جانا جیسے:

﴿والضحیٰ﴾ سے والضحیٔ۔ یا ﴿سجیٰ﴾ سے سجیٔ۔ یا ﴿قلیٰ﴾ سے قلیٔ۔

دوسرا مخرج : حلق

حلق میں تین مخرج ہیں جن سے چھ حروف نکلتے ہیں۔

۱۔ **اقصی حلق :** (حلق کا نچلا حصہ) جو سینے کی طرف سے شروع ہوتا ہے ۔ اس سے بالترتیب دو حروف نکلتے ہیں ھمزہ اور ھاء ۔

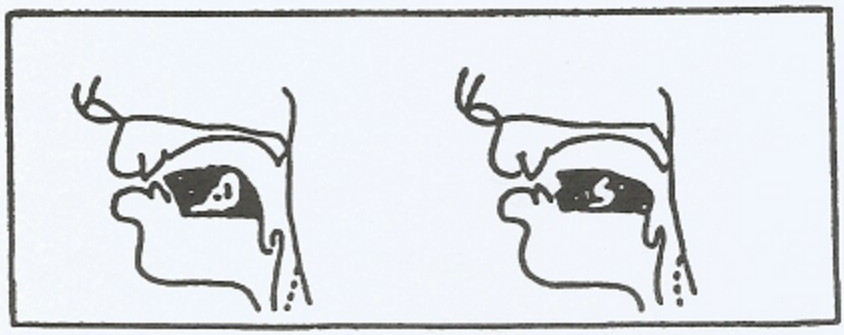

ھمزہ کی ادائیگی میں پڑجیب اورزبان کے درمیان کا منظر

ھاء کی ادائیگی میں پڑجیب اورزبان کے درمیان کا منظر

۲۔ درمیان حلق : یہاں سے بالترتیب دو حروف نکلتے ہیں عین اور حاء۔

دونوں کا فرق یہ ہے کہ حاء کی غلطی کو البحـــــــة ، عین کی غلطی کو البعبعة کہتے ہیں ورنہ دونوں کی آواز ایک ہی ہے۔

نوٹ: البحة اورالبعبعة کے معنی یہ ہیں کہ حاء اور عین کی آواز اپنے مخرج سے نکلے لیکن پھٹی ہوئی سی ہو۔

عین کی ادائیگی میں پڑجیب اورزبان کے درمیان کا منظر

حا کی ادائیگی میں پڑجیب اورزبان کے درمیان کا منظر

۳۔ ادنی حلق : (حلق کا اوپری حصہ) یہ منہ سے قریب والا حصہ ہے اس سے بالترتیب دو حروف نکلتے ہیں غین اور خاء ۔

غین کی ادائیگی پڑجیب اورزبان کے درمیان کا منظر

خا کی ادائیگی پڑجیب اورزبان کے درمیان کا منظر

مندرجہ بالا چھ حروف کو مخرج کی مناسبت سے حروف حلقی کہا جاتا ہے۔

حلق کے مخرج میں عامزد بڑی غلطیاں:

ا۔مخرج کے متجانس (ایک) ہونے کی وجہ سے ھمزہ کا ھاء سے بدل جانا جیسے ﴿ ءَأَنذَرْتَهُمْ ﴾ سے ھھنذرتھم ۔ یا ﴿ ٱهْدِنَا ﴾ سے ھھدنا ہوجانا.

۲۔ ھاء کا الف سے بدل جانا (رکتے وقت) جیسے ﴿ ٱلْقَارِعَةُ ﴾سے القارعا ہوجانا۔

۳۔ ھا کا حا سے بدل جانا جب دونوں ایک ساتھ آئیں جیسے ﴿ فَسَبِّحْهُ ﴾ سے فسبحح ہوجانا۔

۴۔ ھاء کا حاءسے بدل جانا جب ھاء ہمزہ کے ساتھ آئے جیسے ﴿ ٱهْدِنَا ﴾ سے احدنا ہوجانا۔

۵۔ عین کا ہمزہ سے بدل جانا جیسے ﴿ أَنْعَمْتَ ﴾سے انئمت ہوجانا۔

۶۔ عین کا حاء سے بدل جانا جب دونوں ایک ساتھ آئیں جیسے ﴿ فَٱصْفَحْ عَنْهُمْ ﴾ سے فاصفح حنھم ہوجانا۔

۷۔ عین کا ھاء سے بدل جانا جب دونوں ایک ساتھ آئیں جیسے ﴿ مَعَهُمْ ﴾ سے مھھم ہوجانا۔

۸۔ عین کا غین سے بدل جانا جب دونوں ایک ساتھ آئیں جیسے ﴿ أَفْرِغْ عَلَيْنَا ﴾ سے افرغ غلینا ہوجانا۔

۹۔ غین کا خاء سے بدل جانا جیسے ﴿ فَٱغْسِلُواْ ﴾سے فاخسلوا ہوجانا۔

۱۰۔ خاء کا غین س بدل جانا جیسے ﴿ يَخْشَىٰ ﴾ سے یغشی ہوجانا۔

۱۱۔ غین کا عین سے بدل جانا جیسے ﴿ أَفْرِغْ عَلَيْنَا ﴾سے افرع علینا ہوجانا۔

۱۲۔ غین کا قاف سے بدل جانا (جیسا کہ کچھ لہجوں میں ہے) جیسے ﴿ غَيْرُ ﴾سے قیر ہوجانا۔

۱۳۔حاء کا عین سے بدل جانا جیسے ﴿ حَتَّىٰ ﴾سے عتی ہوجانا۔

یہ حلق کے مخرج کی غلطیوں کے کچھ نمونے ہیں۔ جس کا سبب مخارج کا "متجانس" ہوناہے۔ ایسی غلطیوں سے بچنے کا علاج یہ ہےکہ متجانس حروف کے صفات کو بھیاچھی طرح ادا کرنا چاہیئے۔ کچھ غلطیاں "متقارب"ہونے کی وجہ سے بھی ہوتی ہیں۔ ایسی غلطیوں سے بچنے کےلئے مخرج کو (بنیادی طور پر) اور صفات کو (تابع بنا کر) دونوں کو اچھی طرح ادا کرنا چاہیے۔

تیسرا مخرج : زبان

زبان میں دس مخرج ہیں جن سے اٹھارہ حروف نکلتے ہیں ان کو اجمالی طور پر چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ا۔ اقصی لسان ب۔ وسط لسان ج۔ حافتہ لسان د۔ طرف لسان۔

أ۔ اقصی لسان : زبان کی جڑ جو حلق کی طرف ہے اس میں دو مخرج ہیں۔

ا ۔ اگر زبان کی جڑ کو تالو سے لگاتے ہوئے پڑ جیب کے اوپری حصے سے لگائیں تو قاف نکلتا ہے۔

۲ ۔ اگرزبان کی جڑ کو تالو سے لگاتے ہوئے پڑ جیب کے نچلے حصے سے لگائیں تو کاف نکلتا ہے۔

نوٹ: قاف منہ کی جانب والے حصے سے ادا ہوتا ہے جبکہ کاف حلق کی جانب والے (تھوڑے نچلے حصے) سے ادا ہوتا ہے۔

کاف کی ادائیگی میں زبان کا پچھلا حصہ لگانے کا منظر

قاف ادائیگی میں زبان کا پچھلا حصہ لگانے کا منظر

قاف اور کاف کو حروف لھاتیہ کہتے ہیں کیوں کہ یہ لھات (پڑ جیب) کے قریب سے نکلتے ہیں۔

لھات: یہ ایک ایسا گوشت کا ٹکڑا ہے جو اوپری حلق میں زبان کی جڑ کے قریب لٹکا ہوا ہوتا ہے۔

اقصی السان کے مخرج میں عامزد بڑی غلطیاں:

ا۔ قاف کا کاف سے بدل جانا جیساکہ ﴿ خَلَقَكُمْ ﴾ اور خاص طورپر جب کاف پر پیش ہو ۔

۲۔کاف کا قاف سے بدل جاناجیساکے ﴿ سَلَكَكُمْ ﴾ اور خاص طور پر جب کاف پر پیش ہو ۔

۳۔قاف کا غین سے بدل جانا ﴿ ٱلْقَدْرِ ﴾ ﴿ ٱلْمُسْتَقِيمَ ﴾ (جیسا کہ بعض لہجوں میں ہے)۔

۴۔قاف کا گاف سے بدل جانا ﴿ ٱلْمُسْتَقِيمَ ﴾ (جیسا کہ بعض لہجوں میں ہے)۔

۵۔ کاف کا شین سے بدل جانا ﴿ إِيَّاكَ ﴾ (جیساکہ بعض لہجوں میں ہے)۔

ب ۔ وسط لسان : ''شجرہ'' یعنی زبان کے درمیان کا وہ وسیع ترحصہ جو تالو تک پایا جاتا ہے ۔ اس میں ایک مخرج ہے جس سے تین حروف نکلتے ہیں۔ زبان کا درمیانی حصہ تالو سے لگائیں تو بالترتیب (حلق سے منہ کی جانب) یاء غیر مدیہ، شین اور جیم نکلتے ہیں۔ان کو حروف شجریہ کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ زبان کے پھیلاؤ والے حصے سے نکلتے ہیں۔(جبکہ یاء مدیہ جوف سے نکلتی ہے)۔

یاء کی ادائیگی میں زبان لگانے کا منظر | شین کی ادائیگی میں زبان لگانے کا منظر | جیم کی ادائیگی میں زبان لگانے کا منظر

وسط لسان کے مخرج میں عامزد بڑی غلطیاں:

۱۔جیم کا یاء سے بدل جانا ﴿ اذا جاء ﴾ سے (اذایاء) جیسا کہ بعض لہجوں میں ہے۔

۲۔جیم کا gu سے بدل جانا ﴿ اذا جاء ك ﴾ سے (گاء) جیسا کہ بعض لہجوں میں ہے۔

۳۔جیم کا شین سے بدل جانا ﴿ الحج ﴾ سے (حش)۔

۴۔شین کا جیم سے بدل جانا ﴿ شجرہ ﴾ سے (ججرہ)۔

ان غلطیوں کی تصحیح کے لئے صفات کی اچھی طرح ادائیگی ضروری ہے۔

ج ۔ حافتی السان : زبان کا کوئی ایک جانب(سائیڈ) دایاں یا بایاں یا جانبین کو ایک ساتھ اوپر کے داڑھوں سے ملاتے ہوئے تالو سے اسطرح لگائیں کہ آواز آگے سے پیچھے کی جانب (تقریبا تین چوتھائی سے ڈیڑھ حرکت تک) لگاتار اسطرح آتی رہے کہ پہلے قوی ہو پھر آہستہ آہستہ ہلکی ہوتی جائے۔اسکے طویل مخرج ہونے کی وجہ سے ہی اسکی صفت کا نام استطالت (طوالت چاہنا) رکھا گیا ہے اور اس مخرج سے صرف ایک ہی حرف نکلتا ہے وہ ہے'' ض ''۔

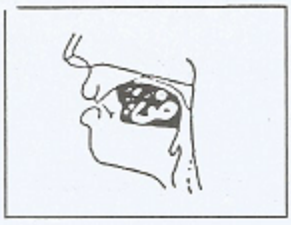

ضاد کی ادائیگی میں زبان اسطرح لگانے کا منظر جس میں
آواز سامنے سے پیچھے کی طرف جائے

ضاد کو بائیں جانب سے ادا کرنا آسان ہے اور عام ہے ۔ اسے دائیں جانب سے کم لوگ ادا کرتے ہیں جو کہ مشکل ہے اور دونوں جانب سے ایک ساتھ ادا ئیگی بہت ہی کم لوگ کرپاتے ہیں اور اس طرح ادائیگی بہت مشکل ہے۔ مگر مروی ہے کہ رسول ﷺ اور حضرت عمرؓ ایک ساتھ دونوں جانب سے ادا فرماتے تھے۔

حافتی لسان (یعنی ض) کے مخرج میں عامزد بڑی غلطیاں:

۱۔ضاد کا ظاء سے بدل جانا خاص طور سے جب دونوں ساتھ آئیں ﴿ أَنقَضَ ظَهْرَكَ ﴾

۲۔ کا طاء سے بدل جانا خاص طور سے جب دونوں ساتھ آئیں ﴿ فَمَنِ اضْطُرَّ ﴾

۳۔ضاد کا تاء سے بدل جانا خاص طور سے جب دونوں ساتھ آئیں ﴿ فَرَضْتُمْ ﴾

۴۔ضاد کا دال سے بدل جانا خاص طور سے جب دو باریک حروف کے درمیان میں ضا آ جائے ﴿ فَضَّلْتُكُمْ ﴾ (فا اور لام کے درمیان ضاد ہے)۔

ان غلطیوں کی اصلاح کے لیئے ضاد کو اپنے مخرج سے اچھی طرح ادا کریں اور ضاد کی صفات کا بھی لحاظ رکھیں۔ ضاد کو اپنے مخرج سے اچھی طرح ادانہ کرنے سے یہ ظا طا تا اوردال سے بدل جاتا ہے۔ چاہے اس کی صفات برقرار ہوں۔

نوٹ: برصغیر میں عام طور پر ضاد کو ظاء یا دال کے طریقہ پر پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

د۔ طرف لسان :(زبان کی نوک) اس میں چھ مخرج ہیں جس سے بارہ حروف ادا ہوتے ہیں ۔

۱۔زبان کی نوک کی ایک سائیڈ اوپر کے دانتوں کی جڑ سے بھی کچھ پہلے والے حصے پر لگائیں جو ضاحک انیاب اور رباعی کے مقابل ہے یہاں سے ایک حرف ادا ہوتا ہے۔ لام ، یہ سب سے وسیع مخرج ہے جانبین (سائیڈس) میں سے کسی جانب (سائیڈ) سے بھی اسکی ادائیگی ممکن ہے لیکن دائیں جانب سے آسان ہے۔

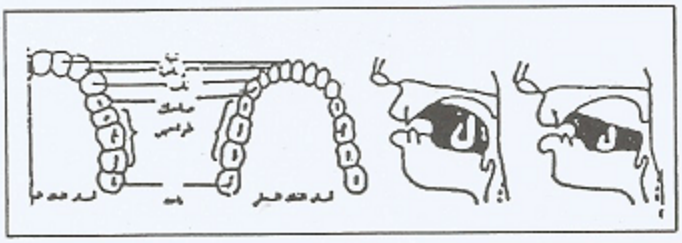

لام مرقق ۔ لام مفخم کی ادائیگی دانتوں کے نام اوران کا منظر
میں زبان لگانے کا منظر

۲۔زبان کی نوک کا اوپری حصہ، اوپر کے دانتوں کی جڑ کے اوپری حصے پر لگائیں تو ایک حرف اداہوتا ہے۔ نون متحرکہ اور مظہرہ۔

(نوٹ:نون مظہرہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اندر غنہ نہ ہو۔ اور متحرک کا مطلب یہ ہے کہ نون ساکن نہ ہو۔کیونکہ اگر ساکن ہوگا تو اس میں کم از کم فطری غنہ ضرور ہو جاتا ہے)۔

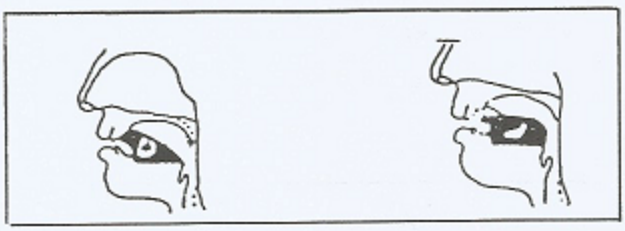

را کی ادائیگی میں جب را مفخم ہوتو زبان کواوپر لگانے کا منظر

نون (مظھرہ) کی ادائیگی کے وقت زبان بلکہ پڑ جیب تک ہلانے کا منظر

۳۔زبان کی نوک کی پشت کا حصہ اوپر کے دانتوں کے اوپری (جڑ) حصے پر لگائیں تو ایک حرف ادا ہوتا ہے۔ یعنی ''را'' ۔

نوٹ: نون اور راء کے مخرج میں فرق یہ ہے کہ را کے مخرج میں زبان کی پشت اوپر لگتی ہے۔ (جبکہ نون کے مخرج میں زبان سیدھی رہتی ہے)۔

زبان کے کنارے کی نسبت سے، نون، لام اور راء کو حروف ذلقیہ کہتے ہیں ، (اور کنارہ سے کچھ بھی پھسل جاتا ہے)۔ زبان کے کنارے سے جلدی سے حروف پھسلنے کی مناسبت سے ذلقیہ کہتے ہیں۔

حروف ذلقیہ کے مخرج میں عامزد بڑی غلطیاں:

ا۔لام کا نون سے بدل جانا۔ اس کی اصلاح کے لئے لام کو اپنے مخرج سے اچھی طرح ادا کیاجائے اور غنہ کو بالکل ادا نہ کریں جیسے ﴿ اَلْحَمْدُ ﴾ کو انحمد پڑھ دیا جائے۔

ب۔ راء کا لام سے بدل جانا۔ اس کی اصلاح کے لئے راء کو اپنے مخرج اچھی طرح سے ادا کریں (جیسے رب کو لب پڑھ دیا جائے)۔

ج۔ نون کا لام سے بدل جانا۔ اس کی اصلاح کے لئے نون کو اپنے مخرج سےاچھی طرح(فطری غنہ کےساتھ) ادا کریں جیسے ﴿أَنْعَمْتَ﴾ کو العمت پڑھ دیا جائے۔

د۔راء کا واو سے بدل جانا۔ اس کی اصلاح کے لئے راء کو اپنے مخرج سے اچھی طرح ادا کریں جیسے ﴿الرحمن﴾کو اوحمن پڑھ دیا جائے۔

۴۔ زبان کی نوک کی پشت کا تھوڑا سا حصہ اوپر کے دانتوں کی جڑ سے لگائیں تو تین حروف نکلتے ہیں۔ طاء ، دال اور تاء۔ان حروف کو حروف نطعیہ کہتے ہیں۔نطعیہ کے معنی ''غار کے دہانے کا اوپری حصہ'' ہیں۔

طاء کی ادائیگی کا منظر　　دال کی ادائیگی کا منظر　　تا کی ادائیگی کا منظر

حروف نطعیہ کے مخرج میں عامزد بڑی غلطیاں:

۔ طاء کا تاسے بدل جانا اور خاص طور پر جب پیش کےساتھ آے جیسے ﴿ وَٱلطُّورِ﴾ کو والتور پڑھ دیاجائے ، یا جب طاءاورتاء دونوں متصل ہوں۔ جیسے ﴿ ٱسْتَطَٰعُوٓاْ ﴾اس کوبرعکس پڑھدیاجائے۔

۔ تا کا طاء سے بدل جانا اور خاص طور پرجب دونوں حرف متصل ہوں یا جب دو موٹے حروف کےدرمیان ت آجائے۔ یا اسکے متصل کوئی موٹا حرف ہو جیسے﴿ ٱسْتَطَٰعُتُم ﴾،﴿ قنطرة ﴾، ﴿ تَصْبِرُواْ ﴾۔

۔تا کا دال سے بدل جانا اورخاص طور پرجب دونوں متصل ہوں۔اورجب دونوں میں''ت'' پہلے آئے۔ جیسے ﴿وَأَعْتَدْنَا ﴾۔

۔دال کاتاءسے بدل جانا۔ جیسے ﴿ ٱسْتَطَٰعُتُم ﴾ کو تین پڑھدیاجائے۔

ان غلطیوں کی وجہ یہ ہے کہ تاء اور دال کا مخرج ایک ہے جسکو ''متجانس'' کہا جاتاہے۔ ان غلطیوں کی اصلاح کے لئے صفات کو اچھی طرح سے ادا کیا جائے۔

۵۔زبان کی نوک کو ثنایا سفلی (نچلے دانت) کے کچھ اوپری حصے سے اسطرح ملائیں کہ ادائیگی کے وقت زبان کی نوک اور دانتوں کے درمیان تھوڑی سی کشادگی برقرار رہے۔

اس مخرج سے تین حروف سین، زاء اور صاد بالترتیب نیچے سے اوپر کی طرف ادا ہوتے ہیں۔ ا ن حروف کو حروف اسلیہ کہتے ہیں۔

صاد ۔ زبان کی نوک کو بہت اچھی طرح زاء کے مخرج سے ذرا سا اوپر کے مسوڑوں سے لگائیں تو صاد ادا ہوتا ہے ۔

زاء ۔ زبان کی نوک کو بہت اچھی طرح سین کے مخرج سے ذرا سا اوپر کے مسوڑوں سے لگائیں تو زاء ادا ہوتا ہے۔

سین ۔زبان کی نوک کو بہت اچھی طرح اوپر کے مسوڑوں سے لگائیں تو سین ادا ہوتاہے۔

ان حروف کو اسلیہ اس لئے کہتے ہیں کہ اسل لسان (زبان کی نوک) سے نکلتے ہیں۔

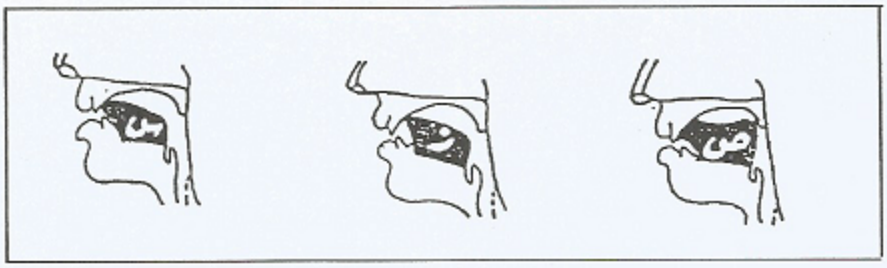

صاد کی ادائیگی کا منظر　　زاء کی ادائیگی کا منظر　　سین کی ادائیگی کا منظر

حروف اسلیہ کے مخرج میں عامزد بڑی غلطیاں:

۔صاد کا زاء سے بدلنا جیسے ﴿یَصْدُرُ﴾ کو یزدر پڑھ دیاجائے اور ﴿تَصدِیة﴾ کو تزدیة پڑھ دیاجائے ۔

۔صاد کا سین سے بدل جانا جیسے ﴿مَخْمَصَةٌ﴾ کو مخمسه پڑھ دیاجائے۔

۔ زاء کا سین سے بدل جانا جیسے ﴿وَالرُّجْزَ﴾ کو والرجس پڑھ دیاجائے۔

۔ سین کا زاء سے بل جانا جیسے ﴿الْمَسْجِدِ﴾ کو المزجد پڑھ دیاجائے ۔

۔سین کا صاد سے بدل جانا جیسے ﴿بَسَطتَ﴾ کو بصطت پڑھ دیاجائے ۔

ان غلطیوں کی اصلاح کے لئے ان حروف کی صفات کو اچھی طرح ادا کرنا چاہیے۔

۶۔زبان کی نوک اور ثنایا علیا (اوپر کے دانت) کا کنارہ، اس سے بالترتیب اوپر سے نیچے کی طرف تین حروف ظاء، ذال اور ثاء نکلتے ہیں۔ ان کو حروف لثویہ کہتے ہیں۔

ظ: زبان کی نوک کی پشت جو تالو کی طرف لگتی ہوئی ہو کو اوپر کے مسوڑوں پر اسطرح دبائیں کہ زبان کی نوک کا کچھ حصہ باہر آجائے، اس طرح تو ظاء ادا ہوگا۔

ذ: زبان کی نوک کی پشت جو تالو کی طرف لگتی ہوئی ہو کو اوپر کے دانتوں کے درمیانی حصے پر اسطرح دبائیں کہ زبان کی نوک تھوڑی سی باہر آجائے اس طرح ذال ادا ہوگا۔

ث: زبان کی نوک کی پشت جو تالو کی طرف لگتی ہوئی ہو کو اوپر کے دانتوں کے کنارے پر اسطرح دبائیں کہ زبان کی نوک تھوڑی سی باہر آجائے اس طرح ثاء ادا ہوگا۔

نوٹ: یہ ضروری ہے کہ ان حروف کی ادائیگی کے وقت زبان کی نوک کو ہلکا سا باہر نکالا جائے۔ ان کا نام لثویہ اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ لثہ کے معنی مسوڑہ کے ہیں اور یہ حروف مسوڑھوں سے ادا ہوتے ہیں۔

مخرج ظاء　　مخرج ذال　　مخرج ثاء

حروف لثویہ کے مخرج میں عامزد بڑی غلطیاں:

۱۔ظاء کا ضاد سے بدل جانا جیسے ﴿ أَظْلَمُ ﴾ کو اضلم پڑھ دیاجائے (کچھ لہجوں میں)۔

۲۔ ظاء کا ذال سے بدل جانا جیسے ﴿ ٱلظُّلُمَٰتِ ﴾ کو الذلمات پڑھ دیاجائے۔

۳۔ظاء کا مفخم زاء سے بدل جانا جیسے ﴿ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴾ کو الزالمین پڑھ دیاجائے۔

۴۔ذال کا زاء سے بدل جانا جیسے﴿ ٱلَّذِينَ ﴾ کو الزین پڑھ دیاجائے۔

۵۔ذال کا ثاء سے بدل جانا جیسے﴿ وَذَكَرُواْ ﴾ کو واثکروآ پڑھ دیاجائے۔

۶۔ذال کا ظاء سے بدل جانا جیسے ﴿ فَذُوقُواْ ﴾ کو فظوقوا پڑھ دیاجائے۔

۷۔ثاء کا سین سے بدل جانا جیسے ﴿ ثَيِّبَٰتٍ ﴾ کو سیبات پڑھ دیاجائے۔

متقارب مخرج کی غلطیوں سے بچنے کے لئے حروف کو مخرج سے اچھی طرح ادا کیا جائے اور متجانس مخرج کی غلطیوں سے بچنے کے لئے صفات کو اچھی طرح ادا کیا جائے۔

چوتھا مخرج :دونوں ہونٹ

اس میں دو مخرج ہیں۔

ا۔ اوپر کے دانتوں کا کنارہ جب نچلے ہونٹ کے اندرونی حصہ سے لگادیا جائے تو اس سے ایک حرف ''ف'' نکلتا ہے ۔

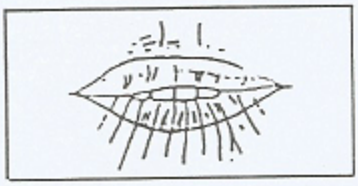

فاء کی ادائیگی میں دونوں ہونٹوں کا منظر

۲۔ دونوں ہونٹوں کے اندرونی حصوں کو ایک ساتھ قوت سے دبایا جائے تو تین حروف نکلتے ہیں باء ، میم اور واؤ۔

۔دونوں ہونٹوں کے اندرونی (منہ کے طرف والے) حصہ کو دبایا جائے تو باء ادا ہوتا ہے۔

۔دونوں ہونٹوں کے درمیانی حصہ کو دبایا جائے تو میم ادا ہوتا ہے۔

باء کی ادائیگی میں ہونٹوں کا منظر میم کی ادائیگی میں ہونٹوں کا منظر

ہونٹوں کو اسطرح گول بنایا جائے کہ ان کے درمیان میں کشادگی باقی رہے تو واؤ غیرمدیہ (پیش اور سکون والا) ادا ہوتا ہے۔ زبر یا زیر والے واؤ کی ادائیگی میں ہونٹ تھوڑے کھلے رہتے ہیں۔

نوٹ: اصطلاح میں ہونٹ کے اندرونی حصہ کو بحری حصہ یا تری والا حصہ کہاجاتا ہے۔ اس کے برخلاف ہونٹوں کے باہری حصہ کو بری یا خشکی والا حصہ کہاجاتا ہے۔

واوَ (غیرمدیہ) پیش والی یا ساکن کی ادائیگی کے وقت ہونٹوں کا منظر

واوَ (غیر مدیہ) زبر والی کی ادائیگی کے منظر وقت ہونٹوں کا منظر

ان حروف کو حروف شفویہ یا شفھیہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ہونٹوں سے ادا ہوتے ہیں۔

حروف شفویہ کے مخرج میں عامزد بڑی غلطیاں:

۱۔ واوَ کا ف سے بدل جانا ﴿ وَالَّذِينَ ﴾ سے فالذین ہوجانا۔

۲۔ فا کا واو سے بدل جانا ﴿ فَإِذَا ﴾ سے واذا ہوجانا۔

۳۔ باء کا پ سے بدل جانا جو فارسی زبان کا لفظ ہے (جیسے رَبّ کو رپ پڑھ دینا)۔

۴۔ میم کا واوَ سے بدل جانا جبکہ میم ساکن ہو اور اسکے بعد واوَ آئے جیسے ﴿قُلُوبِهِم وَعَلَىٰ﴾ میں (میم کو واوَ میں ملا کر غنہ کرتے ہوئے واوَ پڑھ دینا)۔

نوٹ: پہلے تین غلطیوں کی اصلاح میں مخارج کی تحقیق (اچھی طرح ادائیگی) ہوگی اور چوتھے میں صفات کی اچھی طرح ادائیگی ہوگی۔

پانچواں مخرج : خیشوم (ناک کا بانسہ)

خیشوم، منہ اور ناک کے بیچ کے کھلے حصہ کو کہتے ہیں۔

خیشوم ایسے نون کا مخرج ہے جو تشدید والا ہو، یا ادغام ناقص والا ہو، یا اخفا حقیقی والا ہو۔ اسی طرح

خیشوم ایسے میم کا مخرج بھی ہے جو تشدید والا،ادغام والا یا اخفا شفوی والا ہو، ان سب میں غنہ ہوتا ہے۔

غنہ کی ادائیگی کا منظر

نون غیر مشدد ، غیر ادغام اور غیر اخفاء زبان کی نوک سے نکلتا ہے (یہ خیشوم سے نہیں نکلتا)۔
میم غیرمشدد ، غیر ادغام اور غیر اخفاء ہونٹوں کے درمیان سے نکلتا ہے(یہ خیشوم سے نہیں نکلتا)۔

خیشوم کے مخرج میں غلطیاں:

جہاں غنہ کرنا ہے وہاں غنہ نہیں کرنا ۔
جہاں غنہ نہیں کرنا ہے وہاں غنہ کرنا۔

حروف کے القاب

۱۔حروف جوفیه : یہ تین حروف مدیہ ہیں۔ الف ، واؤ اور یاء مدیہ۔ مثلا (نوحیها)۔اس میں تینوں حروف مدیہ جمع ہوگئے۔ ان کو حروف ھوائیہ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ قاری کی آواز ہوا میں جہاں تک چاہے طویل ہوسکتی ہے۔ اسکو حروف علت بھی کہتے ہیں، اس لئے کہ ان کے رسم الخط میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔

۲۔حروف حلقیه : یہ همزه ، هاء ، عین ، حاء ، غین اور خاء ہیں ان کو حلقیہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا مخرج حلق ہے۔

۳۔حروف لهویه : یہ قاف اور کاف ہیں۔لھات (پڑجیب) کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے

لھویہ کہلاتے ہیں۔ اور لھات گوشت کا ایک ایسا ٹکڑا ہے جو اوپری حلق میں زبان کی جڑ کے قریب لٹکا ہوا ہوتا ہے۔

۴۔**حروف شجریہ** : یہ یاء غیر مدیہ ، شین اور جیم ہیں۔ زبان کے وسیع حصہ سے منسوب ہونے کی وجہہ سے شجریہ کہلاتے ہیں۔

۵۔**حروف ذلقیہ** : یہ لام ، نون اور راء ہیں ۔ زبان کے کنارے سے جلدی سے پھسلنے کی مناسبت سے ذلقیہ کہتے ہیں۔

۶۔**حروف نطعیہ** : یہ طاء ، دال اور تاء ہیں۔ اوپری تالو، غار کے دہانے کی طرح ہے اسی اندرونی حصہ نہ کہ باہر نکلنے والا حصہ کی مناسبت سےانکو نطعیہ کہتے ہیں۔

۷۔**حروف اسلیہ** : یہ صاد ، زاء اور سین ہیں۔ زبان کے کنارے کی مناسبت سے اسلیہ کہتے ہیں۔ اسل کے معنی کنارے کے آتے ہیں۔

۸۔**حروف لثویہ** : یہ ظاء ، ذال اور ثاء ہیں۔ مسوڑوں کے قریب ہونے کی مناسبت سے انہیں لثویہ کہا جاتا ہے ، نہ کہ مسوڑوں سے نکلنے کی وجہ سے۔

۹۔**حروف شفویہ یا شفھیہ** : یہ فاء، باء ، میم اور واؤ غیرمدیہ ہیں۔ ہونٹوں سے ادائیگی کی مناسبت سے انہیں شفویہ کہا جاتا ہے۔(کیونکہ ہونٹوں کو عربی میں شفتین کہتے ہیں)۔

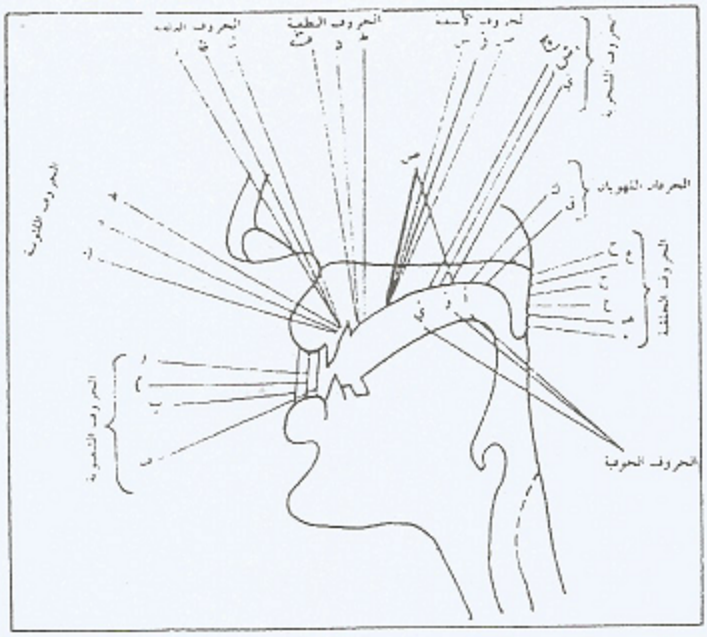
الحروف الشفوية
الحروف الأسنانية
الحروف الحنكية
الحروف الطبقية
الحروف اللهوية
الحروف الحلقية
الحروف الحنجرية

دوسری فصل
فرعی حروف کے مخارج

فرعی حروف وہ ہیں جو دو مخرجوں کے درمیان یا دو حرفوں کے درمیان یا دو صفتوں کے درمیان سے نکلتے ہیں۔ اور یہ آٹھ ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ھمزہ مسہلہ ۲۔الف ممالہ ۳۔الف مجاور ۴۔لام مغلظہ ۵۔نون مخفات (اخفاء والا)

۶۔میم مخفات (اخفاء والا) ۷۔ایسا نون ساکن جو ''ی'' میں ملا ہوا ہو ۸۔ ایسا نون ساکن جو ''واؤ'' میں ملا ہوا ہو۔

ا۔ همزه مسهله: یہ ھمزہ محققہ(اصلی) اور الف کے درمیان سے ادا ہوتا ہے۔ ''ھمزہ مسہل'' قران میں صرف ایک ہی جگہ پایا جاتا ہے۔ جسکی مثال ءَاَعْجَمِیٌّ وَعَرَبِیٌّ (فصلت۴۴) ہے۔ اس کا مخرج اقصی حلق اور جوف کے درمیان ہے۔

اور وہ کلمات جو مندرجہ ذیل ہیں ان میں بھی ھمزہ مسہلہ ہوسکتا ہے جبکہ اسکو دوسرے طریقہ سے بھی پڑھا جائے ۔

ا۔ ﴿ ءَآلذَّكَرَيْنِ ﴾ (سورۃ انعام) ۲۔ ﴿ ءَآللَّهُ ﴾(یونس ۵۹،نمل ۵۹)

۳۔ ﴿ ءَآلْـَٰٔنَ ﴾ (یونس ۵۱ اور ۵۹)۔

اس کا بیان ھمزہ وصل اور ھمزہ قطع کے ملانے کے باب میں آ چکا ہے (ان تینوں کلمات میں مدِلازم پڑھنا زیادہ بہتر ہے) ۔ ان کلمات میں ھمزۃ مسہلہ بنا کر پڑھنا اولیٰ نہیں ہے۔

نوٹ:برصغیر میں یاء مجہولہ یعنی ہمزہ کے بعدپڑی یاء لگاکر بآسانی پڑھ لیتے ہیں گویا''اے عجمی''پڑھاجائے۔

همزه مسهله میں عامزد غلطیاں:

ا۔ ھمزہ مسہلہ کا ھمزہ محققہ(حلقیہ) سے بدل جانا اور اس طرح پڑھنا۔ جیسے (ا اعجمی)

۲۔ھمزہ مسہلہ کا ھا سے بدل جانا۔ جیسے (ا ھعجمی)

۳۔ ھمزہ مسہلہ کا مد سے بدل جانا۔ جیسے (ءآعجمی)
ھمزہ مسہلہ کواچھی طرح اداکرنے کےلئے اذان کی آواز سے مطابقت کی جاسکتی ہے۔ اور اس کی مشق کسی ماہر استاد کے بغیر نہیں ہوسکتی ہے۔

۲۔الف ممالہ : الف ممالہ ایک ایسا الف ہے جو کہ الف اور یاء مدیہ کے درمیان سے ادا ہوتا ہے اور یہ یاء کےمخرج سے قریب ہے۔ اس کا مخرج جوف ہے اس لئے کہ الف اور یاء دونوں ہی جوف سے ادا ہوتے ہیں۔یہ پورے قرآن میں صرف ایک ہی کلمہ ہے ﴿مَجْرٖيهَا﴾(سورہ ھود ۴۱) ۔
الف ممالہ کی ادائیگی میں غلطی : عام طور پر راء کو مفخم کردیا جاتا ہے۔

نوٹ: مجریھا کی راء کو یائے مجہولہ کے ساتھ ملا کر اس طرح پڑھا جائے '' مجرےھا'' ۔

۳۔ الف مجاور : (حرف مفخم کے بعد آنے والا الف): اس کا مخرج جوف اور دونوں ہونٹوں کی گولائی ہے (جس طرح سے واؤ ادا ہوتا ہے) یہ بھی موٹا ہونے کی وجہ سے واؤ کے قریب قریب مخرج سے ادا ہوتاہے۔ جیسے﴿ ٱلطَّآمَّةُ ﴾ ﴿ ٱلضَّآلِّينَ ﴾ ﴿ٱلْقَارِعَةُ ﴾
الف مجاور کی ادائیگی میں غلطی : عام طور پر الف موٹے حرف کے ساتھ باریک کردیا جاتا ہے ۔ یا اس کے برعکس کردیا جاتاہے۔

۴۔ لام مغلظہ : اس کا مخرج زبان کا کنارہ اور اسکا نچلا حصہ ہے۔یہ استفال اور استعلاء کی صفتوں کے درمیان سے ادا ہوتاہے۔ یہ صرف لام جلالہ (اللہ) میں ہوتاہے جبکہ اس سے پہلے زبر یا پیش ہو مثال:﴿عَبْدُ ٱللَّهِ ﴾ ﴿قَالَ ٱللَّهُ ﴾
لام مغلظہ کی ادائیگی میں غلطی: عام طور پر لام کو باریک کر دیتے ہیں۔

۵۔ نون مخفات (اخفا والا نون): یہ اظہار اور ادغام کی درمیانی حالت سے ادا ہوتاہے۔

یہ ایسا نون ہے جس کی آواز اس حرف اخفاء کے مخرج کے قریب سے نکلتی ہے جو حرف اخفاءاس نون کے بعد آتاہے اور یہ نون خیشوم سے اس طرح نکلتا ہے کہ اس حرف اخفاء کے پاس سےہوکر گذرتا ہے اسلئے حرف اخفاء اور نون کی درمیانی حالت اس کا مخرج ہوا۔ جیسے ﴿ مِن قَبۡلُ ﴾ ﴿ ٱلۡإِنسَٰنُ ﴾ ﴿ مَّن ذَا ٱلَّذِى ﴾

نون مخفات کی ادائی میں غلطی : غنہ کے بجائے اظہار کردینا۔

نوٹ: اس کی اردو میں مثال اس طرح دی جاسکتی ہےکہ جیسے ''پنکھا'' میں نون کی آواز۔ اس کو نون غنہ بھی کہتے ہیں۔

۶۔ **میم مخفات** (اخفا والا میم): یہ اظہار اور ادغام کے درمیانی حالت سے ادا ہوتاہے۔ یہ ایک ایسا میم ہے جو حرف باء کی آواز کے قریب ہے ۔ اور یہ خیشوم اور حرف باء کے مخرج کی قربت کے ساتھ ادا ہوتا ہے گویا یہ میم اور باء کے درمیان کا مخرج ہے۔جیسے﴿ مَا لَهُم بِهِۦ ﴾

میم مخفات کی ادائیگی میں غلطی : غنہ کے بجائے اظہار کردیتے ہیں۔

۷۔**نون ساکن یاءمیں ادغام والا :** اس کا مخرج خیشوم اور وسط زبان ہے یہ نون ساکن،نون اور یاءغیر مدیہ کے درمیان سے ادا ہوتا ہے ۔ جیسے ﴿ فَمَن يَعۡمَلۡ ﴾

غلطی :ادغام کرتے وقت پورا غنہ نہیں ہوتا۔

۸۔**نون ساکن واو میں ادغام والا :** اس کا مخرج خیشوم اور دونوں ہونٹ ہیں۔یہ نون ساکن، نون اور واؤ غیر مدیہ کےدرمیان سے ادا ہوتا ہے۔جیسے﴿ مِن وَاقٍ ﴾

غلطی : ادغام کرتے وقت پورا غنہ نہیں ہوتا۔

پانچواں باب
حروف کی صفات

فہرست

ا۔ مقدمہ

فصل اول : صفات اصلیہ

ا۔ وہ صفات جن کی ضد ہو

۲،۱ ۔ جہر ، ہمس اور ان کی غلطیاں

۴،۳ شدہ ، متوسطہ، رخوہ اور ان کی غلطیاں

۶،۵ استعلا ، استفال اور ان کی غلطیاں

۸،۷ اطباق، انفتاح اور ان کی غلطیاں

۹، ۱۰ اصمات ، اذلاق اور ان کی غلطیاں

ب۔وہ صفات جن کی ضد نہ ہو

ا۔ صفیر ۲۔ قلقلہ

۳۔ لین ۴۔ انحراف

۵۔ تکریر ۶۔ تفشی

۷۔ استطالہ

فصل دوم : صفات اور حروف کی قسمیں قوت اور ضعف کے اعتبار سے۔

ا۔ صفات قوی

۲۔صفات ضعیف

ا۔ حروف قویہ

۲۔حروف ضعیفہ

۳۔حروف متوسطہ

فصل سوم : ہرحرف کی صفات کے استخراج کا طریقہ

مقدمہ

صفت کے لغوی معنی : کسی کےاندرکسی چیز(حسی چیز جیسے ''سفیدی''، معنوی چیز'' علم'') کا ہونا ۔

صفت کے اصطلاحی معنی:

ا۔حرف کی ادائیگی اس انداز سے ہو کہ تمام حروف سے اسکا امتیاز ہو جائے خاص طور پر جبکہ ایک ہی مخرج کے حروف ہو۔

صفت کی دوسری تعریف:

۲۔ایسی چیز جو اس کی ذات سے خارج ہو لیکن اس سے چمٹی ہوئی ہو۔

صفات جاننے کے فائدے:

ا۔ وہ حروف جنکا مخرج مشترک ہے ان کی ادائیگی کے وقت ان حروف الگ الگ پہچان لیا جائے کہ یہ تاء ہے یا طاء ہے۔ ذال ہے یا ظاء ۔ حالانکہ ان کے مخرج ایک ہیں۔

۲۔وہ حروف جن کے مخرج مختلف ہیں ان میں صفت کی ادائیگی کی وجہ سے حروف خوبصورت بن جاتے ہیں۔

۳۔ صفت کےذریعہ حرف کی قوت اور ضعف معلوم ہوتی ہے۔

صفات کی دو قسمیں ہیں۔

صفات لازمہ (اصلیہ) یہ ہر حرف میں لازمی طور پر پائی جاتی ہے جو کسی حال میں بھی الگ نہیں ہوتی جیسے '' جھر ، ھمس ، شدہ ، رخوہ ، استعلاء ، اطباق ، استفال ، انفتاح ، اذلاق ، اصمات ، تفشی ، استطالہ ، لین ، قلقلہ ، صفیر ، تکریر اور انحراف '' ۔

صفات عارضہ : یہ صفات عارضی طور پر حالات کےلحاظ سے کبھی پائی جاتی ہیں اور کبھی نہیں پائی جاتی ہیں۔ جیسے کسی حرف کو مرقق یا مفخم پڑھنا یا کسی حرف پرادغام، اخفاء ، اقلاب، اظہار ، مد، قصر اور غنہ وغیرہ کرنا۔

پہلی فصل
صفات اصلیہ

صفات اصلیہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ وہ صفات جن کی ضد ہو ۔ یہ دس ہیں پانچ اور اس کی مقابل (ضد) پانچ جملہ دس ہیں۔ ہر حرف تہجی میں دو مقابل صفات میں سے کوئی ایک صفت ضرور (لازمی) پائی جاتی ہے۔

۲۔ وہ صفات جن کی ضد نہ ہو ۔ یہ سات ہیں۔

اول: وہ صفات جن کی ضد ہو:

۱۔ ہمس :

لغوی معنی: ہلکا ہونا۔پست ہونا۔

اصطلاحی معنی: حرف کی ادائیگی کے وقت آواز مخرج میں اتنے ضعف سے ٹھہرے کہ سانس جاری رہے یہ صفت دس حروف میں پائی جاتی ہے فا ، حا، ثا، ھا، شین، خا، صاد ، سین ، کاف اور تا ہیں جس کا مجموعہ (فحثہ شخص سکت) ہے۔

خلیج عرب میں فطری ھمس پایا جاتا ہے مگر کاف اور تاء میں نہیں ہوتا چناچہ بلاد عرب میں اس فطری ھمس کی وضاحت نہیں ہوتی۔ لہذا یہاں مشق کی ضرورت ہے۔ شروع شروع میں انسان کو مشق کرنے میں دقت ہوتی ہے مگر بتدریج اس کی طبیعت مائل ہو جاتی ہے۔

ہمس متحرک اور ساکن حروف میں پائی جاتی ہے لیکن اس کا اظہار صرف ساکن میں ہوتا ہے۔ جیسے (رَبِحَت) (مَلِک) (النَّاس) (خَوف) (مَحِیص) (مُختَلِفُون) (اِشتَرَوا) (مَالِیَه) (اِثنَین) اور (جَنَاح)

صفت ہمس وسط کلمہ اور آخر کلمہ میں ہوتی ہے۔ سکون اصلی اور سکون عارضی میں پائی جاتی ہے۔

همس صغیر : یہ وسط کلمہ اور آخر کلمہ میں وصلا آتی ہے ۔
همس کبیر : یہ آخر کلمہ میں وقف کی حالت میں آتی ہے۔

۲۔ جهر:

یہ صفت ہمس کی ضد ہے۔

لغوی معنی: اعلان یا اظہار ۔

اصطلاحی معنی: حرف کی ادائیگی کے وقت آواز مخرج میں ایسی قوت سے ٹھہرے کہ سانس جاری نہ رہے۔

حرف ہمس (جو کہ دس ہیں) کے علاوہ جن باقی حروف تہجی میں یہ صفت پائی جاتی ہے یہ ۱۹ حروف ہیں ان کا مجموعہ (عظم وزن قارىء ذى غض طلب جد) ہے۔

ان کی چند مثالیں یہ ہیں (مریج) میں جیم ، (الموعود) میں واو، (اقرا) میں ہمزہ ، (تعلمون) میں عین اور نون میں جہر ہوگا۔

صفت جہر وسط کلمہ اور آخر کلمہ میں آتی ہے اور وصلا اور وقفا آتی ہے یہ سکون اور متحرک دونوں میں پائی جاتی ہے لیکن سکون میں قوی ہوتی ہے۔

بڑی غلطیاں جو عام طور پر صفت همس اور جهر اچھی طرح ادا نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

۱۔ اگر حا کو صفت همس اور رخوہ سے ادا نہ کیا جائے تو حا، عین میں بدل جائے گی اور اسی طریقہ سے اگر حا میں البجہ (کی غلطی) نہ ہو تو عین ہوجائے گی۔

۲ ۔اگر ھا کو صفت همس سے ادا نہ کیا جائے تو ھا ، الف میں بدل جائے گی۔

۳۔اگر خاء کو صفت همس سے ادا نہ کیا جائے تو خا، غین میں بدل جائے گی۔

۴۔ اگر صاد کو صفت همس اور اطباق سے ادا نہ کیا جائے تو صاد، زاء میں بدل جائے گا۔

۵۔ اگر سین کو صفت همس سے ادا نہ کیا جائے تو سین، زاء میں بدل جائے گا۔

۶۔اگر تاء کو صفت ھمس سے ادا نہ کیا جائے تو تاء ، دال میں بدل جائے گی۔
۷۔فاء ، وا سے بدل جائے گی۔
۸۔کاف ، گاف سے بدل جائے گی۔
۹۔اگر شین کو صفت ہمس سے ادا نہ کیا جائے تو شین، جیم سے بدل جائے گا۔
۱۰۔اگر ثاء کو صفت ہمس سے ادا نہ کیا جائے تو ثاء ۔ ذال میں بدل جائے گی۔

اس کا عکس (الٹا)
۱۔ عین میں جھر اور توسط نہ ہو تو حا ہوجائے گی۔
۲۔ الف میں جھر نہ ہو تو ھا ہو جائے گا۔
۳۔ غین میں جھر نہ ہو تو خا ہوجائے گی۔
۴۔ زاء میں جھر استفال اور انفتاح نہ ہو تو صاد ہوجائے گی۔
۵۔ زاء میں جھر نہ ہو تو سین ہو جائے گا۔
۶۔ دال میں جھر نہ ہو تو تا ہو جائے گا۔
۷۔ جیم میں جھر اور شدہ نہ ہو تو شین ہوجائے گا۔
۸۔ ذال میں جھر نہ ہو تو ثا ہوجائے گا۔

اگر حرف کامل ادا نہ ہو تو لحن خفی ہوگا۔

چھوٹی غلطیاں جو صفت ھمس میں عامزد ھیں۔

تاء، کاف اور ھاء کو جھر سے پڑھنا ، جیسے ان کلمات میں: (فَتَرَۃ) (فاکتُب) (یَستَھزِی ء) وغیرہ۔

چھوٹی غلطیاں جو صفت جھر میں عامزد ھیں۔

قاف، ضاد ، لام ، راء ، جیم ، طا ، دال اور با کو ھمس سے پڑھنا۔

جیسےان کلمات میں:(حَرِیق) (اِضرِب) (القَتل) (المَصِیر) (مَرِیج) (مُحِیط) (یُرِید)(قَرِیب)

۳۔ شدہ اور توسط:

۱۔شدہ

لغوی معنی: قوت

اصطلاحی معنی: حرف کی ادائیگی کے وقت آواز مخرج میں ایسی قوت سے ٹھہرے کہ آواز ہی بند ہوجائے(چاہے سانس جاری رہے یا نہ رہے)۔

اس کے ۸ حروف ہیں ہمزہ ، جیم ، دال ، قاء ، طاء ، باء ، کاف اور تاء ۔ ان کا مجموعہ (اجد قط بکت) ہے۔

آواز کی روانی کے رک جانے کا تجربہ کرنا ہو تو ان آٹھ حروف میں سے کسی حرف کو ساکن کرکے اور اس سے پہلے ہمزہ لگا کر پڑھ کر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ تجربہ شرط ہے۔جیسے اَج، اَد ، اَق ، اَط، اَک ، اَت ، اَب ۔

صفت شدہ وسط کلمہ اور آخر کلمہ میں آتی ہے وصلا اور وقفا آتی ہے۔ یہ سکون اور متحرک دونوں میں پائی جاتی ہے۔ لیکن سکون میں قوی ہوتی ہے۔

۲۔توسط:

لغوی معنی: اعتدال۔

اصطلاحی معنی: حرف کی ادائیگی کے وقت اپنے مخرج کے معتدل ہونے کی وجہ سے آواز کبھی بند ہو اور کبھی جاری رہے ۔

اس کے پانچ حروف ہیں۔ یہ لام ، نون، عین ، میم اور راء ہیں۔ ان کا مجموعہ (لن عمر) ہے۔

اگر توسط رخوت اور توسط شدت کے درمیان کافرق ملاحظہ کرنا ہو توان پانچ حروف (لن عمر) میں سے کسی ایک کو ساکن کرکے شروع میں ہمزہ لگا کر پڑھیں جیسے ال ۔ ان۔ ام ۔ار۔اع۔

صفت توسط، وسط کلمہ اور آخر کلمہ آتی ہے وصلا اور وقفا آتی ہے یہ سکون اور متحرک دونوں میں پائی جاتی ہے لیکن سکون میں قوی ہوتی ہے۔

۴۔ رخوہ:

یہ صفت شدہ اور توسط کی ضد ہے۔

لغوی معنی: نرمی۔

اصطلاحی معنی: حرف کی ادائیگی کے وقت آواز مخرج میں اتنی نرمی سے ٹھہرے کہ آواز بند نہ ہو حرف شدہ اور توسط کے علاوہ باقی سب حروف تہجی میں یہ صفت پائی جاتی ہے یہ ۱۶ حروف ہیں۔ الف، ثاء ، حاء، خاء ، ذال ، زا ، سین، شین ، صاد ، ضاد ، ظاء ، غین، فاء، ھاء، واو اور یاء ۔

آواز جاری ہونے کا تجربہ کرنا ہو تو شروع میں ھمزہ لگا کر ان ۱۶ حروف میں سے کسی کو ساکن کر کے پڑھیں ۔

صفت رخوہ وسط کلمہ اور آخر کلمہ میں آتی ہے وصلا اور وقفا آتی ہے یہ سکون اور متحرک دونوں میں پائی جاتی ہے لیکن صرف ساکن میں ظاہر ہوتی ہے۔

بڑی غلطیاں جو شدہ رخوہ اور توسط کو اچھی طرح ادا نہ کرنے سے ہوتی ہیں۔

۱۔ تاء ۔سین میں بدل جائے گی اگر تاء کو صفت شدہ سے ادا نہ کیا جائے۔

۲۔قاف ۔غین میں بدل جائے گا اگر قاف کو صفت شدہ سے ادا نہ کیا جائے۔

۳۔غین ۔قاف میں بدل جائے گا اگر غین کو صفت رخوہ سے ادا نہ کیا جائے۔

۴۔جیم۔شین میں بدل جائے گا اگر جیم کو صفت رخوہ سے ادا نہ کیا جائے۔

۵۔شین ۔جیم میں بدل جائے گا اگر شین کو صفت رخوہ اور ہمس سے ادا نہ کیا جائے۔

اگر حروف کامل ادا نہ ہو تو لحن خفی ہوگا۔

چھوٹی غلطیاں جو شدہ رخوہ اور توسط کو اچھی طرح ادا نہ کرنے سے ہوتی ہیں۔

۱۔ تا، کاف، جیم اور دال مشدد کو وضاحت سے نہ پڑھا جائے جیسے﴿ انشقت ﴾ ﴿ یدرککم﴾ ﴿ الحجة ﴾ ﴿ شدید ﴾۔

۲۔ لام، نون، راء ، میم اور عین میں صفت توسط کو اچھی طرح سے نہ پڑھا جائے جیسے ﴿ وجعلنا ﴾ ﴿ انعمت ﴾ ﴿ الرحیم ﴾ ﴿ وامطرنا ﴾ ۔

۳۔ضاد، غین، واو، یاء اور ھاء میں صفت رخوہ کا خیال نہ رکھیں جیسے ﴿ فضلنا ﴾ ﴿ المغضوب ﴾ ﴿ السوء ﴾ ﴿ وایاکم ﴾ ﴿ واستغفرہ ﴾۔

حروف رخوہ میں رخوہ کا مبالغہ کرنا اور تمطیط کر جانا لحن خفی کہلاتا ہے۔ خاص طور پر ان چار حروف لام، نون، یاء اور واؤ میں جیسے ﴿ الیل ﴾ ﴿ منھم ﴾ ﴿ رشدا ﴾ ﴿ وایاکم ﴾ ﴿ توابا ﴾

صفت ھمس اور رخوہ کا فرق

ھمس: حرف کی ادائیگی کے وقت سانس جاری رہتی ہے (سانس ایک ایسی ہوا ہے جو پھیپڑوں سے خودبخود باہر آتی ہے)۔

رخوہ : حرف کی ادائیگی کے وقت آواز جاری رہتی ہے(آواز کی تعریف: دو مادوں کے تصادم سے لہر بن کر جو چیز بالارادہ باہر آئے اور سنی جائے یا لہروں کے دوش پر ساکن ہوا سے ٹکرا کر جو چیز پیدا ہو اس کو آواز کہتے ہیں) ۔

ھمس کے تمام حروف رخوہ میں پائے جاتے ہیں بجز کاف اور تا کے۔ کاف اور تا میں ادائیگی کے وقت ھمس کی طرح سانس جاری رہتی ہے لیکن ''شدۃ'' کے حروف ہونے کی وجہ سے آواز جاری نہیں رہتی۔ باقی حروف میں ھمس اور رخوہ دونوں صفتوں کے جمع ہونے کی وجہ سے آواز اور سانس دونوں جاری رہتیں ہیں۔

۵۔ استعلاء :

لغوی معنی : ارتفاع ۔ اونچائی ۔ اوپر۔

اصطلاحی معنی: حرف کی ادائیگی کے وقت زبان کی جڑ اوپر تالو کی طرف اس طرح اٹھ جائے کہ آواز بلند ہوجائے ۔ چونکہ آواز بلند ہوتی ہےاس لئےاس کا نام مستعلیہ رکھا گیا ہے۔ اس کے ۷ حروف ہیں خا، صاد، ضاد، غین ، طا ، قاف اور ظا۔ ان کا مجموعہ (خص ضغط قظ) ہے۔

جیسے (الخائنین) (الضالین) (فاصبر) لہذا خاء، ضاد، اور صاد وغیرہ کی ادائیگی کے وقت زبان کی جڑ تالو کی طرف اٹھ جاتی ہے۔

صفت استعلاء وسط کلمہ اور آخر کلمہ میں آتی ہے وصلا اور وقفا آتی ہے یہ سکون اور متحرک دونوں میں پائی جاتی ہے۔

صفت استعلاء میں تفخیم کے پانچ درجات ہیں جن کا بیان انشااللہ تفخیم اور ترقیق کے سبق میں آئے گا۔

۶۔ استفال :

یہ صفت استعلاء کی ضد ہے۔

لغوی معنی : پست ، نیچے۔

اصطلاحی معنی: حرف کی ادائیگی کے وقت زبان کی جڑ تالو کی طرف نہیں اٹھتی (یعنی زبان کی جڑ نیچے پڑی رہنے کی وجہ سے آواز منہ کے دہانے کی طرف پست ہوتی چلی جاتی ہے اسی وجہ سے ان کا نام ''استفال'' پستی والے حروف رکھ دیا ہے) اور یہ صفت حروف استعلاء کے علاوہ باقی ۲۲ حروف تہجی میں پائی جاتی ہے ۔ ان کا مجموعہ (ثبت عز من یجود حرفه سل اذ شکا) جیسے ﴿ الحاقة ﴾ ﴿ والسآئلین ﴾ ﴿ الناس ﴾۔

چنانچہ حاء، سین، نون وغیرہ کی ادائیگی کے وقت زبان کی جڑ (تالو کی طرف نہیں اٹھتی) منہ کے دہانے کی طرف پست ہوتی چلی جاتی ہے۔

صفت استفال وسط کلمہ اور آخر کلمہ آتی ہے وصلا اور وقفا آتی ہے یہ سکون اور متحرک دونوں میں پائی جاتی ہے۔

۷۔ اطباق :

لغوی معنی : چپک جانا ۔

اصطلاحی معنی : حرف کی ادائیگی کے وقت زبا ن کا کوئی حصہ (مگر نوک نہیں) اوپر تالو سے چپک جائے اور آواز تالو اورزبان کےحصہ میں ہی منحصر (محصور) ہوجائے۔

اس کے ۴ حروف ہیں صاد ، ضاد ، طا اور ظا۔

طاء اطباق میں اقویٰ ہے اور ظا اضعف ہے جبکہ صاد اور ضاد متوسط ہیں۔

جیسے ﴿ الضبرین ﴾ ﴿ اضرب ﴾ ﴿ الطآمة ﴾ ﴿ الظلمین ﴾ ۔

مندرجہ بالا مثالوں میں صاد، ضاد ، طا اور ظا کی ادائیگی کے وقت زبان کا کچھ حصہ تالو سے مل جاتا ہے۔

صفت اطباق وسط کلمہ اور آخر کلمہ میں وصلا اور وقفا ہوتی ہے یہ سکون اور متحرک دونوں میں پائی جاتی ہے اور اس کا اظہار صرف سکون میں ہوتا ہے۔

۸۔ انفتاح :

یہ صفت اطباق کی ضد ہے۔

لغوی معنی: الگ ہونا ، جدا ہونا۔کھل جانا۔

اصطلاحی معنی: حرف کی ادائیگی کے وقت زبان کی جڑ (نوک نہیں) تالو سے نہ ملے (الگ رہے) چناچہ آواز تالو اور زبان کی جڑ میں منحصر(محصور) نہیں رہتی (بلکہ باہر آجاتی ہے)۔

یہ صفت حروف اطباق کے علاوہ باقی ۲۵ حروف تہجی میں پائی جاتی ہے ۔

جیسے ﴿ مریج ﴾ ﴿ الحمید ﴾ ﴿ التئبون ﴾

لہذا مندرجہ بالا حرفوں میں ادائیگی کے وقت زبان تالو سے نہیں ملتی، الگ رہتی ہے۔

صفت انفتاح وسط کلمہ اور آخر کلمہ میں وصلا اور وقفا ہوتی ہے یہ سکون اور متحرک دونوں میں پائی جاتی ہے اور متحرک میں زیادہ ظاھر ہوتی ہے۔

اطباق اور استعلاء کا فرق:

استعلاء : زبان کا کچھ حصہ تالو سے چپک جاتا ہے۔

اطباق : زبان کی جڑ تالو کی طرف اٹھتی ہے لیکن چپکتی نہیں۔

استعلاء سے اطباق خاص ہے اور اطباق سے استعلاء عام ہے اس کے برعکس نہیں ہے۔

کیونکہ اطباق کے حروف استعلاء کے بھی حروف ہیں مگر استعلاء والے حروف اطباق کےحروف سےزائد ہیں جو کہ قاف خا اور غین ہیں۔

بڑی غلطیاں جو صفت استفال انفتاح استعلاء اور اطباق میں عامزد ھیں۔

۱ تاء ۔ طاء میں بدل جائے گی اگر تا میں صفت استفال نہ ہو۔

۲۔ طاء ۔ تاء میں بدل جائے گی اگر طاء میں صفت استعلاء نہ ہو۔

۳۔ سین۔ صاد میں بدل جائے گااگر سین میں صفت استفال نہ ہو۔

۴۔ صاد ۔ سین میں بدل جائے گا اگر صاد میں صفت استعلاء نہ ہو۔

۵۔ ذال۔ ظا میں بدل جائے گا اگر ذال میں صفت استفال نہ ہو۔

۶۔ ظاء ۔ ذال میں بدل جائے گی اگر ظا میں صفت استعلاء نہ ہو۔

۷۔ دال ۔ ضاد میں بدل جائے گا اگر دال میں صفت استفال نہ ہو۔

۸۔ ضاد ۔ دال میں بدل جائے گااگر ضاد میں صفت استعلاء نہ ہو۔

۹۔ کاف ۔قاف میں بدل جائے گا اگر کاف میں صفت استفال نہ ہو۔

۱۰۔ قاف ۔کاف میں بدل جائے گا اگر قاف میں صفت استعلاء نہ ہو۔

اگر کامل حرف پوری صفت سے ادا نہ ہو تو لحن خفی ہوگا۔

استفال اور انفتاح کا فرق :

استفال : زبان کی جڑ نیچے ہو جاتی ہے منہ کے دہانے کی جانب۔

انفتاح : زبان (جڑ اور وسط) تالو سے الگ رہتی ہے۔ (نوک تالو سے لگ سکتی ہے)

یہ کوئی ضروری نہیں کہ منہ کے دہانے والے حصہ میں زبان نیچے ہو جیسے قاف خا اور غین یہ حروف اوپر کی جانب جاتے ہیں بس یہ تالو سے نہیں ملتے، حروف انفتاح کا یہی فرق ہے استفال سے۔ اس لئے کہ استفال میں حروف منہ کے دہانے کی طرف پست ہو جاتے ہیں اورانفتاح میں اوپر کی طرف بھی جاسکتے ہیں۔ چناچہ استفال انفتاح سے خاص ہے اس لئے کہ حروف استفال سارے کے سارے حروف انفتاح ہیں مگر حروف انفتاح میں کچھ حروف، قاف

غین خاء زائد ہیں۔ لہذا ہر استفال انفتاح ہے مگر اسکا الٹا نہیں ہے۔

۹۔ اذلاق :

لغوی معنی: ہلکا پن۔

اصطلاحی معنی : حروف زبا ن اور ہونٹ سے سہولت سے ادا ہوں۔

اس کے ٦ حروف ہیں: فاء ، راء ، میم ، نون ، لام اور باء ۔ ان حروف کا مجموعہ (فرمن لب) ہے۔حروف لام، راء اور نون زبان سے پھسل کر ادا ہوتے ہیں۔ جبکہ فا ، میم اور باء ہونٹوں سے پھسل کر ادا ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کا نام حروف کی ادائیگی کی سہولت اور جلدی سے ادائیگی کی وجہ سے اذلاق رکھا گیاہے۔

صفت اذلاق وسط کلمہ اور آخر کلمہ میں وصلا اور وقفا ہوتی ہے یہ سکون اور متحرک دونوں میں پائی جاتی ہے۔

حرف اذلاق کی آسانی سے پھسلنے کی وجہ سے اور ان کی جلد ادائیگی کی وجہ سے مناسب یہ ہے کہ ان کو پور ی وضاحت سے ادا کیا جائے ورنہ حرکت کا کچھ حصہ ختم ہوجاتا ہے۔

اس صفت کا تجوید سے آسانی سے ادا ہونے کا ہی تعلق ہے۔

۱۰۔ اصمات :

یہ صفت اذلاق کی ضد ہے۔

لغوی معنی: روکنا یا رکنے کے ہیں

اصطلاحی معنی : زبان پر بھاری ہونے کی وجہ سے (خاص کر رباعی یا خماسی عربی کلمات میں) یہ حروف ذرا جماؤ کے ساتھ ادا ہوتے ہیں۔

نوٹ: عربی کلمات کا قاعدہ یہ ہے کہ رباعی یا خماسی حروف میں سے ایک حروف اذلاق کا ضرور ہوگا ۔ورنہ وہ کلمہ غیر عربی کہلائے گا جیسے (استاذ عسجد) ۔

یا رباعی خماسی حروف لگاتار آرہے ہوں اوران کے اندر اذلاق نہ ہو۔ ورنہ یہ کلمہ غیر عربی ہوگا۔

حرف اذلاق کے علاوہ باقی ۲۳ حروف تہجی میں یہ صفت پائی جاتی ہے ۔ الف، تا، ثا، جیم ،حا، خا ، دال ، ذال ، زاء ، سین، شین، صاد، ضاد، طاء ، ظاء، عین، غین، فاء، کاف، قاف ،ھا ، واو اور یا ۔ اصمات کے حروف کا تجوید سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ابن جزری نے ان دس صفات کو اپنے مقدمہ جزریہ میں اس طرح منظوم کیا ہے۔

صفاتها جهر و رخو مستفل　　منفتح مصمته و الضد قل

مهموسها (فحثه شخص سكت)　　شديدها لفظ (اجد قط بكت)

وبين رخو والشديد (لن عمر)　　وسبع علو (خص ضغط قظ) حصر

وصاد ضاد طاء ظاء مطبقة　　و(فرمن لب) الحروف المذلقه

نوٹ : ہر حرف تہجی میں اوپر دی ہوئی صفات میں سے دو مقابل صفتوں میں سے ایک صفت لازم پائی جاتی ہے اس لئے کہ یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

الثانی: صفات جن کی کوئی ضد نہ ہو

وہ صفات جن کی کوئی ضد نہ ہو سات ہیں۔

صفیر ، قلقلہ ، لین ، انحراف ، تکریر ، تفشی اور استطالہ ۔

ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ا۔ صفیر :

لغوی معنی: تیز (سیٹی کی سی) آواز :

اصطلاحی معنی: ایسی زائد آواز جو پرندوں کی آواز سے مشابہ ہو جو ہونٹوں کے درمیان سے

اداہوتی ہے۔یہ صفت تین حروف میں پائی جاتی ہے صاد ، سین اور زاء ۔
صاد کی صفت صفیر سارس (اوز) کی آواز کے مشابہ ہے ۔
سین کی صفت صفیر ٹڈی (جراد) کی آواز کے مشابہ ہے۔
زاء کی صفت صفیر شہد کی مکھی (نحل) کی آوازکے مشابہ ہے۔

صفت صفیر وسط کلمہ اورآخر کلمہ میں وصلا اور وقفا آتی ہے یہ سکون اورمتحرک دونوں میں پائی جاتی ہے لیکن اس کا اظہار ساکن اور مشدد میں زیادہ ہوتاہےجیسے ﴿فاصبر﴾ ﴿ فاستقم﴾ ﴿مزدجر﴾
مندرجہ بالا کلمات میں صاد زاء اور سین کی آواز دونوں ہونٹوں سے ہی ادا ہوتی ہے۔
صاد صفیر میں قوی ہے اور یہ استعلاء میں سے ہے۔ زاء دوسرے نمبر پر ہے اور یہ جھر کی صفت میں سے ہے۔ سین تیسرے نمبر پرہے اور یہ ہمس کی صفت میں سے ہے۔
اپنے مراتب کےاعتبار سے صفیر کو اچھی طرح ادا نہ کرنا لحن خفی ہوگا۔

۲۔ قلقلہ :

لغوی معنی : اضطراب ۔ لہریں۔

اصطلاحی معنی : ساکن حروف کی ادائیگی میں آواز یا مخرج کا اضطراب جس کی وجہ سے ایک قوی آواز سنی جائے (صدائے بازگشت)۔ یہ صفت پانچ حروف میں پائی جاتی ہے قاف، طا، با، جیم اور دال۔ اس کا مجموعہ قطب جد ہے۔

اسباب : قلقلہ کے تمام حروف جہر اور شدہ کے ہیں۔ جھر میں سانس رک جاتی ہے اور شدہ میں آواز رک جاتی ہے۔ جب سانس اور آواز دونوں رک جاتے ہیں تو حرف کی ادائیگی میں ایک تکلف سا ہوتا ہے اور ایک متحرک حرف کاشائبہ آتا ہے جو فتح (زبر) سے قریب ہے۔
صفت قلقلہ وسط کلمہ اور آخر کلمہ میں وصلا اور وقفا ہوتاہے یہ سکون اورمتحرک دونوں میں پایا جاتا ہے لیکن متحرک میں اس کا اظہار نہیں ہوتا۔ گویاحرف دوز ہوتاہے۔
یہ صفت لازم ہے جس کا سبب جھر اور شدت ہے یہ دونوں ساکن اور متحرک میں موجود ہیں ۔

مثالیں : (یقبل ، فواق ، الحق) (یطبع ، محیط) (ایدنا ، مشھود ، مد) (مبلسون ، الثاقب ،وتب) (تجری ، مریج ، الحج)

اوپر دی ہوئی مثالوں کی ادائیگی کے وقت قلقلہ وسط کلمہ اور آخر کلمہ میں ہوتا ہے۔ جبکہ آخری حرف ساکن یا مشدد ہو۔ مگر آخر کلمہ میں طا تشدید والا قران میں نہیں ہے۔

اوپر دی ہوئی مثالوں میں وسط کلمہ میں قلقلہ خفیف ہوگا اور آخر کلمہ میں قوی ۔ اسی لئے قلقلہ کو دو قسمیں ہیں۔

قلقلہ کی قسمیں :

۱۔ **قلقلہ صغریٰ :** قلقلہ حرف ساکن کی حالت میں وسط کلمہ یا آخر کلمہ میں وصلا آئے۔

۲۔ **قلقلہ کبریٰ :** قلقلہ حرف ساکن یا مشدد حالت میں آخر کلمہ میں وقفا آئے۔

ان مثالوں کی ادائیگی کے وقت ہمیں قلقلہ کبریٰ حرف ساکن اور قلقلہ کبریٰ حرف مشدد کا فرق ملے گا ۔اس لئے قلقلہ کبریٰ کی دو قسمیں ہوگیں۔

قلقلہ کبری کی قسمیں :

۱۔ **قلقلہ شدیدہ :** قلقلہ حرف ساکن کی حالت میں آخر کلمہ میں وقفا آئے گا۔

۲۔ **قلقلہ اشد :** قلقلہ حرف مشدد کی حالت میں آخر کلمہ میں وقفا آئے گا۔

قلقلہ کا مختلف حروف کے درمیان (اطباق ، استعلاء اور استفال کی وجہ سے) فرق کرنے کے لئے ہم نے قلقلہ کی بحیثیت قوت کے ، تین مراتب کئے ہیں:

۱۔ **اقوی** : طا کا حرف استعلاء اور اطباق ہونے کی وجہ سے تفخیم کے ساتھ اقوی مرتبہ ہے ۔

۲۔ **اوسط :** قاف کا حرف استعلاء ہونے کی وجہ سے تفخیم کے ساتھ اوسط مرتبہ ہے۔

۳۔ **ادنی :** باء جیم اور دال حروف استفال کے ہیں اس لئے اسکا درجہ ترقیق کے ساتھ ادنی ہے ۔

غلطیاں:

۱۔حرف قلقلہ جب ساکن ہو، قلقلہ نہ کرنا۔

۲۔ حرف قلقلہ کے علاوہ دوسرے ساکن حروف پر قلقلہ کرنا۔

۳۔ قلقلہ کی قسموں اور مراتب کا خیال نہ کرنا۔

۳۔ لین:

لغوی معنی: سہولت ۔ نرمی

اصطلاحی معنی: حرف زبان سے بغیر کسی تکلف کے آسانی کے ساتھ اپنے مخرج سے نکلے۔ یہ صفت دو حروف میں پائی جاتی ہے۔ واؤ ساکن سے پہلے زبر اور یاء ساکن سے پہلے زبر۔ صرف یہی دو لین ہیں۔ اگر حروف مد متجانس ہوں اپنے سے پہلے اسی حرف کے مناسب حرکت ہو تو وہ مد ولین کہلائے گا جیسے ﴿ قُرَيْشٍ ﴾ ﴿ خَوْفٍ ﴾لین درمیان کلمہ میں بھی ہوتا ہے جب حرف لین کے بعد سکون عارضی وقف کی وجہ سے آجائے یہ حالت وصل میں بھی ہوتا ہے لیکن یہاں مد نہیں ہوتا۔

غلطی : عام طور پر غلطی یہ ہے کہ لین کو درمیان کلام میں کھینچتے ہیں آخر میں نہیں۔

۴۔ انحراف:

لغوی معنی: میلان۔

اصطلاحی معنی: حرف کا اپنے مخرج سے اس طرح میلان (منحرف یا تبدیل) ہونا کہ دوسرے مخرج سے جاکر مل جائے۔

حروف : اس کے دو حروف ہیں لام اور راء۔

لام اپنے مخرج سے زبان کی نوک کے مخرج (یعنی نون کے مخرج) کی طرف مائل ہو جاتا ہے ۔ اس لئے اسکو نونِ الثغ کہتے ہیں ۔

راء ادائیگی کے بعد اپنے مخرج سے پشت لسان (جو لام کا مخرج) کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ اس کو لامِ الثغ کہتے ہیں۔

انحراف، وسط کلمہ میں ہوتا ہے اور آخر کلمہ میں وصلا اور وقفا ساکن اور متحرک میں ہوتا ہے۔

غلطیاں :

۱۔ لام نون کے مخرج کی طرف زبان کی نوک منحرف ہوجائے تو نون بن جائے گا۔ جسے نونِ الثغ کہتے ہیں۔

۲۔راء لام کے مخرج کی طرف پشت لسان پورا منحرف ہوجائے تو لام بن جائے گی۔اس کو لامِ الثغ کہاجاتا ہے۔

انحراف میں مبالغہ نہیں کرنا چاہیئے تاکہ لام نون نہ بنے اور را لام نہ بنے۔

انحراف وسط کلمہ میں آخر میں وصلا اور وقفا ساکن اور متحرک میں ہوتا ہے۔

۵۔ تکرار:

لغوی معنی: کسی چیز کو دہرانا۔

اصطلاحی معنی: ساکن یا مشدد حرف کی ادائیگی کے وقت زبان کی نوک کا ہلنا (ارتعاد)

یہ صرف ایک حرف میں ہوتا ہے۔ اور وہ حرف راء ہے۔

یہ تکرار کی صفت راء کے علاوہ کسی میں نہیں ہوسکتی ہے اور راء میں تکرار نہیں کرنی چاہیئے۔ صفت تکرار وسط کلمہ، آخر کلمہ میں وصلا اور وقفا ہوتی ہے۔ اس کا اظہار صرف ساکن اور مشدد میں ہوتاہے۔ اس صفت سے بچنا چاہئے ورنہ راء مشدد میں تکرار کی وجہ سے کئی راء بن جائیں گی ۔ راء ساکن میں تکرار کی وجہ سے دو راء یا اس سے زائد ہوجائیں گی۔

را میں تکرار سے کس طرح بچیں:

تکرار سے بچنے کے لئے زبان کی نوک کو اوپر کے دانتوں کی جڑ سے اس طرح لگائیں گے کہ زبان کی نوک نہ ہلے جس کی وجہ سے تکرار ہوتی ہے۔

تکرار کی غلطی : را کی تشدید ختم کردینا۔

۶۔ تفشی:

لغوی معنی: انتشار ۔ پھیلاؤ۔

اصطلاحی معنی: حرف کی ادائیگی کے وقت منہ میں ہوا کا انتشار ہونا۔

یہ صفت صرف ایک حرف میں ہوتی ہے وہ حرف شین ہے جیسے﴿ مَشْرَبَهُمْ ﴾ ﴿ اثْنَاعَشْرَةَ ﴾ چنانچہ شین ساکن کی ادائیگی کے وقت آپ دیکھیں گے کہ ہوا منہ کے اندر پھیل جاتی ہے ۔ صفت تفشی وسط کلمہ اور آخر کلمہ میں وصلا اور وقفا ہوتی ہے یہ سکون اور متحرک دونوں میں پائی جاتی ہے لیکن اس کا اظہار صرف ساکن میں ہوتا ہے۔

غلطی : شین کی ادائیگی کے وقت وضاحت نہ کی جائے ۔

۷۔ استطالہ:

لغوی معنی: لمبا کرنا۔ دراز کرنا۔

اصطلاحی معنی: ضاد کی ادائیگی کے وقت زبان کو شروع سے آخر داڑوں تک لگانے سے آواز لمبی ہوگی یہ صرف ایک حرف میں ہوتا ہے۔ اور وہ حرف ضاد ہے۔

استطالہ وسط کلمہ اور آخر کلمہ وصلا اور وقفا ہوتی ہے۔ اس کا اظہار صرف ضاد ساکن اور مشدد میں ہوتا ہے۔

مثال : ﴿ فَاضْرِبُوا ﴾ ﴿ الضَّآلِّينَ ﴾ چنانچہ ضاد کو ادا کرتے وقت آپ محسوس کریں گے کہ زبان بتدریج سامنے سے پیچھے کی طرف تالو سے چپکتی جارہی ہے اور آواز دیڑھ تا پونے دو حرکت کی روانی کے ساتھ آہستہ آہستہ ہلکی ہوتی جارہی ہے۔مندرجہ ذیل منظر میں یہ بات دیکھی جاسکتی ہے۔

غلطی : صفت استطالہ سکون کے وقت اچھی طرح ادا نہ کرنا۔

ابن جزری نے مقدمہ جزریہ میں ان سات صفات کو اس طرح منظوم کیا ہے

صاد ، زہس میں ہے صفت صفیر
قطب جد میں ہے قلقلہ صغیر و کبیر

واؤ ، یاء ساکن ، ماقبل ہو، اس کے زبر
انحراف لام میں ، راء میں زائد، تکریر

تشفی شین میں، ضاد میں ہے استطالہ
ہر صفت کی ادائیگی ،اس طرح، کہ مانے ضمیر

دوسری فصل
قوت اور ضعف کے اعتبار سے
صفات کی قسمیں

صفات کی سترہ قسمیں ہیں۔ قوت اور ضعف کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں۔
قویہ ، ضعیفہ اور متوسطہ.

صفات قویہ دس ہیں : جھر ، شدہ ، استعلاء ، اطباق ، صفیر ، قلقلہ ، انحراف ، تکریر ، تفشی اور استطالہ .

صفات ضعیفہ پانچ ہیں : ھمس ، رخوہ ، استفال ، انفتاح اور لین.

صفات متوسطہ تین ہیں : اذلاق ، اصمات ، شدہ اور رخوہ کے بیچ کی صفت(متوسط)

حالانکہ (اکثر علماء تجویدنے) قوی سے قربت کی وجہ سے اصمات اور متوسطہ کو صفات قویہ میں اور ضعف سے قربت کی وجہ سے اذلاق کو ضعیف شارکیا(گیا)ہے۔

حروف کو ان کی قوت کے اعتبار سے تین اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ **حروف قویہ** :اگر حرف میں تمام صفات قوی ہوں (یا ایک صفت ضعیف ہو) تو اس کو حرف قویہ کہیں گے جیسے طاء ۔ اس میں تمام صفات قوی ہیں اس لئے طاء (قوی میں) اقوی حرف ہے۔ ضاد ،ظاء اور قاف میں ایک صفت ضعیف ہے باقی تمام صفات قوی ہیں اس لئے یہ حروف قوی ہیں۔

۲۔ **حروف ضعیفہ** :اگر حرف میں تمام صفات ضعیف ہوں(یا ایک صفت قوی ہو) تو اس کو حرف ضعیفہ کہیں گے جیسے فاء اس میں تمام صفات ضعیف ہیں اس لئے فاء(ضعیف میں) اضعف حرف ہے۔ ھاء ، ثاء ، حاء میں ایک صفت قوی ہے باقی تمام صفات ضعیف ہیں اس لئے یہ حروف ضعیفہ ہیں (اضعف نہیں ہیں)۔

۳۔**حروف متوسطہ** : یہ صفات قوی اور ضعیف کے درمیان کی صفت ہے اگر حرف میں آدھے صفات قوی اور باقی آدھے ضعیف ہوں تو اس کو ''حرف توسط'' کہیں گے ۔ جیسے زا میں قوی

اور ضعیف صفات برابر ہیں اس لئے اس کو ''توسط حقیقی'' کہتے ہیں کبھی قوی صفات زیادہ ہو جاتی ہیں جیسے دال میں اور کبھی ضعیف صفات زیادہ ہوجاتی ہیں جیسے سین میں۔اس کا بیان آگے چارٹ سے واضح کیا گیا ہے۔

الحرف	مخرج کا مقام	الہمس	الجہر	الشدۃ	الرخوۃ والتوسط	الاستعلاء	الاستفال	الانطباق	الانفتاح	الاصمات	الاذلاق	الصفیر	القلقلۃ	اللین	الانحراف	التکریر	التفشی	الاستطالۃ	صفات کا	حروف کی وضع	قوی صفات	ضعیف صفات
همزة	اقصى حلق		●	●			○		○	●									5	متوسط، قوی سے قریب	3	2
باء	ہونٹ		●	●			○		○		○		●						6	متوسط حقیقی	3	3
تاء	زبان کا کنارہ	○		●			○		○	●									5	متوسط، ضعیف سے قریب	2	3
ثاء	زبان کا کنارہ	○			○		○		○	●									5	ضعیف	4	1
جيم	زبان کا کنارہ		●	●			○		○	●			●						6	متوسط، قوی سے قریب	4	2
حاء	وسط حلق	○			○		○		○	●									5	ضعیف	4	1
خاء	ادنى حلق	○			○	●			○	●									5	متوسط، ضعیف سے قریب	2	3
دال	زبان کا کنارہ		●	●			○		○	●			●						6	متوسط، قوی سے قریب	4	2
ذال	زبان کا کنارہ		●		○		○		○	●									5	متوسط، ضعیف سے قریب	2	3
راء	زبان کا کنارہ		●		○		○		○	●					●	●			7	متوسط، قوی سے قریب	4	3
زاء	زبان کا کنارہ		●		○		○		○		○	●							6	متوسط حقیقی	2	4
سين	زبان کا کنارہ	○			○		○		○	●		●							6	متوسط، ضعیف سے قریب	2	4
شين	درمیان زبان	○			○		○		○	●						●			6	متوسط، ضعیف سے قریب	2	4
صاد	زبان کا کنارہ	○			○	●		●		●		●							6	متوسط، قوی سے قریب	4	2
ضاد	زبان کا کنارہ		●		○	●		●		●									6	قوي	5	1
طاء	زبان کا کنارہ		●	●		●		●		●			●						6	أقوي	6	
ظاء	زبان کا کنارہ		●		○	●		●		●									5	قوي	4	1
عين	وسط حلق		●		○		○		○	●									5	متوسط، قوی سے قریب	2	3

الحرف	مخرج کا مقام	الهمس	الجهر	الشدة	الرخاوة	الاستملاء	الاستفال	الإطباق	الانفتاح	الاصمات	الاذلاق	الصفير	القلقلة	اللين	الانحراف	التكرير	التفشي	الاستطالة	صفات کا	حروف کی وضع	قوي صفات	ضعيف صفات
غين	ادنى حلق		●		○	●			○	●									5	متوسط، علوی سے قریب	3	2
فاء	ہونٹ	○			○		○		○		○								5	أضعف	5	
قاف	اقصى حلق		●	●		●			○		●		●						6	قوي	5	1
كاف	اقصى حلق	○		●			○		○	●									5	متوسط، ضعيف سے قريب	3	2
لام	زبان کا کناره		●		○		○		○		○				●				6	متوسط حقيقي	2	4
ميم	ہونٹ		●		○		○		○		○								5	متوسط، ضعيف سے قريب	1	4
نون	زبان کا کناره		●		○		○		○		○								5	متوسط، ضعيف سے قريب	1	4
هاء	اقصى حلق	○			○		○		○	●									5	ضعيف	1	4
واو	ہونٹ		●		○		○		○	●				○					6	متوسط، ضعيف سے قريب	2	4
الف	ہونٹ		●		○		○		○	●									5	متوسط، ضعيف سے قريب	2	3
ياء	درميان زبان اور بيت		●		○		○		○	●				○					6	متوسط، ضعيف سے قريب	2	4

نوت :

● صفت قوي کا رمز

○ صفت ضعيف کا رمز

تیسری فصل
صفات کے استخراج کا طریقہ

سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ہر حرف تہجی میں دس صفات متضادہ (جن کی ضد ہو) میں سے پانچ صفات پائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ کسی کسی حرف میں ایک یا دو صفت غیر متضادہ (جن کی ضد نہ ہو) بھی پائے جاتے ہیں ۔

ایسے حروف جن کی صرف پانچ صفات ہیں وہ یہ ہیں: ذال، ثاء اور کاف وغیرہ (منظر۴۳ دیکھیں)۔

چھ صفات والے حروف یہ ہیں: سین، شین اور لام وغیرہ(منظر۴۳ دیکھیں)۔

صرف ایک حرف ایسا ہے جس میں سات صفات پائی جاتی ہیں وہ راء ہے(منظر۴۳ دیکھیں)۔

یہ جاننے کے بعد اب استخراج کا وہ عملی طریقہ جو آسان ہے مندرجہ ذیل ہے۔

پہلے صفات کے ساتھ اس کے حروف کا مجموعہ اس طرح لکھ لیں ۔

صفات متضادہ	صفات غیر متضادہ
حروف ھمس (فحثہ شخص سکت)	صفیر (ص س ز)
۲۔ حروف شدہ (اجدک تطبق)	۸۔ قلقلہ (قطب جد)
۳۔ حروف توسط (لن عمر)	۹۔ لین
۴۔ حروف استعلاء (خص ضغط قظ)	۱۰۔ انحراف (ل ر)
۵۔ اطباق (ص ض ط ظ)	۱۱۔ تکرار (ر)
۶۔اذلاق (فر من لب)	۱۲۔ تفشی (ش)
	۱۳۔ استطالہ (ض)

جس حرف کے صفات کا استخراج کرنا ہو اس کو پہلے ہمس کے حروف میں دیکھا جائے اگر وہ اس میں نہ ہو تو وہ حرف جہر میں ہوگا اس کے بعد اس حرف کو شدہ اور توسط میں دیکھیں گے اگر وہ وہاں نہ ہوا تو وہ حرف رخوہ میں ہوگا اس کے بعد اس حرف کو استعلاء کے حروف میں دیکھیں گے اگر وہ وہاں نہ ہوا تو حرف استفال میں ہوگا اس کے بعد اسی حرف کو اطباق کے حروف

میں دیکھیں گے اگر اس میں نہ ہوا تو وہ انفتاح میں ہوگا اس کے بعداذلاق کےحروف میں دیکھیں گے اگر وہاں نہ ہواتو وہ اصمات میں ہوگا۔

اس کے بعد بقیہ سات صفات جن کی ضد نہیں ہے اس میں دیکھیں گے ان صفات میں ایک یا دو حروف پائے جاتے ہیں اگر وہ حرف ان صفات میں نہ پایا گیا تو اس حرف میں پانچ صفات ہی ہوں گی۔

مثال کے طور پر کاف کی صفات کا استخراج اسطرح کریں گے

ھمس میں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کاف صفت ھمس میں آتا ہے

شدہ میں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کاف صفت شدہ میں آتا ہے

استعلاء میں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کاف صفت استعلاء میں نہیں آتا بلکہ یہ صفت استفال میں آتا ہے۔

اطباق میں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کاف صفت اطباق میں نہیں آتا بلکہ یہ صفت انفتاح میں آتا ہے۔

اذلاق میں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کاف صفت اذلاق میں نہیں آتا بلکہ یہ صفت اصمات میں آتا ہے۔

اس کے بعد کاف میں صفیر ، قلقلہ اور لین نہیں ہے۔ انحراف ، تکریر ، تفشی اور استطالہ بھی نہیں ہے۔

اس طرح کاف میں صرف پانچ صفات پائی جاتی ہیں وہ یہ ہیں : **ھمس ، شدہ ، استفال ، انفتاح اور اصمات .**

اسی طرح کسی بھی حرف کے صفات کا استخراج کیا جاسکتا ہے۔

نوٹ:

۱۔حرف مد تین ہیں الف سے پہلے حرف پر زبر ، واو سے پہلے حرف پر پیش ، یاء سے پہلے حرف پر زیر ان کی متفقہ صفات یہ ہیں جھر ، رخوہ ، انفتاح ، استفال اور اصمات.

۲۔ واو اور یاء غیر مدیہ کی بھی یہی پانچ صفات ہیں۔

۳۔ یاء اور واو لین (واو ساکن سے پہلے زبر ، یا ساکن سے پہلے زبر ان) میں ایک صفت زیادہ

پائی جاتی ہے وہ لین ہے یعنی جھر ، رخوہ ، انفتاح ، استفال ، اصمات اور لین.

نوٹ: قوی حروف صاد ،طا، ظا اورقاف ہیں جن میں اقوی حرف طا ہے۔اسی طرح ضعیف حروف تاء حاء فا اور ھا ہیں جن میں اضعف فاء ہے۔

چھٹا باب
عارضی صفات

مقدمہ

تفخیم اور ترقیق میں غلطیوں کے اسباب

پہلی فصل: ہمیشہ موٹے پڑھے جانے والے حروف اور اسکی غلطیاں

تفخیم کے مراتب

حروف تفخیم کے تحت کچھ نوٹس

دوسری فصل: ہمیشہ باریک پڑھنے والے حروف اور ان کے تمام احوال کا بیان۔

تیسری فصل: حروف جو کبھی موٹے اور کبھی باریک پڑھے جاتے ہیں

ا۔ راء کے احکام

ا۔ پر ہونے کے حالات

ب۔ باریک ہونے کے حالات

ج۔ وہ حالات جس میں دونوں توجیہ جائز ہیں

د۔ راء کے مراتب تفخیم

ھ۔ نوٹس

و۔ راء میں غلطیوں کی صورتیں

۲۔ لام کے احکام

ا۔ باریک ہونے کے حالات

ب۔ پر ہونے کے حالات

ج۔ وہ حالات جس میں دونوں توجیہ جائز ہیں

۳۔ مد کے الف کے احکام

۴۔ اخفاء کی حالت میں غنہ کے احکام

مقدمہ

عارضی صفات

اس سے پہلے ان صفات عارضہ کا ذکر ہوا تھا جو کہ حرف کے لئے ہمیشہ ضروری نہیں ہوتی۔ کبھی یہ حرف میں ہوتی ہیں اور کبھی نہیں اس طریقہ کی گیارہ صفات علماء نے بتائی ہیں جنکو علامہ السمنودی نے ''البیان'' میں منظوم کیا ہے۔اسکا ترجمہ نیچے دیا جاتا ہے۔

اظہار ادغام اور قلب کیا جانا
اخفاء کرنا، موٹا اور باریک پڑھا جانا
متحرک ہو یا سکون مد و قصر کیا جانا
سکتہ کی روایت کو بھی لیا جانا

اور اس کا بیان حسب ترتیب آگے ایک ایک باب میں آئے گا۔ البتہ سکتہ کا بیان وقف کے احکام میں گذرچکا ہے۔

تفخیم اور ترقیق

تفخیم کے لغوی معنی : موٹاپن۔

تفخیم کے اصطلاحی معنی: حرف اس طرح ادا ہو کہ منہ ہوا سے بھر جائے اور حرف ایک آواز کے ساتھ نکلے۔ یہ حروف استعلاء میں ہمیشہ اور کبھی کبھی لام اور راء میں ہوتا ہے۔

طریقہ تطبیق : منہ کے داخلی حصہ کو اس طرح پھیلائیں کہ زبان کا پچھلا حصہ تالو کی طرف اٹھا ہوا ہو جبکہ منہ کا ہونٹوں والا حصہ تنگ ہو اور کم کھلے جسکے نتیجہ میں جو آواز اپنے مصدر سے نکل کر زبان اور ہونٹ والے حصہ سے ٹکرا کر نکلے گی۔ اس کا نام تفخیم ہے (موٹا کرنا ہے)۔

ترقیق کے لغوی معنی : باریک ۔

ترقیق کے اصطلاحی معنی: حرف اتنی کمزوری اور باریکی سے ادا ہوکہ منہ میں کوئی ٹکراؤ والی آواز نہ ہو۔ یہ صرف حروف استفال میں ہوتا ہے۔

طریقہ تطبیق : منہ کا داخلی حصہ اتنا تنگ رکھیں کہ زبان کا پچھلا حصہ دبا رہے (زیادہ نہ اٹھے) اور ہونٹ والا حصہ تھوڑا کھل جائے، چنانچہ جب آواز اپنے مخرج سے نکلے تو باہر جانے کے لئے پورا ایک راستہ مل جائے اور کسی سے ٹکراؤ نہ ہو۔ لہذا کوئی صدا نہیں ہوگی جس کی وجہ سے تفخیم بھی نہیں ہوگی، اسی کو ترقیق کہتے ہیں ۔

تفخیم اور ترقیق میں غلطی کے اسباب:

۱۔ تفخیم اور ترقیق کا نہ جاننا اور ان کی ادائیگی کے طریقوں کو نہ جاننا۔

۲۔مقامی لہجے جیسے تجارة ، الانهار ، النار

۳۔دو مرقق حروف کے درمیان مفخم حرف کا آجانا جیسے فضل

۴۔ دو مفخم حروف کے درمیان مرقق حرف کا آجانا جیسے تحمصة

۵۔مرقق حرف کے ساتھ مفخم حرف کا مل جانا جیسے مریم

۶۔مرقق حرف کے بعد الف کا آجانا جیسے شواظ ، بباسط

۷۔مرقق حرف کے بعد دو مفخم حروف آجائیں جیسے برق ، مرضیاً
۸۔کلمہ کی ابتداء میں ھمزہ ہو جیسے الحمد ، الله ، اصطفی ، اعوذ

حرف تہجی کی تفخیم اور ترقیق کے لحاظ سے تین قسمیں ہیں۔
۱۔ ایسے حروف جو ہمیشہ موٹے پڑھے جاتے ہیں۔
۲۔ایسے حروف جو ہمیشہ باریک پڑھے جاتے ہیں۔
۳۔ ایسے حروف جو کبھی موٹے اور کبھی باریک پڑھے جاتے ہیں۔

ان کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

پہلی فصل
ہمیشہ موٹے پڑھے جانے والے حروف

ایسے حروف جو ہمیشہ موٹے پڑھے جاتے ہیں وہ حروف ''استعلاء'' ہیں یہ سات حروف ہیں جن کا مجموعہ (خص ضغط قظ) ہے۔

مفخم ہونا صفات کے قوت اور ضعف کے اعتبار سے ہوتاہے۔

حروف استعلاء کی ترتیب قوت کے اعتبار سے اسطرح ہے۔

پہلا: طاء : اس کی تمام چھ صفات قوی ہیں۔

دوسرا : ضاد : پانچ صفات قوی ایک ضعیف جو رخوہ ہے ۔

تیسرا: ظاء: چار صفات قوی ہیں اور دو صفات ضعیف جو ھمس اور رخوہ ہیں۔

چوتھا: صاد :چار صفات قوی ہیں اور دو صفات ضعیف جو ہمس اور رخوہ ہیں۔

پانچواں: قاف: پانچ صفات قوی ہیں اور ایک صفت ضعیف جو انفتاح ہے۔

چھٹا: غین:تین صفات قوی ہیں اور دو صفات ضعیف جو رخوہ اور انفتاح ہیں۔

ساتواں: خاء: تین صفات ضعیف، ھمس،رخوہ اور انفتاح اور دو صفات قوی، استعلاء اور اصمات ہیں۔

ہم نے صاد کو قاف پر مقدم اس لئے کیا ہے کہ قاف کے اکثر صفات قوی ہونے کہ باوجود ، یہ حرف مطبقہ نہیں ہے جبکہ صاد حرف مطبقہ ہونے کی وجہ سے قوی ہے اور قاف منفتحہ ہے۔ تفخیم کے اعتبار سے حرف مطبقہ، حرف منفتحہ سے، مطلقا قوی ہوتا ہے ۔

تفخیم کے مراتب : ہر مفخم حرف کے پانچ مراتب ہے۔

۱۔ **پہلا مرتبہ** : یہ تفخیم کا اعلی مرتبہ ہے اور یہ اس وقت ہوگا جب حرف تفخیم پر زبر ہو اور اس کے بعد الف آئے۔ حروف کی قوت کے تسلسل کے اعتبار سے مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ﴿ الطَّآمَّةُ ﴾

۲- ﴿ الضَّآلِّينَ ﴾
۳- ﴿ الظَّآنِّينَ ﴾
٤- ﴿ الصَّـٰبِرِينَ ﴾
٥- ﴿ الْقَارِعَةُ ﴾
٦- ﴿ الْغَـٰفِلِينَ ﴾
۷- ﴿ الْخَآئِنِينَ ﴾

۲۔ **دوسرا مرتبہ :** یہ پہلے سے کم درجہ (قوت والا) ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب مفخم حرف پر زبر ہو اور اس کے بعد الف نہ ہو۔ ان کی مثالیں حسب ترتیب یہ ہیں۔

۱ ﴿طَبَعَ ﴾
۲- ﴿ وَضَرَبْنَا ﴾
۳- ﴿ ظَلَمَ ﴾
٤- ﴿ صَغِيرًا ﴾
٥- ﴿ الْقَتْلِ ﴾
٦- ﴿ غَيرِ ﴾
۷- ﴿ خَبِيرًا ﴾

۳۔ **تیسرا مرتبہ :** یہ دوسرے مرتبہ سے کم قوت والا ہے اور یہ اس وقت ہوگا جب حرف تفخیم پر پیش آئے اور چاہے اس کے بعد واؤ آئے یا نہ آئے ان کی مثالیں حسب ترتیب یہ ہیں۔

۱ ﴿ اضْطُرَّ ﴾
۲- ﴿ ضُرِبَ ﴾
۳- ﴿ ظُلُمَـٰتٍ ﴾
٤- ﴿ صُرِفَتْ ﴾
٥- ﴿ قُتِلُوا ﴾

٦= ﴿ غُرْفَةً ﴾

٧= ﴿ خُذِ ﴾

۴۔ چوتھا مرتبہ : یہ تیسرے مرتبہ سے کم قوت والا ہے۔اور یہ اس وقت ہوگا جب حرف تفخیم پر سکون ہو۔ ان کی مثالیں حسب ترتیب یہ ہیں۔

۱۔ ﴿ أَطْوَارًا ﴾

۲= ﴿ اضْرِب ﴾

۳= ﴿ أَظْلَمَ ﴾

٤= ﴿ وَاصْبِرُوا ﴾

٥= ﴿ بِمِقْدَارٍ ﴾

٦= ﴿ تَغْرُبُ ﴾

٧= ﴿ أُخْرَج ﴾

بعض علماء کا کہنا ہے کہ حرف استعلاء ساکن ہو تو تفخیم میں اپنے ماقبل حرکت کے تابع ہوتاہے۔ جیسے ماقبل مفتوح ہے تو تفخیم فتح والے درجہ کی ہوگی یا پیش ہو تو تفخیم پیش والے درجہ کی ہوگی۔

لیکن پہلی رائے زیادہ بہتر ہے۔ اس وجہ سے کہ جمہور علماء تجوید نے ساکن کو ایک درجہ مانا ہے۔ پس اگر یہ اپنے ماقبل کے تابع ہوگیا تو چار درجے رہ گئے پانچ نہیں ہوئے اس لئے کہ وہ ساکن جس سے پہلے زبر ہو اسکا دوسرا درجہ ہوگا۔ وہ ساکن جس سے پہلے پیش ہو اس کا تیسرا درجہ ہوگا۔ وہ ساکن جس سے پہلے کسرہ ہو اس کا چوتھا درجہ ہوگا۔ لہذا پانچویں درجہ کی ضرورت ہی نہیں رہی

۵۔ پانچواں مرتبہ : یہ چوتھے مرتبہ سے کم قوت والاہے یہ اس وقت ہوگا جب حرف تفخیم پر زیر ہو۔ ان کی مثالیں حسب ترتیب یہ ہیں۔

۱۔ ﴿ يُطِعِ ﴾

۲= ﴿ بِضِيَاءٍ ﴾

۳= ﴿ ظِلَالٍ ﴾

٤= ﴿ حَصِيمًا ﴾

٥= ﴿ قِيلَ ﴾

٦= ﴿ وَغِيضَ ﴾

۷= ﴿ دَٰخِرِينَ ﴾

ہر حرف کا صفات کے اعتبار سے الگ الگ تجزیہ حسب ذیل ہے :

۱۔ طا: یہ ہمیشہ موٹی ہوگی اور یہ حرف تہجی میں اقوی ہے اس لئے کہ اس کی تمام صفات قوی ہیں۔ اس میں تفخیم کا پورا لحاظ کیا جائے گا۔

۲۔ ضاد : یہ ہمیشہ موٹی ہوگی۔ اور یہ حرف تہجی میں ادائیگی میں سب سے مشکل حرف ہے۔ بہت کم افراد اس کو اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔ کچھ اس کو زا بنا دیتے ہیں اور کچھ اسکو ذال سے ملا دیتے ہیں اور کچھ ظا جیسا کردیتے ہیں۔ یہ سب کے سب ناجائز ہیں۔ اس کی وضاحت ضروری ہے اور خاص کر '' ظا '' نہ نکالی جائے جبکہ اس کے بعد''ظا'' آرہی ہو جیسے ﴿ أَنقَضَ ظَهْرَكَ ﴾۔ یا اس کے بعد حرف مفخم آئے جیسے﴿ أَرْضُ اللَّهِ ﴾ یا اس کے بعد ذال آئے جیسے ﴿ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا ﴾ ، ضادکا ان کلمات میں ظاسے التباس نہ ہو﴿ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ ﴾ ﴿ ظَلَّ وَجْهُهُۥ مُسْوَدًّا ﴾ ۔ اسی طریقہ سے ضاد کو اچھی طریقہ سے ادا کرنا ضروری ہے جب اس کے بعد طا آرہی ہو جیسے ﴿ فَمَنِ اضْطُرَّ ﴾ یا اس کے بعد تاء آرہی ہو جیسے ﴿ فَرَضْتُمْ ﴾ ﴿ أَفَضْتُم ﴾ ۔

نیز ضاد میں صفت استطالہ کو اچھی طرح ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ اس کا مخرج ظا سے مختلف ہے۔

۳۔ ظا: یہ بھی موٹی ہوگی۔ اس کی وضاحت ضروری ہے تا کہ یہ ذال نہ بن جائے خاص کر جب یہ ساکن ہو اور اس کے بعد تا آئی ہو جیسے ﴿ أَوَعَظْتَ ﴾۔

۴۔صاد : صاد بھی موٹی ہی ہوتی ہے۔ اس کی وضاحت ضروری ہے تاکہ یہ سین نہ بن جائے

خاص طور پر جب یہ ساکن ہو اور اس کے بعد تاءآرہی ہو جیسے﴿حرصتم﴾ یا طا سے قریب ہو۔ اور اسکے بعد طا آرہی ہو جیسے ﴿ الْمُصْطَفَيْنَ ﴾۔

۵۔ قاف: یہ بھی پُر ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت ضروری ہے تاکہ یہ صفت استعلاء کے نہ ہونے کی وجہ سے گاف نہ بن جائے(بر صغیر میں زبان کی جڑ کو مکمل نہ اٹھانے کی وجہ سے کاف بن جاتا ہے)۔

۶۔ غین : یہ بھی موٹی ہوتی ہے اس کا اظہار کرنا ضروری ہے خاص کر جب یہ ساکن ہو اور اس کے بعد حروف حلقی میں سے کوئی حرف آرہا ہو جیسے ﴿أَفْرِغْ عَلَيْنَا ﴾ یا اس کے بعد قاف آرہا ہو جیسے ﴿لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا ﴾ میں قاف کے مخرج سے اور صفت سے قریب ہونے کی وجہ سے غین کا اظہار ضروری ہے ۔

۷۔ خا : یہ بھی موٹی ہی ہوتی ہے اس کے باریک ہونے سے بچنا چاہیئے جیسا بعض لوگ کرتے ہیں جیسے﴿ خَلَقَ ﴾۔

نوٹ : ''خا''ساکن کے بعد را مفخم ہو تو خا کی تفخیم را کے قربت کی وجہ سے قوی کرتے ہیں تاکہ دونوں میں مناسبت ہوجائے مثلا ﴿اِخْرَاجاً ﴾اور ﴿ اخْرُجْ ﴾ وغیرہ ۔

حرف مفخم کی غلطیاں:

۱۔ کسی بھی وجہ سے حرف مفخم کو مرقق کرنا جیسے ﴿ الْخَـٰلِقِينَ ﴾﴿ لَيَطْمَئِنَّ ﴾ ﴿ يُضِلُّ ﴾

۲۔حرف مفخم مطبقہ اور غیر مطبقہ میں فرق نہ کرنا جیسے ﴿ الْخَائِنِينَ ﴾ ﴿ الصَّآخَّةُ ﴾ ﴿ الضَّآلِّينَ ﴾

۳۔ تفخیم کے درجات کا لحاظ نہ کرنا جیسے ﴿ الصَّـٰبِرِينَ ﴾ ﴿ بِالصَّبْرِ ﴾ ﴿ صُرِفَتْ ﴾ ﴿ فَاصْبِرْ ﴾ ﴿ خَصِيمًا ﴾۔

۴۔ حرف مشددہ مفخمہ کے پہلے حرف کو باریک پڑھنا جیسے ﴿ بِالْحَقِّ ﴾ ﴿ الضَّآلِّينَ ﴾

۵۔ غنہ کو باریک کرنا جبکہ اس کے بعد حرف استعلاء ہو جیسے ﴿ مِن قَبْلِهِمْ ﴾ ﴿ وَمَن ضَلَّ ﴾

۶۔الف کو باریک کرنا جبکہ اس سے پہلے حرف مفخم یا مغلظ ہو۔ جیسے ﴿ الطَّالِبُ ﴾ ﴿ اللَّهُمَّ ﴾

دوسری فصل
ہمیشہ باریک پڑھنے والے حروف

جو حروف ہمیشہ باریک پڑھے جاتے ہیں وہ حروف استفال ہیں۔ یہ بائیس حروف ہیں۔ جو حروف استعلاء کے علاوہ ہیں بجز لام، را اور الف، جو مخصوص احکام کی وجہ سے کبھی باریک اور کبھی موٹے پڑھے جاتے ہیں جن کا ذکر ہم انشاء اللہ آگے کریں گے۔

کچھ حروف ایسے ہیں جو ہمیشہ پوری طرح باریک پڑھے جاتے ہیں، تاکہ زبان تفخیم کی طرف بالکل نہ جائے۔

اور ان حروف کا بیان مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ ھمزہ : یہ ہمیشہ باریک ہوگا۔ چاہے ھمزہ قطع ہو یا ھمزہ وصل (جو شروع میں آئے) اس کی تفخیم سے خاص طور پر بچنا چاہیئے جب کہ زبان تفخیم کی طرف جارہی ہو جیسا کہ لفظ ﴿ اَلْحَمْدُ لله ﴾ میں اور اسی طرح اس لفظ میں جب کہ اس کے بعد حرف تفخیم آرہا ہو جیسے ﴿ الطَّلَقَ ﴾ ﴿ وَأَصْلَحُوا ﴾ یا اس کے بعد حرف متجانس یا حرف مقارب آرہا ہو یعنی ھا، عین اور حا جیسے ان کلمات میں ﴿ اهْدِنَا ﴾ ﴿ أَعْطَىٰ ﴾ ﴿ أَحَقُّ ﴾۔

۲۔ با : یہ ہمیشہ مرقق ہوتی ہے کسی بھی حال میں مفخم نہیں ہوتی۔ اگر اس کے ساتھ حرف استعلاء ملا ہوا ہو چاہے وہ اس سے بالکل ملا ہوا ہو یا دونوں کے درمیان الف ہو یا دو حرف مفخم کے بعدآیا ہو توایسی با کی تفخیم سے خاص طور پر بچنا چاہیئے۔ ان کی مثالیں ﴿ الْمُبْطِلُونَ﴾ ﴿ بِالْبَطِلِ ﴾ ﴿وَاسْتَبْرَقٍ ﴾ ۔ یا اس کے بعد الف آجائے جیسے ﴿ بَاسِطٍ ﴾ اور اسی طریقہ سے باریک کرنے میں مبالغہ سے بچنا چاہیئے تا کہ ممالہ نہ ہو جیسا کہ ﴿وَبَطِلٌ ﴾ ﴿ كَبَاسِطٍ ﴾

۳۔ تا: یہ ہمیشہ باریک ہوگی اس کو باریک ہی پڑھنا چاہیے خاص طور پر جب اس کے بعد حرف استعلاء آئے جیسے ﴿أَفَتَطْمَعُونَ ﴾ یا صفت شدۃ اس کے فورا بعد ملی ہوئی ہو جیسے ﴿ تَوَلَّوْا ﴾ ﴿ تَتْبَعُهَا﴾

۴۔ **ثا:** یہ ہمیشہ باریک ہوگی اور جب اس سے حرف استعلاء ملا ہوا ہو تو اس کے باریک پڑھنے کا مزید لحاظ رکھنا چاہیئے جیسے ﴿ يَثْقَفُوكُمْ ﴾ اور اسی طرح سے جب ثا ساکن ہو اور اس سے متقارب حرف ملا ہوا ہو جیسے ﴿ لَبِثْتَ ﴾۔

۵۔ **جیم :** یہ ہمیشہ باریک ہوگی اس کو باریک پڑھنے کا لحاظ کرنا چاہیے جبکہ اس سے الف ملا ہوا ہو جیسے ﴿ نِجَارَةٌ ﴾ ۔ اس کا اتنا لحاظ رکھیں کہ یہ شین یا کاف نہ بن جائے ۔ اگر اس کے بعد حرف ہمس آئے تو جیم کی صفت شدۃ کا پورا لحاظ کرنا چاہیئے جیسا ﴿ اجْتُثَّتْ ﴾۔

۶۔ **حا:** یہ ہمیشہ باریک ہوگی اس کو باریک ہی پڑھنا چاہیے خاص طور پر جب اس کے بعد حرف استعلاء آئے جیسے ﴿ حَصْحَصَ الْحَقُّ ﴾ ﴿ أَحَطتُ ﴾ ۔ یا اس کے بعد الف ہو جیسے ﴿ الْحَامِدُونَ ﴾ اسی طریقہ سے اس وقت خصوصی لحاظ رکھنا چاہیئے جب کوئی متجانس یا متقارب حرف اس سے ملا ہوا ہو جیسے عین ھا یا فا ان کلمات میں ہے ﴿ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ ﴾ ﴿ وَسَبِّحْهُ ﴾۔

۷۔ **دال :** یہ ہمیشہ باریک ہوگی اس کو باریک ہی پڑھنا چاہیے خاص طور پر جب یہ دو حرف استعلاء کے درمیان آئے اور ان کے درمیان الف ہو یا نہ ہو جیسے ﴿ وَالصَّادِقِينَ ﴾ ﴿ مُصَدِّقًا ﴾ یا دال ، حرف استعلاء کے بعد آئے ﴿ الصَّدْعِ ﴾۔ اسی طرح اس کی وضاحت ضروری ہے جب یہ تا کے بدل میں آئے جیسے ﴿ مُزْدَجَرٌ ﴾ ﴿ تَزْدَرِي ﴾

۸۔ **ذال :** یہ ہمیشہ باریک ہوگی اس کو باریک ہی پڑھنا چاہیے خاص طور پر جبکہ اس سے حرف مفخم ملا ہوا ہو جیسے ﴿ أَأَنذَرْتَهُمْ ﴾ اور خاص کر یہ لحاظ رکھنا چاہیئے کہ یہ ظا سے ملتبس نہ ہوجائے جیسے ﴿ مَخْذُورًا ﴾ سے ﴿ مَحْظُورًا ﴾ اور ﴿ الْمُنذِرِينَ ﴾ سے ﴿ الْمُنظَرِينَ ﴾ اسی طرح جب اس کے بعد نون آئے جیسے ﴿ وَإِذْ نَتَقْنَا ﴾

۹۔ **زا:** یہ ہمیشہ باریک ہوگی اس کو باریک ہی پڑھنا چاہیے خاص طور پر جبکہ اس سے حرف مفخم ملا ہوا ہو۔ جیسے ﴿ زَرْعًا ﴾ ﴿ الزَّقُّومِ ﴾ اسی طرح سے اس وقت خصوصی لحاظ رکھنا چاہیئے جب زاء ساکن ہو یا اس کے بعد جیم آئے جیسے ﴿ يُزْجِي ﴾ یا اس کے بعد حروف ہمس آئے جیسے ﴿ كَنَزْتُمْ ﴾

۱۰۔ **سین :** یہ ہمیشہ باریک ہوگی اور جب اس سے حرف استعلاء ملا ہوا ہو تو اس کے باریک پڑھنے کا لحاظ رکھنا چاہیئے جیسے ﴿ مَسْطُورًا ﴾ یا اس کے بعد تا ہو جیسے ﴿ الْمُسْتَقِيمِ ﴾ تا میں شدۃ کی وجہ

سے ۔ یا ص سے التباس ہورہا ہو جیسے ﴿ عَسٰى ﴾ سے ﴿ وَعَصٰى ﴾ ہوجائے۔
﴿ يُصْحَبُوْنَ ﴾ سے ﴿ يُسْحَبُوْنَ ﴾ ہو جائے۔ یا ص کی طرف مائل ہوجائے جیسے﴿ اَلْوُسْطٰى ﴾ یا﴿ وَيَبْصُطُ ﴾ باوجود یہ کہ اس کے اوپر س لکھا ہوا ہے ان حالات میں کبھی سین پڑھا جائے گا اور کبھی صاد اور یہ حالات چار کلمات میں آئے ہیں۔
ان دو کلمات ﴿ وَيَبْصُطُ ﴾ ﴿ بَصْطَةً ﴾ میں ''ص'' لکھا ہوا ہے اور اس کے اوپر چھوٹا سا سین ہے یہاں سین پڑھیں گے صاد نہیں ۔ اور ﴿ بِمُصَيْطِرٍ ﴾ میں صرف صاد لکھا ہوا ہے اور بعض مصحف میں ص کے نیچے چھوٹا سا سین بنا ہوا ہے یہاں پر صاد ہی پڑھا جائے گا ۔ اور ﴿ اَلْمُصَيْطِرُوْنَ ﴾ میں صاد اور سین دونوں کی قرات جائز ہے لیکن صاد پڑھنا اولی ہے ۔

۱۱۔ **شین** : یہ ہمیشہ باریک ہوگی اور جب اس سے حرف استعلاء ملا ہوا ہو تو اس کے باریک پڑھنے کا لحاظ رکھنا چاہیئے یا ان کے درمیان الف ہو جیسے﴿ شَطْرَ ﴾ ﴿ شَاطِىءِ ﴾ اسی طرح سے شین کی تفشی ضروری ہے جب سین ساکن ہو یا مشدد ہو یا اس سے متصل جیم ہو جیسے ﴿ اَلشَّجَرَةَ ﴾ ﴿ وَبَشَّرُوْهُ ﴾ ﴿ اشْتَرَوْا ﴾

۱۲۔**عین** : یہ ہمیشہ باریک ہوگی خاص طور پر جب اس سے الف ملا ہوا ہو۔ جیسے ﴿ اَلْعٰلَمِيْنَ ﴾ ﴿ اَلْعٰلَمِيْنَ ﴾ یا حرف مفخم ملا ہوا ہو جیسے﴿ العرش ﴾ یاعین اور مفخم حرف کے درمیان الف ہو جیسے ﴿ فالعٰصفات ﴾اسی طریقہ سے اسکی صفت جہر اور توسط کا خاص لحاظ رکھنا چاہیئے جب اس کے بعد ہمس آئے جیسے ﴿ وَالْعَصْرِ ﴾ ﴿ تَعْتَذِرُوا ﴾۔

۱۳۔**فا**: یہ ہمیشہ باریک ہوگی خاص طور پر جب اس سے حرف استعلاء ملا ہوا ہو ﴿ فَطَرَنِىْ ﴾ اور فا اور حرف استعلاء کے درمیان الف ہو۔ جیسے ﴿ فَاطِرِ ﴾۔

۱۴۔ **کاف** : یہ ہمیشہ باریک ہوگا خاص طور پر جب اس سے کے بعد حرف استعلاء ہو جیسے ﴿ كَصَاحِبِ ﴾ اس کی شدت اور ہمس کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے تاکہ اس میں جہر نہ آجائے۔

۱۵۔ **میم** : یہ حرف غنہ ہے جب کہ ادغام والا ہو یا اخفاء والا ہو اور جب یہ متحرک یا ساکن مظہرہ ہو تو یہ باریک ہی ہوگا ۔ اس کے باریک پڑھنے کا لحاظ رکھنا چاہیئے جب اس کے بعد حرف مفخم ہو جیسے ﴿ مَخْمَصَةٍ ﴾ یا اس سے پہلے حرف مفخم ہو جیسے ﴿ لِيَطْمَئِنَّ ﴾۔

۱۶۔ نون : یہ بھی حرف غنہ ہے جب کہ یہ مدغم ہو یا اخفاء والا ہو یا اقلاب والا ہو ۔ جب متحرک ہو یا ساکن ہو تو یہ مظہرہ ہوگا اس وقت باریک پڑھنا ضروری ہے خاص کر جب اس سے حرف مفخم ملا ہوا ہو تو باریک پڑھنے کا لحاظ رکھنا چاہیئے جیسے ﴿ اِنَّ اللّٰہَ ﴾ ﴿ لَیَطْمَئِنَّ قَلْبِی ﴾ یا ان دونوں کے درمیان الف ہو جیسے ﴿ فَنَاظِرَۃٌ ﴾ یا نون کے بعد الف آجائے جیسے ﴿ النَّارِ ﴾۔

۱۷۔ ھا: یہ ہمیشہ باریک ہوگی۔ خاص طور پر جب اس سے الف ملا ہوا ہو ﴿ الْاَنْھٰرُ ﴾ خاص کر جب یہ کسرہ والی ہو تو اس کی ترقیق کا لحاظ کریں جیسے ﴿ عَلَیْھِمْ ﴾ یا حا ملی ہوئی ہو جیسے ﴿ فَسَبِّحْہُ ﴾ یا دو الف کے درمیان ہو ﴿ فَسَوّٰھَا ﴾ یا ساکن ہو جیسے ﴿ اھْدِنَا ﴾۔

۱۸۔ واؤ : یہ ہمیشہ باریک ہوگا خاص طور پر جب اس سے حرف مفخم ملا ہوا جیسے ﴿ وَ صَرَّفْنَا ﴾ یا الف ملا ہوا ہو جیسے ﴿ الْوَارِثُوْنَ ﴾ یا حرف استعلاء اور واؤ کے درمیان الف ہو جیسے ﴿ شُوَاظٌ ﴾ ﴿ وَاصِبٌ ﴾۔

۱۹۔ یا : یہ ہمیشہ باریک ہوگی خاص طور پر جب اس سے حرف مفخم ملا ہوا جیسے ﴿ یَخْرُجُ ﴾ حرف مفخم اور یا کے درمیان الف ہو جیسے ﴿ السَّیَّارَۃِ ﴾۔

نوٹ ۱: تفخیم اور ترقیق میں غلطی مقامی لہجوں کی مناسبت سے ہوتی ہے چنانچہ بعض جگہ موٹے حروف کو اپنے مقامی لہجوں میں باریک کردیتے ہیں جبکہ اس کی مثال قران میں تفخیم کی ہوتی ہے۔اور بعض باریک حروف کو مقامی لہجوں میں پُر پڑھ دیتے ہیں جبکہ قران میں باریک پڑھے جارہے ہیں اور اکثر یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس کے ساتھ حرف استعلاء آئے یا الف مدیہ آئے۔

نوٹ ۲: ترقیق میں مبالغہ کرنا مناسب نہیں ہے تا کہ ممالہ نہ ہو۔

نوٹ ۳: دائمی باریک حروف کا الگ الگ تجزیہ کرتے ہوئے ہم نے ان باریک حروف کے پُر (مفخم) پڑھنے کے اسباب پر بھی روشنی ڈال دی ہے۔ اسی وجہ سے ترقیق اور تفخیم کی غلطیوں کے اسباب کو علحدہ نہیں لکھا۔

تیسری فصل

ایسے حروف جو کبھی موٹے اور کبھی باریک پڑھے جاسکتے ھیں

وہ حروف جو کبھی موٹے اور کبھی باریک پڑھے جاسکتے ہیں تین ہیں۔ راء ، لام اور الف (اور ان سے منسلک غنہ) ۔

ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

احکام را :

پُر اور باریک پڑھنے کا بیان شروع کرنے سے پہلے بعض متعلقہ امور کا جاننا ضروری ہے۔

۱۔ صفت تکرار جس کا ذکر صفات لازمہ میں آچکا ہے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۲۔ زبان کی نوک کو ثنایا علیا (اوپر کے دانتوں) کی جڑ سے بہت زیادہ جما دینے سے راء کے بجاے لام بن جائے گا جسکو صفت انحراف میں بتایا گیا ہے اس سے بھی بچنا چاہئیے۔

۳۔ راء کو بہت زیادہ باریک کرنے سے اسکا اپنا مخرج برقرار نہیں رہیگا بلکہ لام کی طرف منتقل ہو جائے گا اس سے بھی بچنا چاہیئے ۔

راء کے متعلق اس گفتگو کے بعد ہم تفخیم اور ترقیق کے احکا م کا بیان شروع کرتے ہیں۔

راء کے پُر اورباریک پڑھنے کی تین حالتیں ہیں۔

۱۔ تفخیم ۲۔ ترقیق ۳۔ کبھی تفخیم اور کبھی ترقیق

حالت اول : تفخیم الراء (راء کو پُر پڑھنا)

مندرجہ ذیل حالتوں میں راء پُر پڑھی جائے گی۔

۱۔ راء پر زبر ہو اور اس کے بعد الف (غیرممالہ) ہو ﴿ رَابِيَةً ﴾ ﴿ رَاضِيَةٍ ﴾۔

۲۔ راء پر زبر ہو اور اس کے بعد الف نہ ہو ﴿ رَبَتَ ﴾ ﴿ الرَّحْمَنُ ﴾۔

۳۔ راء پر پیش ہو اور اس کے بعد واو ہو ﴿ بِرُوحِ الْقُدُسِ ﴾ ﴿ الرُّومُ ﴾۔
۴۔ راء پر پیش ہو اور اس کے بعد واو نہ ہو ﴿ رُبَمَا ﴾ ﴿ رُكَاماً ﴾۔
۵۔ وقف کی حالت میں راء ساکن ہو اوراس ساکن سے پہلےحرف پر زبر ﴿ بِسَحَرٍ ﴾﴿ مُزْدَجَرٌ ﴾
۶۔ راء پر سکون ہو اوراس ساکن سے پہلے حرف پر پیش ہو ﴿ مُرْتَابٌ ﴾ ﴿ مُرْسَلَهَا ﴾۔
۷۔وقف کی حالت میں راء ساکن ہو اور اس ساکن سے پہلے الف مدیہ ہو ﴿ النَّارِ ﴾﴿ الغَفَّرُ ﴾
۸۔وقف کی حالت میں راء ساکن ہو اور اس ساکن سے پہلے واو مدیہ ہو﴿ الْغَفُورُ ﴾ ﴿ كَفُورٌ ﴾
۹۔ وقف کی حالت میں راء ساکن ہو اور اس ساکن سے پہلے حرف پر سکون ہو اور اس سکون سے پہلے حرف پر زبر ہو﴿ وَالْفَجْرِ ﴾ ﴿ عَشْرٍ ﴾۔
۱۰ ۔ راء پر سکون ہو اور اس سے پہلے حرف پر کسرہ عارضی ہو۔ یہ صرف ہمزہ وصلی میں ہی ہوتا ہے اور یہ فعل کے علاوہ دوسروں میں نہیں آتا ہے۔ ﴿ ارْجِعِي ﴾ ﴿ ارْحَمْهُمَا ﴾ ۔
۱۱۔ وقف کی حالت میں راء ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر سکون ہو اور اس سے پہلے حرف پر پیش ہو ﴿ صُفْرٌ ﴾ ﴿ كُفْر ﴾۔
۱۲۔ راء پر سکون ہو اور اس سے پہلے حرف پر کسرہ اصلی ہو اور راء کے بعد حرف استعلا (بغیر زیر) کے ایک ہی کلمہ میں ہو ﴿ قِرْطَاسٍ ﴾ ﴿ مِرْصَادًا ﴾ ﴿ فِرْقَةٍ ﴾ اگر حرف استعلاء دوسرے کلمہ میں آئے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا (یعنی مرقق ہوگی) جیسے ﴿ فَاصْبِرْ صَبْراً ﴾۔

تفخیم راءکے چار مراتب ہیں ۔

پہلا مرتبہ : راء پر زبر اور اس کے بعد الف ﴿ رَاضِيَةٌ ﴾ ﴿ الرَّاحِمِينَ ﴾ یہ تفخیم کا اولی درجہ ہے۔

دوسرا مرتبہ: یہ پہلے درجے سے کم ہے اس میں:
ا۔ راء پر زبر اور اس کے بعد الف نہ ہو ۔
ب۔ راء پر سکون اور اس سے پہلے زبر ہو۔
ج۔ راء پر سکون اور اس سے پہلے الف مدیہ ہو ۔
د۔ راء پر سکون اور اس سے پہلے ساکن اور اس ساکن سے پہلے زبر ہو ۔

تیسرا مرتبہ :یہ دوسرے درجے سے کم ہے۔اس میں:

ا۔راء پر سکون اوراس سے پہلے زیر عارضی ہو۔

ب۔ راء پر سکون اور اس سے پہلے زیر اصلی اور راء کے بعد حرف استعلاء (بغیر زیر والا) ہو۔

چوتھا مرتبہ : یہ تیسرے درجے سے کم مفخم ہے اس میں:

ا۔ راء پر پیش اور اس کے بعد واؤ مدیہ ہو۔

ب۔ یا راء پر پیش اور اس کے بعد واؤ مدیہ نہ ہو ۔

ج۔ راء پر سکون اور اس سے پہلے پیش ہو۔

د۔ راء پر سکون اور اس سے پہلے واؤ مدیہ ہو ۔

ھ۔ راء پر سکون اور اس سے پہلے ساکن اور اس ساکن سے پہلے پیش ہو ۔

نوٹ ۱ : راء ساکن جس کے متعلق گفتگو ہے اگروہ سکون وقف کی وجہ سے ہے چاہے درمیان میں ہو یا آخر میں ہو تو راء ساکن کے احکام میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔

جبکہ وصل کی حالت میں سکون خودبخود ختم ہوجائے گا اور راء اپنی اصلی حالت پر آجائے گی اور اس وقت راء متحرک کا حکم ہوگا۔

نوٹ ۲: راء ساکن وقف کی وجہ سے ہو تو مذکورہ حالات میں مفخم ہوگی اگرچہ کہ وصل کی حالت میں مکسور ہی کیوں نہ ہو یہ سب تب ہے جب ہم اس پر وقف بالسکون کریں گے اور اگر ہم اس پر وقف بالروم کریں گے تو یہ راء مفخم نہیں ہوگی کیونکہ روم وصل کی طرح ہوتا ہے چنانچہ اسکی کسرہ والی حرکت ہوگی۔

حالت دوم : ترقیق الراء (راء کو باریک پڑہنا)

حسب ذیل حالات میں راء کو مرقق (باریک) پڑھیں گے۔

ا۔ راء پر مطلقاً زیر (کسی بھی قسم کا زیر) ہو چاہے بعد میں یاء ہو کہ نہ ہو ﴿ وَالْغٰرِمِينَ ﴾ ﴿ تَجْرِی ﴾ ۔

۲۔ راء پر سکون ہو اور اس سے پہلے زیر (اصلی) ہو اور راء کے بعد حرف استعلاء اسی کلمہ میں نہ ہو جیسے ﴿ فِرْعَوْنَ ﴾۔

۳۔حالت وقف میں راء ساکن اور اس سے پہلے یاء مدیہ ہو ﴿ قَدِيرٌ ﴾ ﴿ وَالْبَصِيرِ ﴾۔

۴۔ راء پر سکون اور اس ساکن سے پہلے یاء لین ہو﴿ خَيْرٌ ﴾ ﴿ لَا ضَيْرَ ﴾ ۔

۵۔ حالت وقف میں راء ساکن ہو اور اس ساکن سے پہلے حرف ساکن ہو اور اس سکون سے پہلے زیر والا حرف استعلاء نہ ہو ﴿ حِجْرٍ ﴾ ﴿ السِّحْرُ ﴾ ۔

۶۔ راء کے بعد الف ممالہ آئے یہ صرف ایک کلمہ میں آیا ہے ۔ ﴿ مَجْرِيهَا ﴾

نوٹ :راء متطرفہ (کلمہ کے آخر والی راء) ساکنہ جو باریک ہو جب حالت وصل میں پیش والی ہو اور اس پر وقف بالروم کریں تو یہ راء مفخم ہوگی مرقق نہیں ہوگی۔ ﴿ المصير﴾ ﴿ البصير﴾

حالت سوم : ترقیق وتخفیم الراء (راء کو باریک اور پُر پڑھنا)

حسب ذیل حالات میں راء کو دونوں طریقوں سے یعنی پُر اور باریک پڑھ سکتے ہیں۔

ا۔حالت وقف میں راء پر سکون ہو اس سے پہلے حرف استعلاء پر سکون ہو اور اس ساکن سے پہلے زیر ہو جیسے ﴿ مِصْرَ ﴾ اس کو دونوں طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں مگر تفخیم اولی ہے اس لئے کہ حالت وصل میں یہ راء مفخم ہے۔

﴿ الْقِطْرِ ﴾ کو بھی دونوں طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں مگر ترقیق اولی ہے اس لئے کہ حالت وصل میں یہ راء مرقق ہے۔

۲۔ راء پر سکون ہو اور اس سے پہلے زیر اصلی ہو اور راء کے بعد اسی کلمہ میں حرف استعلاء زیر والا ہو مثلا ﴿ فِـــرْقٍ ﴾ اس کو دونوں طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں۔ مگر ترقیق اولی ہے۔اس نظریہ کے تحت کہ راء ساکن ہے اور اس سے پہلے کسرہ اصلی ہے حرف استعلاء (زیر والا) کو نظرانداز کرتے ہوئے ترقیق کی جائے گی۔ جبکہ حرف استعلاء کا لحاظ کرتے ہوئے تفخیم کی جائے گی (یہ حالت وصل ہے چونکہ وقف میں سکون ہی ہے)۔

۳۔ وقف کی وجہ سے راء ساکن ہو جبکہ وصل کے وقت مکسور ہو اور اسکے بعد یاء محذوفہ (وہ یاء جو گرامر کے اعتبار سے ختم کردی گئی حالانکہ اصلی کلمہ میں تھی جیسے یسری سے یسر) ہو جیسے

﴿ يَسْرِ ﴾ ﴿فَأَسْرِ﴾ ﴿وَنُذُرِ﴾ اس میں دونوں طریقہ جائز ہیں۔ ترقیق تو اس وجہ سے کہ راء مکسورہ ہے اور اس کے بعد یاء محذوفہ ہے (یاء محذوف چاہے تخفیف کی وجہ سے ہو جیسے﴿ يَسْرِ ﴾ ﴿وَنُذُرِ﴾ یا یاء محذوف بنیاد کی وجہ سے ہو جیسے﴿ أَسْرِ ﴾) اور تفخیم اس وجہ سے ہے کہ راء ساکن اس سے پہلے ساکن اور اس ساکن سے پہلے مفتوح یا مضموم ہے لیکن ترقیق اولی ہے کیونکہ راء حالت وصل میں باریک ہی ہے۔

نوٹ ۱: ہر وہ راء جس میں دونو ں طریقے جائز ہیں (تفخیم اور ترقیق) اس میں ترقیق ہمیشہ بہتر رہتی ہے بجز ﴿ بِمِصْرَ﴾ کی راء کے۔ یہاں تفخیم بہتر ہے اسی کی طرف شیخ متولی نے اشارہ کیا ہے اور ابن جزری نے نظم میں اختیار کیا ہےاس کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

یسر و نذر کی راء کے لیے ،یہ کہلانا ہے — جزری نے ان کو، باریک ہی جانا ہے
جبکہ ''مصر'' کی راء کو تو مفخم مانا ہے — ''قطر ''کو مگر مرقق پڑھانا ہے
راء کا یہ طریقہ وقف میں ہی بتانا ہے — روم کو تو حالت وصل مانا ہے

نوٹ ۲: تشدید والی راء کو تفخیم اور ترقیق کے لحاظ سے ایک ہی حرف مانا جائے گا ۔
نوٹ ۳: زیر والی راء جو آخر کلمہ میں ہو اس پر ہم وقف بالسکون تفخیم کے ساتھ کریں گے کچھ علماء نے تفخیم اور ترقیق دونوں کی اجازت دی ہے۔ مفخم پہلے والی حرکت کی وجہ سے، زیر کی حرکت کو نظر انداز کرتے ہوئے، ہوگی۔ مرقق اس کے اصل کی وجہ سےہوگی کیونکہ اصل راءمیں ترقیق ہی ہے۔ جیسے ﴿ السحر﴾ ﴿حجر ﴾

راء میں غلطیاں :

۱۔ راء مفخم کو کسی بھی سبب سے باریک پڑھنا ﴿ بِالرُّوحِ ﴾ ﴿الْأَنْهَرُ ﴾ ۔
۲۔ راء مرقق کو کسی بھی سبب سے پُر پڑھنا ﴿ مَجْرِيهَا ﴾ ﴿ يَرِثُهَا ﴾ ﴿ ضُرِبَ ﴾ ۔
۳۔ تشدید والی راء جس پر کسرہ ہو اور پہلے زبر یا پیش ہو تو اس کو مرقق نہ کرنا﴿ وَفَرِّى ﴾

﴿ ضُرٌّ ﴾۔

۴۔تشدید والی راء جس پر زبر ہو اور پہلے کسرہ یا پیش ہو اس کو پُر نہ کرنا ﴿ يُصِرُّونَ ﴾ ﴿ سِرًّا ﴾۔

۵۔کلمہ ﴿ النذر ﴾ کو مرقق پڑھنا ﴿ وَنُذُرِ ﴾ کے کلمہ کی مشابہت کی وجہ سے کیونکہ اس میں یاء محذوف تھی۔ اور اس کی اصل (ونذری) تھی۔

لام کے احکام:

لام کے تفخیم اور ترقیق کےاحکام بیان کرنے سے پہلے مناسب یہ ہے کہ بتا دیا جائے کہ لام ہمیشہ باریک ہی ہوتا ہے بجز لفظ جلالہ(یعنی اللہ کا لفظ) کے اور اس کو باریک ہی پڑھنے کا خصوصی لحاظ کرنا چاہیئے۔خاص طور پر جبکہ کوئی مفخم حرف اس سے ملا ہوا ہو جیسے ﴿ وَلْيَتَلَطَّفْ ﴾ ﴿ وَعَلَى اللَّهِ ﴾ ﴿ وَلَا الضَّالِّينَ ﴾ ۔لیکن ترقیق میں اتنا مبالغہ بھی نہیں کریں کہ امالہ ہوجائے جیسا کہ لام جر (زیر) ہو تو اس کا اظہار کرنا ضروری ہے جیسے ﴿ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ﴾ ﴿ لَنَا ﴾ ۔ اور لفظ جلالہ سے پہلے اگر زبر یا پیش ہو تو یہ مفخم ہوگا ۔

لام کے احکام کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ترقیق لام (باریک لام)

قرانی کلمات میں تمام جگہ لام باریک ہوتا ہے چاہے کسی انداز میں لکھا ہوا ہو جیسے ﴿ لَا رَيْبَ ﴾ ﴿ لِلْمُتَّقِينَ ﴾ ﴿ الَّذِينَ ﴾ ﴿ قِبْلِكَ ﴾ ﴿ أُولَٰئِكَ ﴾ ﴿ الضَّالِّينَ ﴾

اور لفظ جلالہ ﴿ اللَّهِ ﴾اور﴿ اللَّهُمَّ ﴾ سے پہلے کسرہ ہو چاہے کسرہ اصلی ہو جیسے (بِاللَّهِ) ﴿ رِضْوَانِ اللَّهِ ﴾ یا کسرہ عارضی ہو جو التقاءساکنین سے بچنے کےلئے آتا ہے جیسے ﴿ قُلْ هُوَاللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ﴾ تو لفظ جلالہ کا دوسرا لام مرقق ہوگا اس لئے کہ اس سے پہلے کسرہ عارضی آیا ہے التقاءساکنین سے بچنے کےلئے۔

اسی طریقہ سے﴿ قُلِ اللَّهُمَّ ﴾میں لفظ اللھم مرقق ہوگا اس لئےکہ اس سے پہلے کسرہ عارضی ہے جو

﴿ ضُرٌّ ﴾۔

۴۔تشدید والی راء جس پر زبر ہو اور پہلے کسرہ یا پیش ہو اس کو پُر نہ کرنا ﴿ يُصِرُّونَ ﴾ ﴿ سِرًّا ﴾۔

۵۔کلمہ ﴿ النذر ﴾ کو مرقق پڑھنا ﴿ وَنُذُرِ ﴾ کے کلمہ کی مشابہت کی وجہ سے کیونکہ اس میں یاء محذوف تھی۔ اور اس کی اصل (ونذری) تھی۔

لام کے احکام:

لام کے تفخیم اور ترقیق کےاحکام بیان کرنے سے پہلے مناسب یہ ہے کہ بتا دیا جائے کہ لام ہمیشہ باریک ہی ہوتا ہے بجز لفظ جلالہ(یعنی اللہ کا لفظ) کے اور اس کو باریک ہی پڑھنے کا خصوصی لحاظ کرنا چاہیئے۔خاص طور پر جبکہ کوئی مفخم حرف اس سے ملا ہوا ہو جیسے ﴿ وَلْيَتَلَطَّفْ ﴾ ﴿ وَعَلَى اللَّهِ ﴾ ﴿ وَلَا الضَّالِّينَ ﴾ ۔لیکن ترقیق میں اتنا مبالغہ بھی نہیں کریں کہ امالہ ہوجائے جیسا کہ لام جر (زیر) ہو تو اس کا اظہار کرنا ضروری ہے جیسے ﴿ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ﴾ ﴿ لَنَا ﴾ ۔ اور لفظ جلالہ سے پہلے اگر زبر یا پیش ہو تو یہ مفخم ہوگا ۔

لام کے احکام کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ترقیق لام (باریک لام)

قرانی کلمات میں تمام جگہ لام باریک ہوتا ہے چاہے کسی انداز میں لکھا ہوا ہو جیسے ﴿ لَا رَيْبَ ﴾ ﴿ لِلْمُتَّقِينَ ﴾ ﴿ الَّذِينَ ﴾ ﴿ قِيلَكَ ﴾ ﴿ أُولَٰئِكَ ﴾ ﴿ الضَّالِّينَ ﴾

اور لفظ جلالہ ﴿ اللَّهِ ﴾اور﴿ اللَّهُمَّ ﴾ سے پہلے کسرہ ہو چاہے کسرہ اصلی ہو جیسے (بِاللَّهِ) ﴿ رِضْوَانِ اللَّهِ ﴾ یا کسرہ عارضی ہو جو التقاءساکنین سے بچنے کےلئے آتا ہے جیسے ﴿ قُلْ هُوَاللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ﴾ تو لفظ جلالہ کا دوسرا لام مرقق ہوگا اس لئے کہ اس سے پہلے کسرہ عارضی آیا ہے التقاءساکنین سے بچنے کےلئے۔

اسی طریقہ سے﴿ قُلِ اللَّهُمَّ ﴾میں لفظ اللھم مرقق ہوگا اس لئےکہ اس سے پہلے کسرہ عارضی ہے جو

حالت وصل التقاء ساکنین کو ختم کرنے کے لئے کسرہ عارضی لگایا گیا ہے۔

لام مغلظ:

علماء نے لام مفخم کو لام مغلظ (احترام کےطور پر) کہا ہے اور یہ صرف ﴿ اللہ ﴾ اور ﴿ اللھم ﴾ کا لام ہوتا ہے جس سے پہلے زبر یا پیش ہو جیسے ﴿ شَهِدَ اللَّهُ ﴾ ﴿ فَزَادَهُمُ اللَّهُ ﴾ ﴿ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ ﴾ ﴿ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ ﴾

لام مرقق کی ادائیگی کا منظر　　لام مفخم کی ادائیگی کا منظر

الف مد کے احکام :

دراصل الف مد خود مفخم یا مرقق نہیں ہوتا بلکہ الف مد اس حرف کے تابع ہوتا ہے جو اس سے پہلے ہوتا ہے چنانچہ اگر الف مد سے پہلے حرف مستفلہ ہے تو الف مرقق ہوگا سوائے لام اور راء کے جیسے ﴿ الْأَنْهَارُ ﴾ ﴿ بَاسِطٍ ﴾ ﴿ التَّائِبُونَ ﴾ ﴿ وَتِجَارَةٌ ﴾ ﴿ وَحَالَ ﴾ ﴿ عَادٍ ﴾ ﴿ النَّارُ ﴾ ﴿ الْأَنْهَارُ ﴾ ﴿ وَابِلًا ﴾ ﴿ السَّيَّارَةِ ﴾ ۔

اگر لام مرقق ہے تو الف مد بھی مرقق ہوگا جیسے ﴿ وَلَا تَتَّخِذُوا ﴾۔

اور لام مغلظ ہے تو الف مد بھی اس کے تابع مفخم ہوگا جیسے ﴿ اللَّهِ ﴾ ﴿ اللَّهُمَّ ﴾ ۔

راء کے ساتھ الف مفخم ہی ہوتا ہےاس لئے کہ اس سے پہلے زبر ہوتا ہے چنانچہ راء کے ساتھ الف پُر ہی ہوگا۔

اور الف مد سے پہلے حرف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہے تو الف مد بھی اس تفخیم کے تابع ہوگا

اور یہ تفخیم اس کے درجات کے اعتبار سے ہوگی جیسے ﴿ الطَّآمَّةُ ﴾ ﴿ الضَّآلِّينَ ﴾ ﴿ الظَّـٰلِمِينَ ﴾ ﴿ وَالصَّدِقِينَ ﴾ ﴿ بِالْقَارِعَةِ ﴾ ﴿ الْغَـٰفِلِينَ ﴾ ﴿ الْخَآئِنِينَ ﴾ ۔

اخفاء حقیقی والے غنہ کے احکام :

دراصل غنہ مرقق اور مفخم نہیں ہوتا بلکہ (الف کے برعکس) حرف اخفاء کی حالت کے تابع ہوتا ہے جو اس غنہ کے بعد آتا ہے چنانچہ طا، صاد، ضاد، ظا اور قاف مفخم ہیں تو غنہ بھی مفخم ہوگا جیسا کہ ﴿ مِن طِينٍ ﴾ ﴿ وَلِمَن صَبَرَ ﴾ ﴿ مَّن ضَلَّ ﴾ ﴿ مِن قَبْلِكُمْ ﴾ ۔

لیکن غین اور خاء میں غنہ نہیں ہوگا کیونکہ یہ اظہار والے حروف ہیں۔

تاء، ثاء، جیم، دال، ذال، زاء، سین، شین، فا اور کاف مرقق ہیں اسلئے غنہ بھی مرقق ہوگا (ان کے علاوہ باقی حروف استفال میں اخفاء نہیں ہوگا) جیسے ﴿ مِن تَحْتِهَا ﴾ ﴿ فَمَن ثَقُلَتْ ﴾ ﴿ وَلِمَن جَآءَ ﴾ ﴿ عَن دِينِهِ ﴾ ﴿ مَّن ذَا الَّذِى ﴾ ﴿ مَن زَكَّىٰهَا ﴾ ﴿ مِن سَبِيلٍ ﴾ ﴿ مِن شَىْءٍ ﴾ ﴿ انفَطَرَتْ ﴾ ﴿ انكَدَرَتْ ﴾ اس میں غنہ ناتجہ کا حکم ہوگا۔غنہ ناتجہ (غیر اصلی) چاہے نون ساکن میں ہو یا تنوین میں ہو۔

نون کی ادائیگی کا منظر

ساتواں باب
احکام نون ساکن اور تنوین

فہرست

مقدمہ

۱۔ حرف ساکن اور متحرک کا فرق اور اس کے لکھنے کا طریقہ

۲۔ احکام التقاءالساکنین (دو ساکنوں کے ملنے کے احکام)

۳۔نون ساکن اور تنوین کا فرق اور اسکے لکھنے کا طریقہ

پہلی فصل : اظہار حلقی : تعریف ، حروف ، پڑھنے کا طریقہ ، سبب ، اور اس کے پڑھنے میں عمومی غلطیاں۔

دوسری فصل: ادغام : تعریف ، حروف ،اقسام ، پڑھنے کا طریقہ ، ملاحظات ،اور اس کے پڑھنے میں عمومی غلطیاں۔

تیسری فصل : اقلاب : تعریف ، حرف ، پڑھنے کا طریقہ ، ملاحظات، اور اس کے پڑھنے میں عمومی غلطیاں۔

چوتھی فصل : اخفاء حقیقی : تعریف ، حروف ، پڑھنے کا طریقہ ، ملاحظات، اور اس کے پڑھنے میں عمومی غلطیاں۔

مقدمہ

نون ساکن اور تنوین کے احکام

ایسے حرف کو متحرک حرف کہتے ہیں جس کی ادائیگی کے وقت ہونٹ ہلتے ہیں۔ جب حرف پر زبر ہو تو اس کی ادائیگی میں ہونٹ کھلتے ہیں اور اس پر پیش ہو تو ہونٹ گول ہوتے ہیں اور زیر ہو تو ہونٹ نیچے کی طرف جائے ہیں۔

سکون کے لغوی معنی : جمنے اور حرکت نہیں کرنے کے ہیں۔ ساکن حرف کی ادائیگی کے وقت ہونٹ نہیں ہلتے ہیں۔

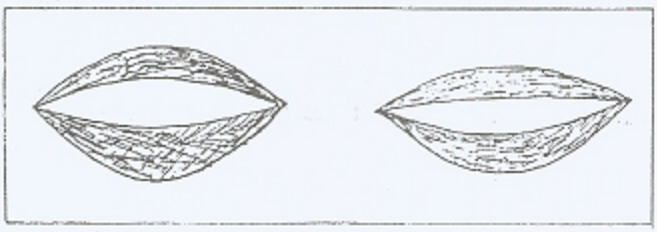

سکون کی ادائیگی کے وقت ہونٹوں کا منظر　　زبر کی ادائیگی کے وقت ہونٹوں کا منظر

پیش کی ادائیگی کے وقت ہونٹوں کا منظر　　زیر کی ادائیگی کے وقت ہونٹوں کا منظر

حرف پر حرکات اور سکنات لکھنے اور پڑھنے کا طریقہ

زبر والے حروف کی لکھائی:

ءَ ، بَ ، تَ ، ثَ ، جَ ، حَ ، (خَ) ، دَ ، ذَ ، (رَ) ، زَ ، سَ ، شَ ، (صَ) ، (ضَ) ، (طَ) ، (ظَ) ، عَ ، (غَ) ، فَ ، (قَ) ، كَ ، لَ ، مَ ، نَ ، هَ ، وَ ، يَ .

نوٹ: جن حروف کو قوسین میں لکھا گیا ہے اسکو موٹا (مفخم) پڑھیں گے اور دوسرے حروف کو باریک (مرقق) پڑھیں گے.

پیش والے حروف کی لکھائی :

ءُ ، بُ ، تُ ، ثُ ، جُ ، حُ ، خُ ، دُ ، ذُ ، رُ ، زُ ، سُ ، شُ ، صُ ، ضُ ، طُ ، ظُ ، عُ ، غُ ، فُ ، قُ ، كُ ، لُ ، مُ ، نُ هـ ، وُ ، يُ -

زیر والے حروف کی لکھائی :

ءِ ، بِ ، تِ ، ثِ ، جِ ، حِ ، خِ ، دِ ، ذِ ، رِ ، زِ ، سِ ، شِ ، صِ ، ضِ ، طِ ، ظِ ، عِ ، غِ ، فِ ، قِ ، كِ ، لِ ، مِ ، نِ ، هِ ، وِ ، يِ

سکون والے حروف کی لکھائی :

نوٹ: اگر مصحف میں حاء کا سرا حـ(جزم) جیسی علامت ہو تو یہ سکون کی علامت ہے اور ہر وہ حرف جو حرکات اور سکنات سے خالی ہو وہ بھی ساکن ہے۔

ءْ ، (بْ) ، تْ ، ثْ ، (جْ) ، حْ ، خْ ، (دْ) ، ذْ ، رْ ، سْ ، شْ ، صْ ، ضْ ، (طْ) ، ظْ ، عْ ، غْ ، فْ ، (قْ) ، كْ ، لْ ، مْ ، نْ ، وْ ، هْ ، يْ

نوٹ: جن حروف کو قوسین میں لکھا گیا ہے ان میں قلقلہ ہوگا اور جن حروف کے نیچے لائین ہے اس میں ہمس ہوگا

نوٹ: مصحف مدینہ میں کچھ حروف پر کوئی علامت نہیں ہوتی گویا وہ بھی جزم کی علامت ہے۔

التقاء ساکنین کے احکام
دو سکونوں کا آپس میں ملنا ۔ اسکا حکم

عربی لغت میں دو ساکن اول کلمہ ، آخر کلمہ ، وسط کلمہ اور دو کلموں کے بیچ میں آسکتے ہیں ۔ اس کا بیان حسب ذیل ہے۔

۱۔ التقاء ساکنین اول کلمہ میں : دو ساکن پہلے کلمہ میں صرف اس صورت میں ملتے ہیں جبکہ پہلے ھمزہ وصل ہو اور جسکے لئے شروع میں حرکت لگانی پڑتی ہے۔(حرکت چاہے زبر،زیر یا پیش کی ہو)

زبر: ال کے ساتھ ھمزہ وصل کو زبر سے حرکت دیں گے جیسے (الله , المئومن , الرحمن , الصلاۃ)

زیر: مندرجہ ذیل صورتوں میں ھمزہ وصل کو زیر سے حرکت دیں گے :

ان ناموں میں(یا فعل میں) جو غیر محلاۃ کہلاتے ہیں جیسے (ابن , ابنة ,اثنان , اثنتان , امرو , امراہ ,اسم , استغفار ,افترا) وغیرہ۔

یا فعل میں جس میں تیسرے حرف پر زبر ہو جیسے (اعلَم)

یا فعل میں جس میں تیسرے حرف پر زیر ہو جیسے (اضرِب)

یا فعل میں جس میں تیسرے حرف پر پیش عارضی ہو جیسے (امشُوا , اقضُوا)

پیش: ایسے فعل میں جس میں تیسرے حرف پر پیش اصلی ہو تو ھمزہ وصل کو پیش سے حرکت دیں گے جیسے (اسکنُ , اختُلف , ادعُوا)

۲۔ التقاء ساکنین وسط کلمہ میں: جب دو ساکن وسط کلمہ میں ہوں تو پہلے ساکن کو زیر یا زبر سے حرکت دیں گیں۔

پہلے حرف کو زیر سے حرکت: اس لئے دیں گے کہ یہی اصل ہے اس کی مثال یھدی ہے دراصل یہ یھتدی تھا یہاں تا کا دال میں ادغام ہوا اور تا کو ساکن کیا ۔ پھر ھا ساکن کو پہلے ساکن سے ملا کر پہلے کو مدغم فیہ میں ملایا ۔ اور ھا کو زیر دے دیا۔

اسی طرح یخصمون میں ہے اصل میں یہ یختصمون تھا اس میں تا کا صاد میں ادغام ہوا ہے پھر خا ساکن کو حرف اول کے سکون سے ملا کر زیر والی حرکت دے دی۔

اسی طرح نعما میں جو اصل میں نعم ما تھا میم کا میم میں ادغام کیا پہلی میم عین کے ساتھ ساکن ہوگی لہذا عین کو کسرہ کی حرکت دے دی گئی ۔

پہلے حرف کو زبر سے حرکت : اسی طرح پہلے حرف کو زبر سے حرکت دیں گے اور یہ فعل کے اندر تا تانیث میں ہوتا ہے جب کہ فعل تثنیہ والا ہو جیسے ﴿ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ ﴾

۳۔ التقاء ساکنین آخر کلمہ میں : یہ وقف کی صورت میں ہی ہوتا ہے

اسکی چند صورتیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ (آخر کلمہ میں) پہلا ساکن حرف مد ہو (سکون میت) اور دوسرا ساکن (سکون عارضی) وقف کی وجہ سے ہو جیسے ﴿ النَّارِ ﴾ ﴿ النَّاسُ ﴾ ﴿ والْمُؤْمِنُونَ ﴾ ﴿الغفور ﴾ ﴿ الرَّحِيمُ ﴾ ﴿ الْعَزِيزُ ﴾ ان حالتوں میں التقاء ساکنین ہوگا اور کوئی ایک بھی متحرک نہیں ہوگا۔

ب۔ (آخر کلمہ میں) پہلا ساکن (سکوں حی) ہو اور دوسرا ساکن (سکوں عارضی) وقف کی وجہ سے ہو جیسے ﴿ وَالْعَصْرِ ﴾ ﴿ وَالْفَجْرِ ﴾ ﴿ السَّوْءِ ﴾ ﴿ الْعِجْلَ ﴾ ان حالتوں میں التقاء ساکنین ہوگا اور کوئی ایک بھی متحرک نہیں ہوگا۔

ج۔ (آخر کلمہ میں) پہلا ساکن حرف مشدد کا پہلا حرف اور دوسرا ساکن حرف مشدد کا دوسرا حرف اور یہ حرف سکون عارضی وقف کی وجہ سے ہو جیسے ﴿ الْحَقُّ ﴾ ﴿ الْحَجَّ ﴾ ﴿ وَنَبِّ ﴾ ﴿ الْغَنِيُّ ﴾ ﴿ عَفُوّ ﴾ ان حالتوں میں التقاء ساکنین ہوگا اور کوئی ایک بھی متحرک نہیں ہوگا۔

د۔ پہلا ساکن حرف مشدد کا پہلا حرف اور دوسرا ساکن حرف مشدد کا دوسرا حرف اور یہ سکون اصلی جزم کی وجہ سے ہو جیسے ﴿ يُشَاقِقِ اللَّهَ ﴾ یہاں لفظ جلالہ(اللہ کے لام)میں التقاء ساکنین سے بچنے کے لئے دوسرا حرف زیر کے ساتھ متحرک ہوگا (چونکہ اس حرف کے بعد ساکن حرف آیا ہے)

اور اگر اس کے بعد متحرک آئے تو ہم حرف ثانی کو زبر سے متحرک کریں گے جیسے

﴿ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ ﴾اس صورت میں ہم تُضَآرَّ پر رک گئے تو ہم تین ساکنوں پر بغیر حرکت کے رکیں گے اور یہ جب ہوگا کہ حرف مشدد علحدہ نہ ہو۔اگر حرف مشدد علیحدہ ہوجائے توساکن اول میں، اس حرکت کی طرف منتقل ہوجائیں گے جو اس سے پہلے ہے جیسے ﴿ يَمْسَسْكُمْ ﴾ اس لئے کہ اس کی اصل یمس ہے چنانچہ فعل کو جزم دیا تو سین علیحدہ ہوگیا، میم کی حرکت حرف مشدد سے پہلے سین کی طرف منتقل ہو گئی اور یہ یمسکم ہوگیا۔

۴۔**التقاء ساکنین دو موصولہ کلموں کے درمیان :** اس حالت میں پہلےساکن کو یا تو حرکت دیں گے یا حذف کردیں گے اور اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

پہلے کو حرکت دیں گے (تین حرکتوں میں سے کسی ایک سے) اس کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ پہلے ساکن کو زیر سے حرکت دیں جبکہ وہ ساکن اصلی ہو جیسے ﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ ﴾ ﴿ وَبَشِّرِ الَّذِينَ ءَامَنُوا ﴾ ﴿ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ ﴾ ﴿ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ ﴾ ﴿ فَقَدِ افْتَرَىٰ ﴾ ﴿ وَأَلَّوِ استقاموا ﴾

ب۔ پہلے ساکن کو ضمہ سے حرکت دیں اس کی دو صورتیں ہیں۔

ا۔ جمع غائب کا میم اور جمع مخاطب کا میم یا اس سے جو ملحق ہو جیسے

﴿ هُمُ الْعَدُوُّ ﴾ ﴿ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ ﴾ ﴿ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ ﴾ ﴿ هَاؤُمُ اقرءوا ﴾

ان میموں کی اصل سکون جب انکے بعد ساکن آیا تو ضمہ سے حرکت دی گئی۔

۲۔واؤ ضمیر لین جس سے پہلے زبر ہواور اس کے بعد ساکن آجائے

جیسے ﴿ وَءَاتَوُا الزَّكٰوةَ ﴾ ﴿ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ ﴾ ﴿ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ﴾ ﴿ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ ﴾

ج۔ پہلے ساکن کو زبر سے حرکت دیں گے اور اس میں تین صورتیں ہیں:

ا۔ **کلمہ مِن:** مِن کا نون ساکن ہے اس نون کے بعد کوئی اور ساکن آئے تو اس نون کو زبر سےحرکت دیں گے جیسے ﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴾ ﴿ مِّنَ الْجِنَّةِ ﴾ ﴿ مِنَ النَّاسِ ﴾

۲۔ یاء متکلم میں : یاء متکلم حرف مد والا (سکون میت) جب اس کے بعد کوئی

ساکن آئے تو زبر سے حرکت دیں گے جیسے ﴿ رَبِّیَ اللّٰہُ ﴾ ﴿ اِنْ أَھْلَکَنِیَ اللّٰہُ ﴾ ﴿ نَبِّأْنِیَ الْعَلِیمُ ﴾

۳۔ دوسرا میم:الم کا جو (آل عمران کی پہلی آیت ہے)اسکو دوسری آیت سے ملانے کے وقت :ایسے وقت میں ہم دوسرے میم کو زبر سے حرکت دیں گے اور اس طرح پڑھیں گے (مِیمَ اللّٰہ)

التقاء ساکنین حذف کے ساتھ:

پہلا ساکن حذف ہو جائے :

حذف کی دو قسمیں ہیں

ا۔ تلفظا حذف ہو جائے اور تحریرا باقی رہے ایسا جب ہوتا ہے جب پہلا ساکن حرف مد ہو جیسے ﴿ وَاسْتَغْنَیَ اللّٰہُ ﴾ چنانچہ التقاء ساکنین سے بچنے کے لئے (استغنیٰ کا) الف مقصورہ وصل کے وقت حذف ہوگیا جیسے ﴿وَأَطِیعُوا اللّٰہَ﴾ کا واؤ بھی اسی طرح ساقط ہوگیا۔ اور ھمزہ وصل جو لکھائی میں باقی رہگیا۔

پہلاساکن (ھمزہ وصلی)حالت وصل میں ہو اور اس سے پہلے ھمزہ قطعی نہ ہو۔ یہ ھمزہ وصلی (ساکن اول) تلفظا حذف ہوئے گا اور تحریرا باقی رہے گا جیسے ﴿ رَبِّ ارْحَمْھُمَا ﴾ ﴿ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیٓ ﴾ ﴿ وَاخْفِضْ لَھُمَا ﴾ ، اس جیسی مثالیں۔

ب۔ تحریرا اور تلفظا ایک ساتھ حذف ہوجانا: ایسا اسی وقت ہوتا ہے جب کہ پہلا ساکن (ھمزہ وصلی) فعل میں ہو اور اس سے پہلے ھمزہ استفھام ہو جیسے ﴿اَ صْطَفَی ﴾ اس کی اصل ااصطفی تھی چنانچہ ھمزہ وصلی کو تحریرا اور تلفظا حذف کردیا گیا اور جیسے ﴿أَطَّلَعَ﴾ اس کی اصل ااطلع تھی ھمزہ وصل کو لکھنے اور پڑھنے میں حذف کر دیا گیا ۔ فعل امر (سال) کے مادہ سے بھی ایسا ہی ہوتا ہے جس میں واؤ یا فا ملا ہواہو جیسے ﴿فَسْئَلُو﴾

نون ساکن اور تنوین کا فرق

نون ساکن کی تعریف : نون ساکن کی ادائیگی کے وقت ہونٹ نہیں ہلتے ہیں اور اس کا سکون لکھائی میں ، ادائیگی میں، ملانے میں اور وقف کے وقت ثابت (اصلی) ہے۔

تعریف کی تشریح : نون ساکن کی ادائیگی کے وقت دونوں ہونٹ نہیں ہلتے ہیں جبکہ حرف متحرک ہو یا مشدد ہو یا مخفف ہو تو دونوں ہونٹ ادائیگی کے وقت اپنی حرکت (زیر، زبر، پیش) کے مطابق ہلتے ہیں۔ جیسے ﴿قسمنا﴾ ﴿الناس﴾۔

سکون ثابت (اصلی): کہنے سے وہ سکون(تعریف سے) ہٹ گیا جو التقاءساکنین کو ختم کرنے کے وقت مٹ جاتا ہے کیونکہ یہ سکون دوبارہ ثابت نہیں ہوگا جیسا کہ ﴿فمن اهتدى﴾ میں نون پر سکون ہے مگر اهتدى سے ملانے کے وقت یہ سکون ہٹ جاتا ہے (برخلاف انعمت کے نو ن کا سکون کسی حال میں نہیں ہٹتا)۔

لکھائی میں اور ادائیگی میں ثابت: کہنے سے تنوین (تعریف سے) ہٹ گئی کیونکہ یہ ادائیگی میں ثابت ہے لکھائی میں نہیں۔

ملانے اور وقف میں ثابت : کہنے سے وقف والا نون ساکن (تعریف سے) ہٹ گیا۔ کیونکہ یہ وقفاً ساکن ہے مگر ملانے کے وقت نہیں۔ جیسے ﴿نستعين﴾۔

نون ساکن افعال میں ہوتا ہے جیسے ﴿وينهون﴾ ﴿ءامن﴾۔

نون ساکن اسماء میں ہوتا ہے جیسے ﴿منتصرا﴾۔

نون ساکن حرف میں ہوتاہے جیسے ﴿من﴾ ﴿عن﴾ ﴿ان﴾ وغیرہ

تنوین کی تعریف:

لغوی معنی : آواز ہونا ۔

اصطلاحی تعریف : ایسا زائد نون ساکن جو اسم کے آخر میں وصل میں لگا ہوا ہو مگر تحریر میں اور حالت وقف میں نہ ہو۔

تعریف کی تشریح :

نون ساکن : کہنے سے وہ متحرک تنوین کا نون جو التقاءساکنین کی وجہ سے ہے(تعریف سے) ہٹ

گیا جیسے ﴿ احدٌ الله الصمد ﴾ میں (احد کی تنوین)۔

(تنوین) وصل کی حالت میں اسماء کے اخر میں ملی ہوئی ہو : یہ کہنے سے نون تاکید خفیفہ (تعریف سے) ہٹ گیا جیسے ﴿ ولیکونا﴾ ﴿ لنسفعاً ﴾ کیونکہ یہ فعل سے ملے ہونے کی وجہ سے ''شبہ تنوین'' ہے اصل تنوین نہیں۔ بلکہ وہ نون بھی (تعریف سے)ہٹ گیا جو حرف سے ملا ہوا ہو کیونکہ حرف کبھی بھی تنوین والا نہیں ہوتا۔

لکھائی میں اور وقف کی حالت میں الگ ہوجائے : یہ کہنے سے اصلی نون (تعریف سے) ہٹ گیا اس لئے کہ تنوین اسم سے کبھی علحدہ نہیں ہوتی۔

دو زبر والی تنوین کی کتابت:

ءً , بأً , تأً , ثأً , جأً , حأً , خأً , دأً , ذأً , رأً , زأً , سأً , شأً , صأً , ضأً , طأً , ظأً , فأً , قأً , كأً , لأً , مأً , نأً , هأً , وأً , يأً۔

وصل کی حالت میں زبر پڑھیں گے اور اس کے بعد نون ساکن پڑھیں گے اس طرح

ءَنْ , بَنْ , تَنْ , ثَنْ , جَنْ , خَنْ , دَنْ , رَنْ , زَنْ , سَنْ , شَنْ , صَنْ , ضَنْ , طَنْ , ظَنْ , فَنْ , كَنْ , لَنْ , نَنْ , هَنْ , وَنْ , يَنْ۔

وقف کی حالت میں زبر پڑھیں گے اور اس کے بعد الف مدیہ پڑھیں گیں۔

دو زیر والی تنوین کی کتابت:

ءٍ , بٍ , تٍ , ثٍ , جٍ , حٍ , خٍ , دٍ , ذٍ , رٍ , زٍ , سٍ , شٍ , صٍ , ضٍ , طٍ , ظٍ , عٍ , غٍ , فٍ , قٍ , كٍ , لٍ , مٍ , نٍ , هٍ , وٍ , يٍ

وصل کی حالت میں زیر پڑھیں گے اور اس کے بعد نون ساکن اس طرح پڑھیں گے

ءِنْ , بِنْ , تِنْ , ثِنْ , جِنْ , حَنْ , خِنْ , دِنْ , رِنْ , زِنْ , سِنْ , شِنْ , صِنْ , ضِنْ , طِنْ , ظِنْ , فِنْ , كِنْ , لِنْ , نِنْ , هِنْ , وِنْ , يِنْ ۔

وصل کی حالت میں زیر پڑھیں گے اور اس کے بعد نون ساکن پڑھیں گے اس طرح

وقف کی حالت میں نون ساکن کو حذف کردیا جائے گا۔

دو پیش والی تنوین کی کتابت:

ءٌ , بٌ , تٌ , ثٌ , جٌ , حٌ , خٌ , دٌ , ذٌ , رٌ , زٌ , سٌ , شٌ , صٌ , ضٌ , طٌ , ظٌ , عٌ , غٌ , فٌ , قٌ , كٌ , لٌ , مٌ , نٌ , هٌ , وٌ , یٌ=

وصل کی حالت میں پیش پڑھیں گے اور اس کے بعد نون ساکن پڑھیں گے اس طرح وقف کی حالت میں نون ساکن کو حذف کردیا جائے گا۔

انّ تعریفوں سے نون ساکن اور تنوین کا فرق نکل آیا۔

نون ساکن	تنوین
۱۔نون ساکن وسط کلمہ میں اور آخر کلمہ ہوتا ہے	تنوین صرف کلمہ کے آخر میں ہوتی ہے
۲۔ نون ساکن فعل اسم اور حرف میں ہوتا ہے	تنوین صرف اسم میں ہوتی ہے
۳۔نون ساکن میں وصلا اور وقفا سکون ہوتا ہے	تنوین میں وصلا ہی سکون ہوتا ہے
۴۔نون ساکن تحریرمیں اور پڑھنے میں ساکن ہوتا ہے	تنوین میں تحریرا سکون نہیں ہوتا بلکہ پڑھنے میں سکون ہوتا ہے
۵۔ نون ساکن حرف اصلی ہے	تنوین ایک زائد نون ساکن ہے

اور یہ سب اس وقت ہے جب تنوین نون ساکن تلفظا ہو کیونکہ تجوید میں تلفظ کا اعتبار ہوتا ہے حرف تہجی میں تجوید کے احکام نون ساکن مکمل ہوئے۔

نون ساکن اور تنوین کے بعد حرف تہجی کے ۲۸ حروف آنے پر بحیثیت نظری چار احکا م ہیں وہ یہ ہیں اظہار ، ادغام ، اقلاب اور اخفاء ۔ ان کا بیان الگ الگ آرہا ہے۔

پہلی فصل
اظہار حلقی

اظہار حلقی کے لغوی معنی: ظاہر کرنا ۔ بیان کرنا ۔ واضح کرنا۔
اظہار کے اصطلاحی معنی : حرف کا اپنے مخرج سے بغیر غنہ کے ادا ہونا، مطلب ہے کہ نون ساکن کا اپنے مخرج سے بغیر غنہ کے ادا ہونا (یعنی صرف غنہ ظاھرہ کے ساتھ ادا ہونا جس کو غیر فطری غنہ بھی کہا جاتا ہے ۔اس کی تفصیل انشاءاللہ غنہ کے باب میں آئے گی۔)
اظھار حلقی کے چھ حروف ہیں: ھمزہ ۔ ھاء ۔ عین ۔ حاء ۔ غین ۔ خاء۔
یہ حروف حلقی کہلاتے ہیں کیونکہ ان کا مخرج حلق ہے۔

پڑھنے کا طریقہ:
نون ساکن یا تنوین کے بعد چھ حروف حلقی میں سے کوئی حرف آئے،چاہے ایک کلمہ میں ہو یا دو کلموں میں ہو (تنوین کا حکم دو کلموں میں ہی ہوسکتاہے) تو نون ساکن کو اپنے مخرج سے بغیر غنہ کے ادا کریں گے جیسے﴿ وَيَنْهَوْنَ ﴾ ﴿ مَنْ أَعْطَىٰ ﴾ ﴿ خَلْقًا آمِ ﴾

﴿ وَيَنْهَوْنَ ﴾﴿ مِنْ هَادٍ ﴾ ﴿ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴾
﴿ أَنْعَمْتَ ﴾ ﴿ مِنْ عَمَلِ ﴾ ﴿ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾
﴿ وَانْحَرْ ﴾ ﴿ مِنْ حَقِّ ﴾ ﴿ وَفَرِيقًا حَقَّ ﴾
﴿ فَسَيُنْغِضُونَ ﴾﴿ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ﴾﴿ قَوْلًا غَيْرَ ﴾
﴿ وَالْمُنْخَنِقَةُ ﴾ ﴿ مِنْ خَيْرٍ ﴾ ﴿ ذَرَّةٍ خَيْرًا ﴾

سبب: نون ساکن اور حروف حلقی کے مخارج ایک دوسرے سے دور ہیں ۔ نون ساکن کا مخرج زبان کی نوک ہے جبکہ حروف حلقی کا مخرج حلق ہے۔ اس وجہ سے یہاں اظہار ہوتا ہے۔

مراتب : ان کے تین مراتب ہیں۔

پہلا مرتبہ : ھمزہ اور ھاء کا ہے۔ ان کا مخرج نون کے مخرج سے بہت دور ہے۔

دوسرا مرتبہ : عین اور حاء کا ہے۔ یہ مخرج کے اعتبار سے ھمزہ اور ھاء کی بہ نسبت نون کے مخرج سے قریب ہیں۔

تیسرا مرتبہ : غین اور خاء میں ہیں یہ دوسرے حروف حلقی کی بہ نسبت نون کے مخرج سے زیادہ قریب ہیں۔اسی وجہ سے ان حروف کی ادائیگی میں اکثر غلطیاں ہوجاتی ہیں۔اور نون ساکن کبھی غنہ کے ساتھ اور کبھی بغیر غنہ کے چھپ جاتا ہے۔

اظہار کی ادائیگی میں عامزد غلطیاں :

۱۔ غین اور خا کی ادائیگی میں اظہار نہ کرنا۔

۲۔ نون ساکن مظھرہ پر اگرچہ کہ تنوین ہو قلقلہ کرنا۔

۳۔ نون ساکن یا تنوین سے پہلے حرف کی حرکت کو بڑھا دینا اگر دو حرکت بڑھ جائے تو لحن جلی ہوگی اور اگر ایک حرکت بڑھ جائے تو لحن خفی ہوگی۔

۴۔ غنہ دو حرکت یا اس سے زیادہ کی مقدار میں کرنا۔

دوسری فصل

ادغام

تعریف :

ادغام کے لغوی معنی : داخل کرنا۔

اصطلاحی معنی : حرف ساکن کو اس کے بعد والے حرف متحرک میں اسطرح داخل کرنا کے دوسرا حرف مشدد ہوجائے۔

نون ساکن یا تنوین کا، چھ حروف میں سے کوئی حرف میں، اس طرح داخل ہونا کہ دوسرا حرف مشدد ہوجائے۔

حروف : چھ حروف یہ ہیں یاء ، راء ، میم ، لام ، واو اور نون۔ ان کا مجموعہ (یرملون) ہے۔

اقسام : ادغام کی دو قسمیں ہیں

۱۔ادغام غنہ کے ساتھ : نون ساکن یا تنوین کا ان چار حروف (ینمو) میں سے کسی حرف میں داخل ہونا، اسطرح کہ اس کے بعد والا حرف متحرک مشدد ہوجائے اور غنہ بھی ہو جس کی مقدار دو حرکت ہو۔

۲۔ ادغام بغیر غنہ : نون ساکن یا تنوین کا دو حروف لام اور راء میں سے کسی حرف میں اس طرح داخل ہونا کہ اس کے بعد والا حرف متحرک تشدید والا ہوجائے اور غنہ نہ ہو۔

پڑھنے کا طریقہ :

یاء : نون ساکن یا تنوین کے بعد یاء آئے تو نون ساکن یا تنوین کو یاء میں اسطرح داخل کریں گے کہ یاء مشدد ہوجائے ۔ اس میں غنہ دو حرکت کی مقدار کریں گے جیسے ﴿ فَمَن يَعْمَلْ ﴾ کو (فَمَيَّعْمَلْ) اور ﴿ خَيْرًا يَرَهُ ﴾ کو (خَيْرَيَّرَهُ) پڑھیں گے۔

نون: نون ساکن یا تنوین کے بعد نون آئے تو نون ساکن یا تنوین کو نون میں اسطرح داخل

کریں گے کہ نون مشدد ہوجائے۔ اس میں دو حرکت کی مقدار غنہ کریں گے جیسے ﴿ مِن نِّعْمَةٍ ﴾ کو (مِنِّعْمَةٍ) اور ﴿ مَلِكًا نُّقَتِلُ ﴾ کو (مَلِكُنُّقَاتِلُ) پڑھیں گے۔

میم : نون ساکن یا تنوین کے بعد میم آئے تو نون ساکن یا تنوین کو میم میں اسطرح داخل کریں گے کہ میم مشدد ہوجائے۔ اس میں دو حرکت کی مقدار غنہ کریں گے جیسے ﴿ مِن مَّسِدٍ ﴾ کو (مِمَّسِدٍ) اور ﴿ حَبْلٌ مِّن ﴾ کو (حَبْلُمِّن) پڑھیں گے۔

واؤ : نون ساکن یا تنوین کے بعد واؤ آئے تو نون ساکن یا تنوین کو واؤ میں اسطرح داخل کریں گے کہ واؤ مشدد ہوجائے۔ اس میں دو حرکت کی مقدار غنہ کریں گے جیسے ﴿ مِن وَّلِيٍّ ﴾ کو (موَّلی) اور ﴿ وَلِيٌّ وَلَا نَصِيرٍ ﴾ کو (ولِيُّوَّلا نصیر) پڑھیں گے۔

لام : نون ساکن یا تنوین کے بعد لام آئے تو نون ساکن یا تنوین کو لام میں اس طرح داخل کریں گے کہ لام مشدد ہوجائے مگر اس تنوین کو بغیر غنہ کے پڑھیں گے جیسے ﴿ مِن لَّدُنَّا ﴾ کو (ملَّدنا) اور ﴿ خَيْرٌ لَّهُ ﴾ کو (خیرُلَّه) پڑھیں گے۔

راء :نون ساکن یا تنوین کے بعد راء آئے تو نون ساکن یا تنوین کو راء میں اس طرح داخل کریں گے کہ راء مشدد ہوجائے مگر اس تنوین کو بغیر غنہ کے پڑھیں گے جیسے ﴿ مِن رَّبِّكَ ﴾ کو (مِرَّبك) اور ﴿ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ کو (غفورُرَّحیم) پڑھیں گے۔

نوٹ ا: اوپر دی ہوئی مثالوں سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ نون ساکن یا تنوین کے بعد یرملون میں سے کوئی حرف اس کے ''بعد والے'' کلمہ میں آئے تب ہی ادغام ہوگا۔ اگر نون ساکن کے بعد یرملون میں سے کوئی حرف ایک ہی کلمہ میں آئے تو ادغام نہیں ہوگا بلکہ یہاں ''اظہار مطلق'' ہوگا ۔ جیسا کہ ان کلمات میں ﴿ الدُّنْيَا ﴾ ﴿ بُنْيَٰنَهُ ﴾ ﴿ صِنْوَانٌ ﴾ ﴿ قِنْوَانٌ ﴾ میں نون کا اظہار ہوگا۔ اس لئے کہ یہ نون اصل ہے یہاں نون کا نون میں ادغام ہوگا تو التباس ہوجائے گا جیسے کَصُوَّان۔

نوٹ ۲ : ﴿ نٓ والقلم ﴾ اور ﴿ یٰسٓ والقران ﴾ میں واؤ کا نون میں ادغام نہیں ہوگا۔ یہاں ''اظہارمطلق'' ہوگا اور نون واؤ میں نہیں ملے گا جیسے (نُون والقلم) (یاسین والقران)۔

نوٹ ۳: نون کا نون میں ادغام پورے کا پورا ہو جاتا ہے۔ اور نون کا میم میں ادغام اس طرح ہوگاکہ پہلے نون کو میم ساکن سے بدلیں گے پھرمیم کا ان میں ادغام کریں گے۔ اسی طرح نون کا واؤ ، لام اور راء میں ادغام ہوگا۔ یعنی نون کو پہلے واؤ ساکن یا یاء ساکن یا لام ساکن یا راء ساکن سے بدلیں گے پھر اسکا ادغام کردیں گے اس ادغام کی وجہ یا تو تماثل یا تجانس یا تقارب ہوگی یا ناقص یا کامل ہوگی۔ جس کی تفصیل ادغام کے باب میں ہے۔

نوٹ ۴۔: ﴿ طٰسٓمٓ ﴾ میں سین کا نون میں ادغام ہوگا اور اسکو اسطرح پڑھیں گے طاسیمّیم۔

نوٹ ۵: ﴿ وَقِیلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴾ یہاں نون ساکن کے بعد راء ہے لیکن یہاں من پر سکتہ ہونے کی وجہ سے ادغام نہیں ہوگا۔

نون ساکن و تنوین میں ادغام کی عامزد غلطیاں :

۱۔ ادغام وضاحت سے نہ کرنا بلکہ اظہار کرنا۔
۲۔پورا غنہ نہ کرنا خاص طور پر یاء اور واؤ میں اس طریقہ سے کہ ادغام کرناکہ کامل ہوجائے۔
۳۔ لام اور راء کے ادغام میں غنہ کرنا اسطرح کے ادغام ناقص ہو جائے۔
۴۔ سکتہ کے ساتھ ادغام کردینا ﴿ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴾ میں۔
۵۔ ﴿ نٓ ﴾ اور﴿ یٰسٓ ﴾ میں واؤ کے ساتھ ادغام کرنا۔
۶۔﴿ طٰسٓمٓ ﴾ میں نون کا ادغام میم میں نہیں کرنا۔
۷۔ نون ساکن یا تنوین سے پہلے حرف کی حرکت کو بڑھا دینا اگر دو حرکت بڑھ جائے تو لحن جلی ہوگی اور اگر ایک حرکت بڑھ جائے تو لحن خفی ہوگی۔

تیسری فصل
اقلاب

تعریف :

اقلاب کے لغوی معنی : الٹنا، پلٹنا۔

اقلاب کے اصطلاحی معنی: نون ساکن یا تنوین یا نون تاکید خفیفہ کو میم ساکن میں بدلنا (پڑھنے میں، لکھنے میں نہیں) اور باء کو غنہ کے ساتھ چھپاتے ہوئے بغیر تشدید کے ادا کرنا۔ (نون تاکید خفیفہ گرامر کی اصطلاح ہے فعل مضارع میں یہ نون لگایا جاتا ہے جسکے معنی ضرور کے ہوتے ہیں)۔

حرف : اس کا صرف ایک حرف باء ہے۔

پڑھنے کا طریقہ :

نون ساکن یا تنوین کے بعد اگر باء آئے، ایک کلمہ میں یا دو کلموں میں آئے ، تو نون ساکن یا تنوین کو میم ساکن سے بدلیں گے اور اس کو باء کے ساتھ بغیر تشدید کے، غنہ دو حرکت کی مقدار کرتے ہوئے چھپائیں گے۔

نوٹ : ''غنہ بغیر تشدید ''کی صورت میں ہونٹوں کو نہیں ملائیں گے اگر ہونٹ مل جائیں تو یہ غنہ میم مشدد کا ہوگا۔ اخفاء کا (چھپانے کا) نہیں ہوگا۔ اس لئے اقلاب کے غنہ کو ادا کرتے وقت ہونٹوں کو ذرا کھلا رکھنا چاہیئے تاکہ غنہ بھی ہو اور تشدید نہ ہو۔

نون ساکن اور باء ایک کلمہ میں: مثال ﴿ دَنْۢبٌ ﴾ ﴿ أَنۢبِـُٔونِى ﴾

دو کلموں میں: مثال ﴿ مِنۢ بَعْدُ ﴾ ﴿ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ﴾

اقلاب کے شرائط :

ا۔نون ساکن یا تنوین کو میم ساکن میں صرف لفظا بدلیں گے، لکھائی میں نہیں بدلیں گے۔

اقلاب کی نشانی: (بعض ممالک کے) مصحف میں نون ساکن پر تجریدی سکون (کوئی علامت لکھی ہوئی نہ ہواس) پر چھوٹا سا میم بناتے ہیں۔

تنوین کی دو حرکتوں میں سے ایک حرکت کو ختم کرکے اس کی جگہ یہ چھوٹا سا میم لکھتے ہیں۔

۲۔ میم کا باء میں اخفاء ہوگا۔

۳۔ غنہ کا اظہار ہوگا جو میم کی صفت ہے اور اس کی مقدار دو حرکت ہوگی ۔

اقلاب کی ادائیگی کا منظر

اقلاب کی ادائیگی میں عامزد غلطیاں:

ا۔نون ساکن یا تنوین کے بعد باء آئے تو اظہار کرنا۔

۲۔غنہ اچھی طرح نہیں کرنا۔

۳۔ ہونٹوں کو ملا کر غنہ کرنا اور میم کو میم مشدد سے بدلنا۔

۴۔ غنہ موٹا (مفخم) کرنا جب کہ باریک (مرقق) کرنا ہو۔

۵۔ نون ساکن یا تنوین سے پہلےحرف کی حرکت کو بڑھا دینا اگر دو حرکت بڑھ جائے تو لحن جلی ہوگی اور اگر ایک حرکت بڑھ جائے تو لحن خفی ہوگی۔

چوتھی فصل
اخفاء حقیقی

تعریف :

لغوی معنی : چھپانا۔

اصطلاحی معنی : نون ساکن یا تنوین کو اظہار اور ادغام کی درمیانی صفت سے، غنہ کے ساتھ ، بغیر تشدید کے ادا کرنا۔

حروف : اس کے پندرہ حروف ہیں اسکا مجموعہ نیچے دئے ہوئے شعر میں ہر کلمہ کا پہلا حرف ہے۔

صف ذا ثنا کم جاو شخص قد سما　　دم طیبا زدفی تقی ضع ظا لما

اگر کوئی اظہار کے چھ حروف، ادغام کے چھ حروف اور اقلاب کا ایک حرف یاد کرلے تو اخفاء کے حروف کو یاد کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اظہار ادغام اور اقلاب کے بعد باقی تمام حروف اخفاء کے ہوں گے۔

پڑھنے کا طریقہ :

نون ساکن یا تنوین کے بعد ان ۱۵ پندرہ حروف میں سے کوئی حرف آئے، چاہے ایک کلمہ میں ہو یا دو کلموں میں، اس میں نون ساکن یا تنوین کا، دو حرکت غنہ کے ساتھ، اخفاء کریں گے۔ اور اس کو اخفاء حقیقی کہتے ہیں۔

اخفاء حقیقی نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اخفاء میں نون ساکن اور تنوین تقریبا معدوم ہوجاتے ہیں اور صرف غنہ رہ جاتا ہے۔

مثال :

۱۔ص: ﴿ يَنصُرْكُمْ ﴾ ﴿ أَن صَدُّوكُمْ ﴾ ﴿ رِيحًا صَرْصَرًا ﴾

۲۔ذ: ﴿ وَيُنذِرَ ﴾ ﴿ عَن ذِكْرِ ﴾ ﴿ سِرَاعًا ذَٰلِكَ ﴾

۳۔ث: ﴿ وَالْأُنثَىٰ ﴾ ﴿ أَن تَبْتَغِيَ ﴾ ﴿ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ﴾

٤۔ك: ﴿عَنكُمْ﴾ ﴿إِن كُنتُمْ﴾ ﴿وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾

٥۔ج: ﴿الإنجيل﴾ ﴿مِن جَانِبِ﴾ ﴿صَبْرًا جَمِيلاً﴾

٦۔ش: ﴿وَأَنشَأْنَا﴾ ﴿مِن شَيْءٍ﴾ ﴿جَبَّارًا شَقِيًّا﴾

٧۔ق: ﴿فَانقَلَبُوا﴾ ﴿مِن قَبْلُ﴾ ﴿ثَمَنًا قَلِيلاً﴾

٨۔س: ﴿الْإِنسَانُ﴾ ﴿مِن سُوءٍ﴾ ﴿عَبْدَتِ سَبِّحَتِ﴾

٩۔د: ﴿أَندَادًا﴾ ﴿مِّن دُونِ﴾ ﴿دَكًّا دَكًّا﴾

١٠۔ط: ﴿فَانطَلَقُوا﴾ ﴿مِن طِينٍ﴾ ﴿شَرَابًا طَهُوراً﴾

١١۔ز: ﴿وَأَنزَلْنَا﴾ ﴿مَن زَكَّاهَا﴾ ﴿مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ﴾

١٢۔ف: ﴿الْأَنفَالِ﴾ ﴿فَإِن فَآءُو﴾ ﴿خَالِدًا فِيهَا﴾

١٣۔ت: ﴿مُّنتَهُونَ﴾ ﴿وَمَن تَابَ﴾ ﴿حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا﴾

١٤۔ض: ﴿مَنضُودٍ﴾ ﴿وَمَن ضَلَّ﴾ ﴿قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ﴾

١٥۔ظ: ﴿يَنظُرُونَ﴾ ﴿مَن ظَلَمَ﴾ ﴿ظِلًّا ظَلِيلاً﴾

اخفاء حقیقی کی ادائیگی میں عامزد غلطیاں:

١۔ اظہار جیسا پڑھنا بغیر غنہ کے یا غنہ کے ساتھ اظہار کرنا۔

٢۔ بغیر غنہ کے پڑھنا۔

٣۔ باریک غنہ کو موٹا پڑھنا ، موٹے غنہ کو باریک پڑھنا۔

٤۔آواز کو حرف اخفاء کی آواز سے غنہ کے لئے الگ الگ کردینا۔

٥۔ نون ساکن یا تنوین سے پہلے حرف کی حرکت کو بڑھادینا اگر دو حرکت بڑھ جائے تو لحن جلی ہوگی اور اگر ایک حرکت بڑھ جائے تو لحن خفی ہوگی۔

نوٹ ١ : اخفاء کی تطبیق کے وقت زبان کی نوک کو اوپر کے دانتوں سے نہیں چپکائیں گے صرف زبان کو اوپر کے دانتوں کے قریب لے جائیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ اسی وقت حرف اخفاء کے مخرج کی طرف اس طرح جائیں گے کہ حرف اخفاء کی آواز غنہ میں ظاہر ہو(جس طرح اردو

میں پنکھا کہتے ہیں)۔

اخفاء کے تین مراتب ہیں۔

ا۔سب سے زیادہ وضاحت طاء تاء اور دال میں ہوگی اس لئے کہ یہ نون کے مخرج سے بہت قریب ہیں۔

ب۔ سب سے کم وضاحت (کوشش) کاف اور قاف کے مخارج میں ہو گی جو نون کے مخرج سے بہت دور ہیں۔

جؔ۔ باقی حروف کے مخارج نون کے مخرج سے اوسط دوری پر ہیں۔

نوٹ ۲ : حالت اخفاء میں نون ساکن سے پہلے والے زیر زبر پیش کو بغیر مبالغہ کے پڑھنا ضروری ہے۔ ورنہ فتح کے بعد الف کسرہ کے بجائے یاء ، ضمہ کے بجائے واؤ بن جائے گی جیسے کنتم سے کونتم، منکم سے مینکم اور عنکم سے عانکم وغیرہ۔

نوٹ ۳: ادغام اور اخفاء کا فرق یہ ہے کہ ادغام میں تشدید ہوتی ہے جبکہ اخفاء میں تشدید نہیں ہوتی اخفاء حرف پر ہوتا ہے۔ جبکہ ادغام حرف کے اندر ہوتا ہے۔

نوٹ ۴: جس طرح کلمات میں اخفاء ہوتا ہے اسی طرح حرف متقطعات میں بھی اخفاء ہوگا ۔
(حروف مقطعات سورہ کے شروع میں آتے ہیں) نون ساکن کے بعد کوئی حرف اخفاء آئے جیسے عسق میں عین کے نون ساکن کے بعد سین جو اخفاء کا حرف ہے۔اور سین کے نون ساکن کے بعد قاف ہے جو حرف اخفاء ہے ان میں اخفاء ہوگا۔

مقدمہ جزریہ میں ابن جزری نے نون ساکن اور تنوین کے احکام کو منظوم کیا ہے ۔جس کا منظوم ترجمہ حسب ذیل ہے۔

حروف حلقی میں اظہار کیا جائے لام را میں بغیر غنہ کا ادغام کیا جائے
یومن میں غنہ والا ادغام کیا جائے جبکہ کلمہ دنیا میں نہ ادغام کیا جائے
ب میں غنہ جسکو اقلاب کہا جائے رہے باقی حرف جسمیں اخفاء کیا جائے

اظہار حلقی			ادغام				اقلاب			اخفاء حقیقی	
لغوی تعریف	اظہار کرنا		لغوی تعریف	داخل کرنا			لغوی تعریف	الٹنا پلٹنا		لغوی تعریف	چھپانا
اصطلاحی تعریف	ہر حرف کو اپنے مخرج سے بغیر غنہ کے ادا کرنا		اصطلاحی تعریف	حرف ساکن کو متحرک میں اس طرح داخل کرنا کہ متحرک حرف مشدد ہوجائے			اصطلاحی تعریف	نون ساکن یا تنوین کو میم ساکن سے بدلنا اور اخفاء کرنا		اصطلاحی تعریف	حرف کو غنہ کے ساتھ ادغام اور اظہار کی درمیانی حالت سے ادا کرنا
حروف	مثال		اقسام	حروف	مثال		حروف	مثال		حروف	مثال
	نون ساکن	تنوین			نون ساکن	تنوین		نون ساکن	تنوین		نون ساکن	تنوین
ا	من آمن	کل آمن	ادغام بغنہ	ی	من یقول	وبرق یحطوط	ب	من بعد	سمیع بصیر	ص	ینصرکم	ریحا صرصرا
ہ	من ھاجر	بحرف حار	مثلین	ن	من نعمة	یومئذناعمة				ز	ینفر	سراحا نلک
ع	من علم	سمیع علیم		م	من مال الله	عذاب مقیم				ث	فمن ثقلت	ازواجا ثلاثة
ح	فان حاجوك	علیما حکیما		و	من ولی	یومئذواعیة				ک	منکم	رزق کریم
غ	من غل	رب غفور	ادغام بغیر	ل	من لدن	یومئذلخبیر				ج	من جاء	صبر جمیل
خ	من خلاف	علیم خبیر	غنہ ل ر	ر	من ربهم	غفوررحیم				ش	فمن شهد	غفورشکور
										ق	من قبل	ثمنافقیلا
										ک	من سوء	عابدات سائحات
										ر	فانزلنا	مبارکة زیتونة
										ف	الانفال	خالدا فیها
										و	من دابة	دکادکا
										ط	من طیبات	شرابا طهورا
										ض	منضود	قسمة ضیزی
										ت	من تاب	حلیة تلبسونها
										ظ	من ظهیر	ظلاظلیلا

آٹھواں باب
حروف مشدد کے احکام

۱۔ حرف مشدد کی تعریف اور اس کی لکھائی۔

۲۔غنہ کے اعتبار سے اقسام۔

ا۔ حروف مشدد غنہ کے ساتھ۔

ب۔ حروف مشدد بغیر غنہ۔

۳۔ ادائیگی کی عام غلطیاں۔

۴۔ غنہ کے مراتب۔

حروف مشدد کی تعریف اور قسمیں

تعریف :

حرف مشدد دو متماثل (ایک ہی جیسے) حروف ہیں جن میں پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہوتا ہے۔ یہ صرف پڑھنے میں ہے لیکن لکھنے میں نہیں ہوتا۔ یہ وصلا اور وقفا دونوں حالتوں میں ہوتا ہے جیسے ﴿ النَّارِ ﴾ ﴿ بِالرَّحمَنِ ﴾ ﴿ كُلًّا ﴾ ﴿ ثَجَّاجاً ﴾ وغیرہ اور حالت وقف میں دونوں حروف ساکن ہو جائیں گے جیسے ﴿ وَالْجَارُّ ﴾ ﴿ مُسْتَمِرٌّ ﴾ ﴿ الْحَجّ ﴾ ﴿ صُمٌّ ﴾ ﴿ وَتَبَّ ﴾ ﴿ الْحَقُّ ﴾ ﴿ أَضَلَّ ﴾۔

یہ تحریر کے لحاظ سے ایک ہی حرف لکھا جاتا ہے۔ جیسے اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔

حرف مشدد لکھنے کا طریقہ :

أَ ,بَّ, تَّ, ثَّ, جَّ, حَّ, خَّ, دَّ, ذَّ, رَّ, زَّ, سَّ, شَّ, صَّ, ضَّ, طَّ, ظَّ, عَّ, غَّ, فَّ, قَّ, كَّ, لَّ, (مَّ), (نَّ), هَّ, وَّ, يَّ

یہ تشدید زبر کے ساتھ ہے۔ اگر پیش یا زیر آئے تو اسی طرح لکھیں گے، صرف زبر کے بجائے پیش یا زیر ہوجائے گا۔ تشدید والے حرف سے پہلے راء کو لگا کر، حرف مشدد کو اس طرح پڑھیں گے۔

رأَّ , رَبَّ , رَتَّ , رَثَّ , رَجَّ , رَحَّ , رَخَّ , رَدَّ , رَذَّ , رَرَّ , رَزَّ , رَسَّ , رَشَّ , رَصَّ , رَضَّ , رَطَّ , رَظَّ , رَعَّ , رَغَّ , رَفَّ , رَقَّ , رَكَّ , رَلَّ , (رَمَّ) , (رَنَّ) , رَهَّ , رَوَّ , رَيَّ ۔

اسی طرح پیش اور زیر کی حرکت پڑھیں گے۔ جو حروف قوسین میں لکھے گئے ہیں ان حروف میں غنہ کی رعایت کی جائیگی غنہ کا اظہار پہلے حرف ساکن پر ہوگا، دوسرے حرف پر غنہ کرنا مناسب نہیں ہے۔

اقسام :

حرف مشدد کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم : حرف مشدد غنہ کے ساتھ : اس کے دو حرف ہیں میم مشدد اور نون مشدد۔ ان میں تشدید کی حالت میں دو حرکت کی مقدار غنہ ہوگا۔

میم کی مثالیں : ﴿ عمَّ ﴾ ﴿ مِّمَّا ﴾ ﴿ الطَّآمَّةُ ﴾ ﴿ سَمَّعُونَ ﴾ ﴿ فَأَمَّا ﴾ ﴿ وَأُمَّهُ ﴾

نون کی مثالیں : ﴿ انَّ ﴾ ﴿ كَأَنَّهَا ﴾ ﴿ النَّارُ ﴾ ﴿ النَّعِيمِ ﴾ ﴿ الظَّانِّينَ ﴾ ﴿ لَّهُنَّ ﴾

نون اور میم بغیر تشدید کے ہوں تو اسمیں غنہ نہیں ہوگا بلکہ اسمیں غنہ اصلی ہوگا۔غنہ اصلی میں غنہ کی مدت نہیں ہوتی بس اتنا ہی غنہ ہوتا ہے جتنا ایک حرف کے ختم ہونے تک ہوسکتا ہے کیونکہ غنہ ان دونوں حرفوں میں اپنی ذات میں موجود ہے اس کی دلیل یہ ھیکہ اگر آپ ناک بند کردیں اور نون اور میم اداکرنا چاہیں تو ان کی صحیح ادائیگی ممکن ہی نہیں یہ گویا فطری غنہ ہونیکی وجہ ہے لیکن یہ غنہ جب ہے کہ حرف مشدد نہ ہو۔ اور اگر مشدد ہو تودو حرکت کی مقدار غنہ اصلی ہوگا۔

دوسری قسم : حروف مشدد بغیر غنہ : میم اور نون کے علاوہ باقی تمام چھبیس حروف مشدد میں غنہ نہیں ہوتاہے اور اس کی مثالیں بے شمار ہیں جن کا ذکر تعریف میں آچکا ہے۔

یہ میری اپنی تقسیم ہے جبکہ تجوید کی کتابوں میں ایسا نہیں ہے۔ (بعض کتابوں میں تمطیط اور غنہ کو ایک ہی کردیا گیا ہے)۔ جبکہ تمطیط اور غنہ ان حروف میں ہوتا ہے جس میں صفت رخوۃ اور توسط ہو (گویا صفت ہمس اور رخوت نہ ہو تو تمطیط نہیں ہوگی لیکن غنہ ہوسکتا ہے)۔

ا۔ بعض رخوۃ والے حروف جن میں عام طور پر غنہ کی غلطی کردی جاتی ہے حالانکہ اس میں غنہ نہیں ہوتا۔ یہ یاء مشدد اور واوٗ مشدد ہیں۔ جیسے ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝٥ ﴾ کو اکثر لوگ یاء مشدد غنہ والی پڑھتے ہیں ۔ جیسے (انیاک)۔ یہ غلطی ہے۔اس سے بچنا چاہیئے۔ اور اسی

طرح یاء مشدد میں غنہ کردیا جاتا ہے (جو کہ غلط ہے)۔

۲۔ اسی طریقہ سے واؤ مشدد میں لوگ غنہ کردیتے ہیں۔ یہ بھی غلطی ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے جیسے ﴿ التَّوَّابِينَ ﴾ کو التوابین پڑھا جائے۔ اور اسی طرح ہر واؤ مشدد میں غنہ سے بچنا چاہیئے۔

۳۔ وہ حرف متوسط جس میں لام والی تمطیط ہوتی ہے یہ بھی ایک غلطی ہے اس سے بچنا چاہیئے جبکہ اکثر ﴿ الضَّآلِّينَ ﴾ کے لام کو دو حرکت کی مقدار تمطیط کرتے ہیں۔

نوٹ : غنہ اور تمطیط حرف رخوۃ اور توسط میں ہی ہوسکتا ہے۔ حرف مشدد میں غنہ یا تمطیط ممکن ہی نہیں اس لئے کہ اس میں آواز جاری نہیں رہ سکتی ہے اور غنہ اور تمطیط میں آواز جاری رہتی ہے ۔

نوٹ : ایک نون مشدد قران میں ایسا ہے جس میں غنہ کے ساتھ اشمام کرنا واجب ہے۔ یہ اس روم سے افضل ہے جس میں غنہ نہیں ہوتا ۔ یہ کلمہ ﴿ تَأْمَّنَّا ﴾ (سورہ یوسف ۱۱) ہے۔

حرف مشدد میں ادائیگی کی عامزد غلطیاں:

۱۔ مخفف حرف میں تشدید کرنا۔

۲۔ حرف مشدد میں تخفیف کرنا۔

۳۔ غنہ کرنا جبکہ غنہ نہ کرنا ہو۔

۴۔ غنہ نہ کرنا جبکہ غنہ کرنا ہو۔

۵۔ تمطیط : حرف مشدد میں بغیر غنہ کے تمطیط کرنا۔

غنہ کے مراتب:

غنہ کے پانچ مراتب ہیں۔

پہلا مرتبہ: غنہ ناتجہ (غیر اصلی) میم اور نون مشدد پر سب سے زیادہ واضح ہوتا ہے۔

دوسرا مرتبہ: غنہ ناتجہ(غیراصلی) نون ساکن کا واؤ اور یاء میں ادغام، یہ غنہ پہلی قسم سے ذرا کم ہوتا ہے۔

تیسرا مرتبہ: غنہ غیر اصلی، اخفاء حقیقی کے ۱۵ حروف میں سے کسی میں ہو یا اخفاء شفوی کی باء میں ہو۔

چوتھا مرتبہ: نون ساکن اورمیم ساکن کا حالت اظہار میں غنہ (یہ غنہ فطری اور اصلی غنہ ہے)۔

پانچواں مرتبہ: نون اور میم متحرک میں غنہ (فطری غنہ بہت ہی ہلکا ہوگا)۔

پہلے تین مراتب میں غنہ دو حرکت ہوگا آخری ۲ مراتب میں غنہ اصلی ہوگا اور اس کی مقدار ایک حرکت سے زائد نہیں ہوگی یہ صرف حرف کی ادائیگی میں ہوگا۔

نواں باب
میم ساکن کے احکام

مقدمہ

فصل اول : اخفاء شفوی : تعریف، حروف اور پڑھنے کا طریقہ ۔
اقلاب اور اخفا شفوی کا فرق۔

فصل دوم : ادغام مثلین صغیر : تعریف، حروف اور پڑھنے کا طریقہ۔

فصل سوم: اظہار شفوی : تعریف، حروف اور پڑھنے کا طریقہ۔

مقدمہ

میم ساکن

تعریف:

میم ساکن کی ادائیگی کے وقت ہونٹ نہیں ملتے ہیں۔ میم ساکن کا وصل اور وقف دونوں حالتوں میں سکون ثابت (اصلی)ہے۔ لیکن سکون التقاءساکنین کے وقت ہی متحرک ہوجاتا ہے۔ کبھی یہ فتح کے ذریعہ سے متحرک ہوتا ہے۔ اور کبھی یہ پیش کے ذریعہ سے کبھی کسرہ کے ذریعہ ۔

فتح کے ذریعہ متحرک ہونے کی مثال قران مجید میں صرف ایک ہی ہے۔ اور یہ سورہ آل عمران میں ﴿ الٓمٓ﴾ کی میم ہے جبکہ اسکو اگلی آیت کے اللہ سے ملایا جائے تو اس کو اس طرح پڑھیں گے (الف لام میمَ الله)

ضمہ کے ذریعہ سے متحرک اس وقت ہوتا ہے جب جمع کی میم ہو اور اس کے بعد کوئی ساکن آئے جیسے ﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمُ القِتَالُ ﴾ (البقرۃ ۲۱۶) ﴿ وأَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ﴾(ال عمران ۱۳۹) اور ﴿هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ﴾ ﴿هَآ ؤُمُ اقْرَءُوا كِتٰبِيَه ﴾

اور جب اس (میم ساکن) کے بعد کوئی متحرک آئے تو یہ سکون ثابت اصل ہوگا جیسے ﴿وَهُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴾ ﴿ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا ﴾ ﴿ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذٰلِكَ ﴾ ﴿ تَظٰهَرُونَ عَلَيْهِم بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾

کسرہ کے ذریعہ سے بقیہ تمام حالتوں میں متحرک ہوتا ہے جیسے ﴿ قُمِ الَّيْلَ ﴾ ﴿ أَمِ ارْتَابُوٓا ﴾

خلاصہ یہ ہے کہ وہ میم ساکن جس پر احکام جاری ہوتے ہیں وہ کبھی بھی متحرک نہیں ہوتی (گویا اس کا سکون ثابت اور اصلی ہے) اسکا سکون وقف کی وجہ سے بھی عارضی بھی نہیں ہوتاہے جیساکہ ﴿ عَلِيمٌ ، حَكِيمٌ ﴾ (کی تنوین میں سکون عارضی)ہے۔ اور التقاءساکنین سے بچنے کے لئے بھی کوئی حرکت میم ساکن پر نہیں آسکتی۔ اس قسم کے میم کے حروف تہجی کے اعتبار سے تین حکم ہیں۔

۱۔میم کے بعد اسی کلمہ میں یادوسرے کلمہ میں میم آئے ۔ادغام مثلین صغیر ۔

۲۔ میم کے بعد دوسرے کلمہ میں ب کے علاوہ کوئی حرف آئے ۔اظہار شفوی ۔

۳۔میم کے بعد ب آئے۔ اخفا شفوی۔

پہلی فصل
اخفاء شفوی

تعریف :

اخفاء کے لغوی معنی : چھپانا۔

اصطلاحی معنی : میم ساکن کو اظہار اور ادغام کے درمیانی صفت سے غنہ کا لحاظ کرتے ہوئے بغیر تشدید کے ادا کرنا۔

حروف : اسکا صرف ایک ہی حرف ہے وہ باء ہے۔

وجہ تسمیہ :

اخفاء : میم ساکن کو باء میں چھپا دیتے ہیں۔

شفوی: میم اور باء دونوں کا مخرج ہونٹ ہے اس لئے اس کو اخفاء شفوی کہتے ہیں۔

پڑھنے کا طریقہ : اگر میم ساکن کے بعد باء آئے تو میم کو باء میں چھپائیں (اخفاء کریں) گے اور دو حرکت کی مقدار غنہ کریں گے ۔ اور اس میں ہونٹوں کو نہیں ملائیں گے تشدید کو ہٹانے کے لئے جو اخفاء کی شرط ہے یہ کام اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک دونوں ہونٹوں کو الگ نہ رکھا جائے جیسے ﴿كُنتُم بِهِ ﴾ ﴿ وَمَالَهُم بِهِ ﴾ ۔

یہ حکم صرف اس وقت ہوگا جب میم ساکن آخر کلمہ میں ہو اور باء دوسرے کلمہ کے شروع میں آئے۔

اخفاء شفوی اور اقلاب کا فرق :

اخفاء شفوی میں صرف ایک عمل ہوتا ہے وہ یہ کہ میم ساکن کا باء میں اخفاء جبکہ اقلاب میں دو عمل ہوں گے۔

۱) نون ساکن کو میم ساکن سے بدلیں گے۔

۲) میم ساکن کا اخفاء باء میں ہوگا۔

اخفاء شفوی میں ادائیگی کی عام غلطیاں :

۱۔ میم ساکن کا باء میں اظہار کرنا۔

۲۔ بغیر غنہ کے اخفاء کرنا۔

۳۔ ہونٹوں کو ملانے کی وجہ سے تشدید کے ساتھ اخفاء کرنا ۔

۴۔میم ساکن سے پہلے حرف پر اشباع حرکت کرنا (یعنی مبالغہ کرنا) اگر حرکت اتنی زیادہ ہوجائے کہ ایک حرف بن جائے تو لحن جلی ورنہ لحن خفی۔

۵۔ غنہ کو موٹا کرنا۔

دوسری فصل
ادغام مثلین صغیر

تعریف:

اصطلاحی تعریف : میم ساکن کو دوسرے میم میں, اس طرح دو حرکت کی مقدار غنہ کرتے ہوئے, داخل کرنا کہ دونوں میم تشدید کے ساتھ ایک میم ہو جائیں۔

مثلین: کے معنی وہی حرف ہو یعنی میم ساکن کے بعد میم ہی ہو۔ پڑھنے، لکھنے ، مخرج اور صفات میں ایک جیسا حرف ہو۔

صغیر : اس کی ادائیگی میں کوئی بڑا عمل نہیں ہوتا اس کی تفصیل انشااللہ ادغام کے سبق میں آئے گی۔

حرف : اس کا صرف ایک حرف میم ہے۔

پڑھنے کا طریقہ:

اگر میم ساکن کے بعد میم آئے چاہے ایک کلمہ میں ہو یا دو کلموں میں ہو۔ میم ساکن کو دوسرے میم میں اس طرح داخل کریں گے کہ دونوں ایک ایسی تشدید والی میم ہوجائے جس میں ایسا غنہ ہو جس کی مقدار دو حرکت ہے۔

ایک کلمہ کی مثال : ﴿ الٓمّٓ ﴾ ﴿ الٓمّٓرٰ﴾ اسکو ہم اس طرح پڑھیں گے (الف لامّیم) اور(الف لامّیمرا) اس لئے کہ اصل میں پہلا لفظ اس طرح تھا ۔الف لام میم چنانچہ لام کی آخری میم ساکن ہے اور میم میں پہلا حرف میم ہے لہذا پہلے کو دوسرے میں اس طرح داخل کردیا کہ میم مشدد بن گیا مقدار دو حرکت والے غنہ کے ساتھ دوسرے لفظ کی اصل الف لام میم را میں بھی اسی طرح ہوگا۔

دو کلموں کی مثال : ﴿وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ﴾ ﴿وَ اَنْتُم مُّسْلِمُونَ ﴾ ان کو اس طرح پڑھیں گے (ولکمّا کسبتم) اور (وانتمُّسلمون)۔

ادغام مثلیں صغیر میں ادائیگی کی عام غلطیاں :

۱۔ میم ساکن کے بعد میم آنے پر اظہار کرنا۔

۲۔ بغیر غنہ کے ادغام کرنا۔

۳۔ میم ساکن سے پہلے حرف پر اشباع حرکت کرنا یعنی حرکت کامبالغہ کرنا اگر حرکت حرف بن جائے تو بڑی غلطی ورنہ چھوٹی غلطی ہوگی۔

تیسری فصل
اظہار شفوی یا شفہی

اصطلاحی تعریف : میم ساکن کی ادائیگی اپنے مخرج سے بغیر غنہ کے کرنا جبکہ اس کے بعد حروف اظہار میں سے کوئی حرف آئے۔

شفوی: میم ساکن مظہرہ کا مخرج ہونٹ ہیں اس لئے اسکو شفوی کہتے ہیں۔

حروف: اس کے ۲۶ حروف ہیں ب اور م کے علاوہ باقی تمام حروف تہجی(اس کےحروف میں)۔

پڑھنے کا طریقہ: اگر میم ساکن کے بعد چھبیس حروف میں سے کوئی حروف آئے تو میم ساکن کو اپنے مخرج سے بغیر غنہ کے پڑھیں گے اور اسکو اظہار شفوی کہتے ہیں۔

چاہے میم ساکن اور حرف اظہار ایک کلمہ ہو جیسے﴿ تَمْتَرُونَ ﴾ ﴿ كَامْثَالِ ﴾ ﴿ وَامْطَرْنَا ﴾ ﴿ فَدَمْدَمَ ﴾۔ یا میم ساکن آخر کلمہ میں اور دوسرے کلمہ کے شروع میں کوئی حرف اظہار آئے جیسے ﴿ اَمْ جَعَلُوا ﴾ ﴿ اَمْ يَقُولُونَ ﴾ ﴿ قَتَلْتُمْ نَفْسًا ﴾ ﴿ فَادَّرَءْتُمْ فِيهَا ﴾ ﴿ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴾

اظہار شفوی کی ادائیگی میں ہونٹ تیزی سے مل کر الگ ہو جائیں گے اس لئے کہ ہونٹوں کو ملائیں گے تو غنہ ہونے لگے گا۔اور خاص طور سے میم ساکن کے بعد فاء یا واؤ آئے چونکہ ان دونوں کا مخرج میم کے مخرج کے قریب قریب ہے اس لئے ان کو ادا کرتے وقت کافی احتیاط کرنی پڑے گی جیسے ﴿يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴾۔

اظہار شفوی میں ادائیگی کی عام غلطیاں :

۱۔ میم ساکن مظہرہ میں غنہ کرنا۔

۲۔ قلقلہ کرنا۔

۳۔ اخفاء کرنا خاص کر واؤ اور فا میں۔

۴۔ میم کے بعد واؤ آئے تو کچھ حصہ حذف کردینا۔

دسواں باب
لام ساکن کے احکام

فصل اول:لام (ا ل) کےاحکام اور ان کی غلطیاں جو عام طور پر ہوتی ہیں۔

۱۔ اظھار قمری

۲۔ادغام شمسی

فصل دوم: لام فعل کے احکام اور ان کی غلطیاں جو عام طور پر ہوتی ہیں۔

۱۔ متوسطہ : اظھار

۲۔ متطرفہ: ادغام ، اظھار

فصل سوم : لام امرکے احکام اور ان کی غلطیاں جو عام طور پر ہوتی ہیں۔

فصل چہارم: لام اسم کے احکام اور ان کی غلطیاں جو عام طور پر ہوتی ہیں۔

فصل پنجم :لام حرف (ھل ، بل) کے احکام اور ان کی غلطیاں جو عام طور پر ہوتی ہیں۔

۱۔ اظھار

۲۔ ادغام

قران مجید میں لام ساکن پانچ قسم کے ہیں۔

۱۔ ال والا لام

۲۔ فعل والا لام

۳۔ امر والا لام

۴۔ اسم والا لام

۵۔ حرف والا لام

پہلی فصل
لام (أل) کے احکام

تعریف : یہ کلمہ کی بنیاد سے زائد ایک لام ساکن ہے۔ اس سے پہلے ھمزہ وصل آتا ہے۔ جس سے ابتداء ہوتی ہے۔ اور یہ اسم سے متصل ہوتا ہے۔ کچھ لام ساکن حذف بھی ہوجاتے ہیں جیسے ﴿ العَلِيمُ ﴾ ﴿ السَمِيعُ ﴾ کالام۔ اور کچھ لام ساکن حذف نہیں ہوسکتے جیسے لفظ جلالہ (اللہ کا لام) اور الذی ، التی ، تثنیہ اور جمع کے لام۔

حکم : لام ساکن کے بعد ۲۸ حروف تہجی میں سے کوئی حرف آئے (حروف مد کے علاوہ) اس لئے کہ دو ساکن جمع ہو جاتے ہیں لہذا اس کے دو حکم ہیں۔

پہلا حکم : اظہار قمری : لام ساکن کے بعد حروف قمری میں سے کوئی حرف آئے تو لام کا اظہارہوگا۔ (حرف قمری ۱۴ حروف ہیں ان کا مجموعہ(ابغ حجك و خف عقيمه)ہے یہ حروف حلقی، شفتین اور اقصی لسان اور وسط لسان کے حروف (ش کے علاوہ) ہیں)۔
لام (اَل) ساکن کے بعد ۱۴ حروف قمری میں سے کوئی حرف آئے تو اظہار ہوگا اور اسکو اظہار قمری کہا جائے گا جیسے ﴿ الأَنْهَرُ ﴾ ﴿ البَوارِ ﴾ ﴿ الْغَفُورُ ﴾ ﴿ وَالْحَفِظُونَ ﴾ ﴿ الْجَنَّةَ ﴾

﴿ وَالْكَظِمِينَ ﴾ ﴿ الْوَدُودُ ﴾ ﴿ الْخَيْرِ ﴾ ﴿ الْفَتَّاحُ ﴾ ﴿ الْعَلِيمُ ﴾ ﴿ الْقَهَّارُ ﴾
﴿ الْيَوْمَ ﴾ ﴿ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ ﴾ ﴿ الْهُدَى ﴾۔

دوسرا حکم : ادغام : لام (اَل)ساکن کے بعد حروف شمسی میں سے کوئی حرف آئے تو لام کا ادغام ہوگا۔ جیسے ﴿ الطَّيِّبٰتُ ﴾ ﴿ الثَّوابُ ﴾ ﴿ الصَّلوةَ ﴾ ﴿ الرَّحِيمُ ﴾ ﴿ التَّوَّابُ ﴾ ﴿ الذِّكْرُ ﴾ ﴿ النَّارِ ﴾ ﴿ الدَّاعِيَ ﴾ ﴿ وَالسَّآئِلِينَ ﴾ ﴿ الظَّنَّ ﴾ ﴿ والزُّبُرِ ﴾ ﴿ الشّٰكِرِينَ ﴾ ﴿ الضَّآلُّونَ ﴾

(حروف تہجی میں حروف قمری کے علاوہ حروف شمسی ۱۴ حروف ہیں۔ یہ طرف لسان، حافۃ لسان اور ش وسط اللسان کے حروف ہیں) لام ساکن کے بعد ۱۴ حروف شمسی میں سے کوئی حرف آئے تو ادغام ہوگا۔ اور اس کو ادغام شمسی کہتے ہیں۔ اس ادغام کا سبب لام میں تماثل ہے۔ یہ تمام کے تمام حروف متقارب ہیں۔

نوٹ: لام ساکن کا ادغام نون میں ادغام شمسی کے اعتبار سے کیا جاے گا اور غنہ کے ساتھ ہوگا جس کی مقدار دو حرکت ہے۔

لام کی ادائیگی میں عام زد غلطیاں :

۱۔ لام ال کا ادغام حرف قمریہ میں سے کوئی حرف کے ساتھ خاصکر جیم کے ساتھ۔
۲۔ لام مظھرہ میں قلقلہ کرنا۔
۳۔ لام کا اظھار جب کوئی حرف، شمسیہ حرف سے ملا ہوا ہو۔
۴۔نون کے ساتھ ادغام میں غنہ نہ کرنا۔
۵۔لفظ جلالہ کے لام کے علاوہ دوسرے لام کو مفخم کرنا جیسے اللَّطِیفُ ۔
۶۔ لفظ جلالہ میں مرقق کو مغلظ یا مغلظ کو مرقق پڑھنا۔

دوسری فصل
لام فعل کے احکام

''لام فعل'' اسکو کہتے ہیں جو فعل اصل کے حروف میں سے کوئی ایک حرف ہو ۔ یہ کبھی درمیان میں اور کبھی متطرفہ (کنارہ) میں ہوتا ہے جب یہ درمیان (متوسطہ) میں آتا ہے تو اس کا ''اظہار مطلق'' کرنا واجب ہے جیسے ﴿ أَلْهَىٰكُمُ ﴾ جب یہ کنارے(متطرفہ) ہو۔

اسکے دو حکم ہیں ادغام اور اظہار۔

اول : ادغام :اگر لام ساکن کے بعد لام یا راء آئے تو ادغام ہوگا جیسے ﴿ أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ ﴾ ﴿ وَقُل رَّبِّ ﴾ اور اسکو (أَقُلَّكُم) (وَقُرَّب) پڑھیں گے أَقُلَّكُم میں ادغام کا سبب لام متماثل ہے وَقُرَّب میں ادغام کا سبب راء متقارب ہے یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ لام کا ادغام را میں تقارب کی وجہ سے ہوتا ہے تو نون میں بھی کیوں نہیں ہوتا جیسے (قُل نَعَم) جبکہ نون اور را دونوں متقارب ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نون کا ادغام لام میں ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ نون کا ادغام لام میں کردیا تو نون اوراس جیسے حروفِ ادغام کاالف ختم ہوجائیگا ۔ لام ال کا ادغام نون میں کثرۃ استعمال کی وجہ سے ہوگیا ہے جبکہ لام فعل قران میں بہت کم استعمال ہوا ہے۔

دوسرا : اظہار : لام ساکن کے بعد لام یا راء کے علاوہ کوئی دوسرا حرف تہجی آئے تو اظہار ہوگا جیسے ﴿ قُل أَتَّخَذْتُمْ ﴾ ﴿ قُلْ بِئْسَمَا ﴾ ﴿ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ ﴾

لام فعل کی ادائیگی کی عام غلطیاں:

۱۔ لام ساکن بیچ میں آئے تو اظہار نہ کرنا (یعنی ادغام کرنا)۔

۲۔ ﴿ وَلْيَتَلَطَّفْ ﴾ میں لام کو موٹا پڑھنا۔

۳۔ لام پر قلقلہ کرنا۔

۴۔آخری حرف کا ادغام نہ کرنا جب کہ اس کے بعد لام یا را آئے۔

۵۔ تمطیط کرنا چاہے درمیان میں ہو یا آخر میں ہو (تمطیط لام کوتکرار سے پڑھنے کو کہتے ہیں)۔

تیسری فصل

لام امر کے احکام

لام امر وہ لام ہے جو اصل کلمہ سے زائد ہو(یہ مندرجہ ذیل احکام سے مشروط ہے)۔

۱۔ ہمیشہ فعل مضارع کے بعد آتا ہے ۲۔ یہ فعل مضارع سے ملا ہوا ہوتا ہے

۳۔ یہ لام ساکن ہوتا ہے ۴۔ اس سے پہلے ف ، و ، یا ثم آتا ہے

اس کی مثالیں یہ ہیں ﴿ فَلْيَنْظُرْ ﴾ ﴿ فَلْيَكْتُبْ ﴾ ﴿ وَلْيُمْلِلِ ﴾ ﴿ وَلْيَتَّقِ ﴾ ﴿ ثُمَّ لْيَقْضُوا ﴾

اس لام کا اظہار ہوگا چاہے اس کے بعد حرف شمسی آئے یا قمری آئے اس لئے کہ یہ ''لامِ ال'' کی طرح نہیں ہے لامِ امر قران میں کم استعمال ہوا ہے جبکہ ''لامِ ال'' کافی استعمال ہوا ہے۔

نوٹ: لامِ امرجب ''وَ'' یا ''ف'' یا''ثم'' سے نہ ملتا ہو تو یہ زیر والا ہوتا ہے جیسے (لِيُنْفِقَ) کا لام۔

''لام تعلیل'' اور اس لام میں فرق معنی سے واضح ہوتا ہے ''لام تعلیل''مضارع کو زبر دیتا ہے اور امر والا لام مضارع کو جزم دیتا ہے۔

لام امر کی ادائیگی میں عام زد غلطیاں:

۱۔ لام امرکو لام تعلیل جیسا سمجھ کر کسرہ دینا۔

۲۔ اپنے مخرج سے صحیح ادا نہ کرنےکی وجہ سے اظہار نہ کرنا اور جھر یا توسط کرنا۔

۳۔قلقلہ کرنا۔

چوتھی فصل
لام اسم کے احکام

''لام اسم'' اصلی حروف میں سے ایک حرف ہے برخلاف ''لام ال'' کے جوکہ زائدہ ہے۔
لام اسم سے مقصود یہ ہے کہ یہ ساکن ہو اور درمیان میں ہو اور آخر میں کبھی نہ ہو اس لام کا اظہار ہوگا جیسے ﴿ اَلْسِنَتُكُمْ ﴾ ﴿ وَاَلْوِنكُمْ ﴾ ﴿ سَلْسَبِيلاً ﴾ ﴿ غِلْمَانٌ ﴾ ﴿ بِسُلْطَنٍ ﴾

لام اسم کی ادائیگی میں عام زد غلطیاں:

۱۔اظہارنہ کرنا جبکہ اس کے ساتھ حرف شمسی ملا ہوا نہ ہو اور یہ لامِ ال کے مشابہ ہو﴿ اَلْسِنَتُكُمْ ﴾۔
۲۔ قلقلہ کرنا۔
۳۔صفت جہر اور توسط کی وضاحت نہ ہو۔

پانچویں فصل
لام حرف کے احکام

''لام حرف'' یہ لام ساکن ہے یہ حرف اصلی میں سے ایک حرف ہے اور ہمیشہ آخر میں (متطرفہ) ہوتا ہے یہ قران مجید میں صرف **هل** اور **بل** کی صورت میں پایا جاتاہے۔

اس لام کے دوحکم ہیں۔

اول : اگر اسکے بعد لام یا را آئے تو ادغام ضروری ہے۔

لام حرف کے بعد لام قران مجید میں اس طرح آیا ہے ﴿ هَلْ لَّكُم ﴾ ﴿ بَلْ لَّا تُكْرِمُونَ ﴾ اسکو اس طرح پڑھیں گے (هَلَّكُم) (بَلَّا تكرمون)۔

لام حرف کے بعد را قران مجید میں بل کے بعد ہی آیا ہے جیسے ﴿ بَلْ رَّبُّكُم ﴾ اسکو (بَرَّبکم) پڑھیں گے لیکن قران مجید میں بل کے بعد را کا ادغام یہاں نہیں ہوگا ﴿ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم ﴾ یہ مستثنی ہے کیونکہ بل کے بعد سکتہ ہے اور سکتہ ادغام کو روکتا ہے۔

دوم : اگر لام حرف کے بعد لام اور راء کے علاوہ کوئی دوسرا حرف آئے تو اظہار ہوگا جیسے

﴿ هَلْ تَعْلَمُ هَلْ ثُوِّبَ ﴾ ﴿ بَلْ طَبَعَ ﴾ ﴿ بَلْ قَالُوا ﴾ ﴿ هَلْ يَستَوِي ﴾

لام حرف کی ادائیگی میں عام زد غلطیاں:

۱۔ اظہار کرنا جبکہ لام اور را ''لام حرف'' سے ملا ہوا ہو۔

۲۔ جب لام اور راء کے علاوہ اور کسی حرف سے ''لام حرف'' ملا ہوا ہو تو صفت جھر اور توسط کو اظہار میں واضح نہ کرنا۔

۳۔ قلقلہ کرنا۔

گیارھواں باب
ادغام اور اسکی قسمیں

ادغام کی تعریف

اسکے اسباب

فصل اول : ادغام صغیر ، ادغام کبیر

فصل دوم : ادغام کامل ، ادغام ناقص

فصل سوم

۱۔ تماثل : تعریف ، اقسام

۲۔ تجانس : تعریف ، اقسام

۳۔ تقارب : تعریف ، اقسام

۴۔ تباعد :

۵۔ ادغام کی عام غلطیاں

فصل چہارم : ادغام کی رکاوٹیں (موانع ادغام)

پہلی فصل
ادغام صغیر اور کبیر

ادغام:

تعریف:

ادغام کی تعریف ہم نون ساکن اور تنوین کے بیان میں کرچکے ہیں(یعنی ایک حرف کا دوسرے حرف میں اسطرح داخل ہوجانا کہ دونوں ایک تشدید والے حروف بن جائیں)۔

ادغام کے اسباب

۱۔ دو حروف میں تماثل : دو حرف مخرج صفات اور نام میں ایک جیسے ہوں ۔ جیسے

﴿ اضْرِب بِّعَصَاكَ ﴾ ﴿ رَبِحَت تِّجَرَتُهُمْ ﴾

۲۔ دو حروف میں تجانس : دو حرف مخرج کے اعتبار سے ایک ہوں لیکن ان کی صفات میں اختلاف ہو جیسے ﴿ قَدتَّبَيَّنَ ﴾ ﴿ اِذ ظَّلَمُوٓ ﴾

۳۔ دو حروف میں تقارب : دو حرف مخرج اور صفات کے لحاظ سے یا صرف مخرج یا صرف صفات کے اعتبار سے قریب ہوں جیسے ﴿ النَّارِ ﴾ ﴿ مِن وَّلِيٍّ ﴾

ادغام صغیر اور کبیر

اقسام :

عمل کے اعتبار سے ادغام کی دو قسمیں ہیں :

۱۔ ادغام صغیر ۲۔ ادغام کبیر

اول: ادغام صغیر: ساکن کا ادغام، متحرک میں اس طرح کرنا کے دوسرا (یعنی متحرک حرف) مشدد ہوجائے جیسے ﴿ رَبِحَت تِّجَرَتُهُم ﴾ ﴿ قَدتَّبَيَّن ﴾ ﴿ نَخْلُقكُّم ﴾

اسکا نام صغیر اس لئے ہے کہ اس میں تھوڑا سا عمل ہوتا ہے چنانچہ پہلی مثال میں تا ساکن کا تا متحرک میں ادغام ہوا اور یہ ایک ہی عمل ہے دوسری مثال میں دال ساکن کو ت سے بدلا پھر

تا متحرک میں ادغام ہوا تیسری مثال میں قاف ساکن کو کاف سے بدلا پھر کاف کا،کاف متحرک میں ادغام ہوا۔

دوم: ادغام کبیر: متحرک حرف کا متحرک حرف میں اس طرح ادغام ہو کہ دونوں ایک حرف ہوجائیں اور دوسرے پر تشدید آجائے ۔

یہ قرآن مجید میں (حفص کی روایت) کے اعتبار سے بحیثیت اصل کے ایک ہی جگہ ہے ۔

تَأْمَنَّا :(اصل میں یہ تامننا تھا) اس میں پہلے نون کو ساکن کرکے دوسرے نون میں اس طرح ادغام کیا کہ ایک نون تشدید والا بن گیا۔

مَكَّنِّى :(اصل میں مکننی تھا) اس میں پہلے نون کو ساکن کرکے دوسرے نون میں اس طرح ادغام کیا کہ دونوں نون ایک تشدید والے نون بن گئے۔

يَهِدِّى :(اصل میں یھتدی تھا) اس میں تاء ساکن کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کیا اور ھاء کو کسرہ (زیر) دے دیا (التقاساکنین کو ہٹانے کی وجہ سے) چنانچہ یہ ''ت'' تشدید والی دال بن گئی۔

يَذَّكَّرُ:(اصل میں یتذکر تھا) اس میں تا ساکن کو ذال سے بدل کر ذال کا ذال میں ادغام کیا چنانچہ ذال پر تشدید ہوگئی ۔ اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں۔

مندرجہ بالا الفاظ جسطرح پڑھے جاتے ہیں اسی طرح لکھے ہوئے ہیں۔ گویا تحریر کے اعتبار سے یہ کلمات تشدید والے بن گئے۔ اوراصل کے اعتبار سے ادغام والے ہوگئے۔ اور متحرک کا متحرک میں ادغام ہونے کی وجہ سے اسکا نام ''ادغام کبیر'' رکھدیا گیا (اسکے برعکس) جب تاء کا تاء میں ادغام صغیر ہوا تو اس میں صرف ایک عمل ہوا ، جبکہ نون کا نون میں ادغام کبیر دو عمل کے ذریعہ سے ہوا۔ (۱) نون کو ساکن کرنا پھر (۲) ادغام کرنا (اسی طرح) تاء کے دال میں ادغام کرنے میں تین عمل کیئے گئے۔

اول۔ تا کو ساکن کرنا۔

دوم۔ حرف کو اسی کی جنس سے بدل دینا۔

سوم۔ اور پھر ایک دوسرے کا آپس میں ادغام کرنا۔

دوسری فصل
ادغام کامل اور ناقص

ادغام کے اقسام : شدت اور نقص کے اعتبار سے :
ادغام کو کمی اور زیادتی کے اعتبار سے ادغام کامل اور ادغام ناقص میں تقسیم کیاجاتاہے۔

۱۔ ادغام کامل: حرف مدغم کا ادغام اس طرح ہوتا ہے کہ مدغم ، مدغم فیہ میں ذات اور صفت کے اعتبار سے گھل مل جائے اور کچھ بھی باقی نہ رہے (جیسے چینی دودھ میں مل جاتی ہے) اس طرح کہ دوسرے حرف پر تشدید کامل ہوجائے جیسے ﴿ مِن لَّدُنْهُ ﴾ ﴿ مِن رَّبِهِمْ ﴾ ﴿ فَامَنَتْ طَّآئِفَةٌ ﴾ ﴿ مِنكُم مَّنَ ﴾ ﴿ السُّجُودِ ﴾ اور ان کو اسطرح پڑھیں گے (ملدنه ، مربه ، فئامنطا ئفة، منكمن، اسجود)۔

اوپر دی ہوئی مثالوں میں (نون، تا، میم اور لام) تلفظ اور صفات کے لحاظ سے ان حروف میں گھل مل جاتے ہیں یعنی لام، را، طا، میم اور سین اور ان کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی ہے اور لام، را ، میم اور سین تشدید کامل والے حرف ہو جاتے ہیں۔

۲۔ ادغام ناقص: حرف مدغم، مدغم فیہ میں ذات کے اعتبار سے گھل مل جاتے ہیں مگر اس کی صفات باقی رہتی ہیں اور دوسرا حرف، ''تشدید ناقص والا'' ہوجاتاہے جیسے ﴿ مِن وَّلِّي ﴾ ﴿ مَن يَعْمَلُ ﴾ ﴿ اَحَطتُ ﴾ ﴿ نَخْلُقكُّم ﴾ ان کو اس طرح پڑھیں گے مِوّلی، مَیعمل ، احتُّ ، نخلكُّم ان مثالوں میں نون ، طا اور قاف ختم ہو جائیں گے لیکن نون کی صفت غنہ باقی رہے گی، طا میں اس کی صفت استعلاء اور اطباق باقی رہے گی اور قاف میں اسکی صفت استعلاء باقی رہے گی ۔

ادغام کی قسمیں مدغم اور مدغم فیہ کے تعلق کے اعتبار سے:

''مدغم'' اور ''مدغم فیہ'' کی چار ہی صورتیں بنتی ہیں۔

۱۔ تماثل

۲۔ تجانس

۳۔ تقارب

۴۔ تباعد

''تباعد'' کی حالت میں اظہار ہی ہوگا ادغام نہیں ہوگا باقی تین حالتوں میں ادغام ہوگا۔

۱۔ تماثل :

تماثل یہ ہے کہ دونوں حرف، نام، لکھائی، مخرج، اور صفت کے اعتبار سے ایک جیسے ہوجائیں مثلاً

﴿ رَبِحَت تِّجَرَتُهُمْ ﴾ ﴿ اضْرِب بِّعَصَاكَ ﴾ ﴿ مِن نِّعْمَةٍ ﴾ ﴿ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ ﴾

ان میں تا کا تا میں ادغام ، با کا با میں ادغام ، میم کا میم میں ادغام، نام لکھائی مخرج اور صفت کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

ادغام متماثل کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ متماثلین صغیر بغنہ ۶۔متماثلین صغیر بغیر غنہ

۱۔ متماثلین صغیر بغنہ: اس میں نون ساکن کا ادغام نون متحرک میں اورمیم ساکن ادغام کا میم متحرک میں ہوتا ہے جیسے ﴿ مِن نُّطْفَةٍ ﴾ ﴿ فِي ءَاذَانِهِم مِّنَ ﴾

اس میں نون دوسرے نون سے، نام، لکھائی، مخرج، اور صفت کے لحاظ سے ایک ہوتا ہے اسی طرح میم دوسرے میم سے،نام، لکھائی، مخرج اور صفت کے لحاظ سے ایک ہوتاہے۔

اس میں صرف ایک ہی عمل ہوتا ہے جیسے نون ساکن کا ادغام نون متحرک میں یا میم ساکن کا

ادغام میم متحرک میں۔ اور اسکو منطفه فی اذانهمن پڑھیں گے۔
جمہور علماء کا قول ہیکہ یہ ''ادغام کامل'' کی شکل ہے۔ اسلئے اس عمل میں غنہ ناتجہ(غیراصلی) کی آواز، ''نون و میم اول'' کی آواز نہیں ہے بلکہ ''نون و میم مشدد'' جو ادغام کا نتیجہ ہیں انکی آواز ہے۔

بعض علماء اس کو ادغام ناقص کہتے ہیں اور یہاں غنہ پہلے نون اور میم کی آواز کو مانتے ہیں، یہ جمہور کے خلاف ہے۔

۲۔متماثلین صغیر بغیر غنه : نون میم اور حرف مدکے علاوہ کسی حرف ساکن کا دوسرے حرف میں (جو نام، لکھائی، مخرج، اور صفت کے اعتبار سے ایک ہو) ادغام نہیں ہوگا تاکہ مد ادغام کی وجہ سے ختم نہ ہوجائے۔ جیسے ﴿ اصْبِرُوا وَصَابِرُوا ﴾ ﴿الَّذِی یُوَسْوِسُ ﴾۔
نیچے دی ہوئی مثالوں میں تا کا تا میں با کا با میں واوَ کا واوَ میں دال کا دال میں فا کا فا میں کاف کا کاف میں اور لام کا لام میں ادغام ہوگا ﴿فَمَا رَبِحَت تِّجَرَتُهُمْ ﴾ ﴿ اضْرِب بِّعَصَاكَ ﴾ ﴿ ثُمَّ اتَّقَوا وَّءَامَنُوا ﴾ ﴿ وَقَد دَّخَلُوا ﴾ ﴿ فَلَا یُسْرِف فِّی الْقَتْلِ ﴾ ﴿ یُدْرِكْكُمُ ﴾ ﴿ الَّیْلَ ﴾ ﴿ هَل لَّكُم ﴾
اور ان کو اس طرح پڑہیں گے فما ربحتجارتهم ، اضربعصاك ، ثم اتقو ءامنو ، وقد خلو ، فلا یسرفی القتل ، یدرکم، الیل ، هلك
هاء کا هاء میں ادغام: مَآ أَغۡنَىٰ عَنِّی مَالِیَهۡۜ ﴿٢٨﴾ هَلَكَ عَنِّی سُلۡطَـٰنِیَهۡ یہ قرآن مجید میں ان دو آیات میں ہے۔یہاں جب پہلی آیت کو دوسری آیت سے ملا کر پڑھیں گے تو دو طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں۔
اول :مالیہ کے هاء کا هلک کے ها میں ادغام متماثلین صغیر بغیر غنہ کے ہوتاہے جسکو اسطرح (مالیَهلك) پڑھا جاتاہے۔یہ''ادغام کامل'' کی ایک مثال بن جاتی ہے۔ یہاں تلفظ اور صفت دونوں کا ادغام ہوجاتاہے۔

دوم :مالیہ کے ھاء کا اظھار اسطرح کیا جائے کہ ھا کو سکتہ کے طریقہ سے پڑھا جائے جس کی مقدار دو حرکت سانس ٹوٹے بغیر ہوتی ہے۔

نوٹ: روایت حفص میں ادغام مثلین کبیرین اصل کے اعتبار سے ہی ہوتا ہے جیسا کہ دو کلمے تَأْمَنَّا (سورہ یوسف) اور مَكَّنِّي (سورہ کھف) میں ہے ۔ اسکا ذکر ادغام کامل مشدد اور نقص والی قسموں میں گزر چکا ہے اور دونوں لفظوں میں ''ادغام کبیر بغنہ'' ہے۔ اس میں اشمام اور روم بھی جائز ہے جبکہ اشمام افضل ہے جسکا بیان آچکا ہے۔

۲۔ التجانس :

تجانس کی تعریف: ایسے دو حرف کا ملنا جن کا مخرج تو ایک ہو لیکن ان کی صفات میں اختلاف ہو جیسے ذال اور ظاء یا تا اور دال وغیرہ ،اسکے کچھ مخصوص حروف ہیں جن میں سے کچھ مضطرد (غیر مستثنی) ہیں اور کچھ خاص اسی جگہ کے لئے ہیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے ۔

اقسام :

ادغام متجانس روایت حفص میں ادغام کبیر متجانس نہیں ہے بلکہ ادغام صغیر متجانس ہے کیونکہ صغیر دو عملیہ (آپریشن) کا محتاج ہے جبکہ کبیر میں تین عملیہ (آپریشن) کرنے پڑھتے ہیں ۔ اور روایت حفص میں بس اصل کے اعتبار سے ہی ادغام کبیرہے جیسا کہ﴿ يَهِدِّي ﴾جسکی اصل یھتدی تھی۔

متجانس کی دو قسمیں :

ا۔ ادغام صغیر بغنہ: باء ساکن کے بعد میم آئے پھر باء میم سے بدل جائے پھر میم کا میم میں ادغام ہو جائے اور اسطرح میم مشدد بغنہ (دو حرکت والی) ہوجائے ۔ اور یہ قرآن میں صرف ایک ہی جگہ ہے ﴿ ارْكَب مَّعَنَا ﴾ (ھود) اس کو اس طرح پڑھیں گے (ارکمعنا) یہ ادغام کامل ہے۔ باء میم میں بالکل گھل مل گئی تلفظاً بھی اور صفتاً بھی اور میم مشدد ہوگئی ۔

۲۔ ادغام صغیر بغیر غنہ کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ ادغام صغیر کامل بغیر غنہ :

ان کو اس طرح پڑھیں گے۔

تاء ، دال کے ساتھ ﴿ اُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا ﴾

تاء ، طا کے ساتھ ﴿ هَمَّت طَّآئِفَتَانِ ﴾

ثاء ، ذال کے ساتھ ﴿ يَلْهَث ذَّالِكَ ﴾

دال ،تاء کے ساتھ ﴿ وَقَد تَّبَيَّنَ ﴾

ذال،ظا کے ساتھ ﴿ اِذ ظَّلَمُوا﴾ ﴿ اِذ ظَّلَمْتُمْ ﴾

ان کو اس طرح پڑھیں گے (اجيبدعوتكما ، همطائفتان ، يلهذلك ، قتبين ، اظلموا ، اظلمتم)

چنانچہ یہاں تاء ، ثاء ، دال، ذال، تلفظاً اور صفتاً دال، طاء ، ذال، تاء ، اور ظاء ، میں گھل مل گئے ہیں اور ادغام کامل بغیر غنہ کے ہوگیا۔

ب۔ ادغام صغیر ناقص بغیر غنہ : اس کا ایک ہی حرف طاء ہے جس کا تاء میں ادغام ہے جیسے ﴿ بَسَطتَ ﴾ ﴿ اَحَطتُ ﴾ ﴿ فَرَطتُم ﴾ چنانچہ طاء کی ذات تاء میں مدغم ہوگئی مگر اس کی صفت استعلاء اور اطباق تاء میں برقرار رہی ورنہ تشدید پوری نہیں ہوئی۔اور یہ ایسا ادغام ناقص ہے جس میں غنہ نہیں ہوتا۔

۳۔ التقارب :

تعریف :

دو حرف مخرج اور صفت میں قریب ہوں یا صرف مخرج میں ہوں صفت میں نہیں یا صرف صفت میں ہوں مخرج میں قریب نہ ہوں ۔

ا۔ مخرج اور صفت میں قریب ہوں اس کی مثال نون لام کے ساتھ جیسے ﴿ مِن لَّدُنهُ ﴾ یا نون را کے ساتھ جیسے ﴿ مِن رَّبِّكُمْ ﴾ اور قاف کاف کے ساتھ جیسے ﴿ نَخْلُقكُّم ﴾ چنانچہ یہ مخرج اور صفت کا تقارب ہے

۲۔ لام (ال) طا کے ساتھ جیسے ﴿ الطَّآمَّةُ ﴾ یا لام (ال) ضاد کے ساتھ جیسے ﴿ الضَّآلِّينَ ﴾ یہاں مخرج کا تقارب ہے اور صفت کا تباعد ہے

۳۔ لام (ال) ذال کے ساتھ جیسا کہ ﴿ الذَّٰكِرِينَ ﴾ یہاں لام صفات میں ذال کے ساتھ متقارب ہے مگر مخرج میں تباعد ہے

حروف : کچھ حروف ان میں مضطرد ہیں اور کچھ اپنی جگہ مخصوص ہیں ۔

اقسام :

ادغام متقارب کی دو قسمیں ہیں

اول۔ ادغام متقارب صغیر بغیر غنه : اس کی دو قسمیں ہیں۔

ا ۔ ناقص: جیسا کہ قاف کا کاف میں ادغام صفت استعلاء کو باقی رکھتے ہوئے جیسے﴿ نَخْلُقكُّم ﴾ کو نخلکم پڑھا جائے گا ۔ صفت استعلاء ہونے کی وجہ سے قاف کا کاف میں مکمل ادغام نہیں ہے اس لئے یہ ''ادغام ناقص صغیر بغیر غنہ والا'' ہے اسمیں ہم دو عمل کریں گے۔

ا۔ قاف کو کاف سے بدلنا ۲۔ کاف کا کاف میں ادغام اور یہ دونوں عمل صغیر متقارب میں جاری ہونگے

ب۔ کامل: نون ساکن کا ادغام لام اور راء میں جیسے ﴿ مِن لَّدُنْهُ ﴾ ﴿ مِن رَّبِّكُمْ ﴾ ﴿ مَن رَاقٍ ﴾میں استثنی ہے سکتہ کی وجہ سے جسکے بارے میں پہلے بتاچکے ہیں) اور قاف کا کاف میں ادغام جیسے نخلکم دوسری روایت کے اعتبار سے ۔کیونکہ پہلی روایت کے اعتبار سے تو صفت استعلاء قاف میں باقی رہنے کی وجہ سے ادغام ناقص ہوگا مگر دوسری روایت کے اعتبار سے قاف میں ادغام کامل ہوگا کیونکہ قاف ، کاف میں تلفظاً اور صفتاً بھی بالکل گھل مل جائے گا اور ادغام کامل اور تشدید والا کاف باقی رہ جائے گا اسی کو ادغام کامل کہتے ہیں۔ اور لام (ال) کا ادغام تام حروف شمسیہ میں ادغام متماثل ہوگا (بجز لام کے)۔ نیز نون میں غنہ ہوگا اور لام کا را میں ادغام جیسا کہ﴿ قُل رَّبِّ ﴾ اور ﴿ بَل رَّفَعَهُ﴾میں ہے بجز﴿ بَل رَانَ ﴾کے (سکتہ کی وجہ سے جیساکہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں) چنانچہ یہ ''ادغام متقارب'' ہے مخرج اورصفت میں تقارب کی وجہ سے اور ''ادغام صغیر'' بھی ہے اس لئے کہ اس میں دو ہی عمل ہوتے ہیں اور یہ ادغام بغیر غنہ بھی ہے یہ ادغام کامل بھی ہے اس لئے کہ مدغم اپنی ذات اور صفت کے اعتبار سے مدغم فیہ میں

بالکل گھل مل گیا اور اس میں تشدید بھی پوری ہے۔

دوم۔ ادغام متقارب صغیر بغنہ : اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

ا۔ ناقص ب ۔کامل

ا۔ ناقص : نون ساکن کا واؤ یا یاء میں ادغام ﴿ مِن وَاقٍ ﴾ ﴿ اِن یَشَأْ ﴾ اس کو مِ وَّاق اور اِ یشاء پڑھا جائے گا واؤ ، یاء مشدد کے ساتھ پڑھا جائے گا اس لئے کہ غنہ ان دونوں کی صفت نہیں بلکہ نون کی صفت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نون ساکن واؤ اور یاء میں گھل مل گیا لیکن اس کی صفت برقرار رہی۔ پوری تشدید نہ ہونے کی وجہ سے اور نون کی صفت برقرار رہنے کی وجہ سے اس ادغام کو ''ناقص'' کہیں گے (نون کی صفت غنہ ہے جو واؤ اور یا میں ہے) اس کو صغیر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں دو عمل ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں (ا) ساکن کا ادغام متحرک میں ہونا (۲) غنہ دو حرکت کی مقدار والا ہونا۔

ب۔ کامل : نون ساکن کا میم میں اور لام (ال) کا نون میں ادغام جیسا کہ﴿ مِن مَّسدٍ ﴾ ﴿ النَّاسِ ﴾ اسکو ممّسدِ نّاس پڑھیں گے

پہلے لفظ میں: نون بحیثیت ذات اور صفت کے میم میں پوری کی پوری مدغم ہوگیا اس لئے وہ غنہ جو میم میں تھا وہ میم کی صفت تھا ، جمہور کے مطابق یہ غنہ نون کی صفت نہیں ہے۔

دوسرے لفظ میں: لام بحیثیت ذات اور صفت کے نون میں پورا تشدید کامل کے ساتھ مدغم ہوگیا اس کو ادغام کامل کہتے ہیں اور اس میں چھوٹا سا غنہ بھی ہے اس وجہ سے ہم اس میں دو عمل کریں گے۔

نوٹ: قرآن کریم میں ''ادغام کبیر متقارب'' راویت حفص کے اعتبار سے نہیں پایا جاتا اور اسی طرح ''ادغام کبیر متجانس'' بھی نہیں پایا جاتا ہے۔

چنانچہ تماثل کبیر جس کے متعلق بتا کر آئے ہیں کہ قرآن میں باعتبار اصل کے ہی پایا جاتا ہے جیسے﴿ نِعِمَّا ﴾ ﴿ تَامَنَّا ﴾ ﴿ مَكَّنّى ﴾ جبکہ پڑھائی مصحف کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ نہ کہ ادغام کبیر کے طریقہ پر بلکہ یہ دونوں نون اور میم مشدد ہیں (تماثل والا موضوع دیکھ لیا جائے)۔

ادغام میں عام زد غلطیاں

۱۔ ادغام میں غنہ نہیں کرنا۔

۲۔ غنہ نہیں کرنا جبکہ کرنا ہو۔

۳۔غنہ کرنا جبکہ نہ کرنا ہو۔

۴۔ کامل کو ناقص پڑھنا۔

۵۔ ناقص کو کامل پڑھنا۔

۶۔جہاں ادغام نہیں کرنا ہو وہاں کرنا۔

۷۔''حرف ادغام'' میں نون ساکن کا ادغام ، جبکہ دونوں ایک ہی کلمہ میں ہو۔

۸۔اس جگہ ادغام کرنا جہاں روایت مانع ادغام کی ہو۔

۹۔حرف مقطعات میں ادغام نہیں کرنا۔

۱۰۔سکتہ کے ساتھ ادغام کرنا۔

۱۱۔ واؤ مدیہ کا واؤ شفویہ میں ادغام کرنا۔

۱۲۔یاء مدیہ کا یاء شجریہ میں ادغام کرنا

موانع ادغام (ادغام کو روکنے والی چیزیں)

۱۔ تباعد ہو:ادغام والے دونوں حروف ایک دوسرے سے دور ہونا جیسے الحمد فاضرب

۲۔ پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو: جیسے ننسخ ننسها

۳۔ دونوں حروف متحرک ہوں: جیسے کیف فعل ، فصل لربك

۴۔ روایت ہو: ن والقلم ، یٰس والقرآن (ادغام نہیں ہے)

۵۔ روایت ہو: سکتہ ہو ، وقیل من راق ، کلا بل ران (میں ادغام نہیں ہے)

۶۔وقف ہو: علیما ☆ ولکل کبیرا ☆ وان خفتم

۷۔ پہلے یاء مدیہ ہو: الذی یوسوس

۸۔ پہلے واؤ مدیہ ہو: اصبروا وصابروا ورابطوا وتقوا الله

بارھواں باب

مد اور قصر کے احکام

۱۔ مقدمہ

پہلی فصل : مد اصلی : تعریف حروف اسکی ضروری چیزیں

۱۔عوض ۲۔ بدل صغیر

۳۔صلہ صغری ۴۔ تمکین

۵۔الفات (الف والے مد جنکا مجموعہ حی طھر) ۶۔ مد اصلی کی عام غلطیاں

دوسری فصل: مد فرعی: تعریف اقسام

۔ ھمزہ کی وجہ سے مد:

۱۔ متصل واجب ۲۔ بدل کبیر واجب

۳۔منفصل واجب ۴۔صلہ کبری

۵۔جائز بدل کبیر

۔ سکون کی وجہ سے مد:

۱۔عارض (سکون) اور لین ۲۔ لازم کلمی مثقل

۳۔ لازم کلمی مخفف ۴۔لازم حرفی مثقل

۵۔ لازم حرفی مخفف

مدفرعی کے مراتب : دو مدود کا اجتماع جسمیں ایک، دوسرے سے کمزور ہو۔

مقدمہ

تعریف:

مد کے لفظی معنی : زیادہ ، کھینچنا ، لمبا کرنا

مد کے اصطلاحی معنی: حرف مد اور لین کے ذریعہ، یا ان دونوں میں سے ایک حرف مد کو اس انداز سے لمبا کرنا کہ اسکے بغیر حرف ہی نہ رہے۔

حروف : یہ ہیں : ۱۔حروف مد اور لین ۲۔حروف لین

حروف مد اور لین یہ ہیں : یا ساکن (سکون میت یعنی سکون عارضی) سے پہلے زیر ،واؤ ساکن (سکون میت یعنی سکون عارضی) سے پہلے پیش ، الف ساکن (صرف سکون میت) سے پہلے زبر ہی ہوتا ہے چنانچہ اسکے لئے سکون اور اس سے پہلے زبر ضروری ہے ۔ ءَا ۔ اِی ۔ اُو

مثال یہ سب ایک کلمہ میں جمع ہیں : ﴿ نُوحِيهَا ﴾ ۔﴿ وَأُوتِينَا ﴾ ۔ ﴿أُوذِينَا ﴾

حروف لین یہ ہیں: یاء ساکن (سکون حی یعنی اصلی سکون) سے پہلے زبر، واؤ ساکن (سکون حی یعنی اصلی سکون) سے پہلے زبر۔

مثال اللہ تعالی فرماتا ہے﴿ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴾(یوسف ۶۲) میں خَوْفٌ میں واؤ اور عَلَيْهِمْ میں یاء حرف لین ہیں۔

انواع :

مد کو دو بڑی قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے، ''مد اصلی اور مد فرعی'' ان کا بیان الگ الگ فصل میں آرہا ہے۔

سکون میت :اس سکون کا مطلب ہے کہ کوئی آواز نہ ہو اور اس کا کوئی واضح مخرج نہیں ہے۔

سکون حی : اس سکون کا مطلب ہے کہ کوئی واضح مخرج ہو مگر آواز نہ ہو۔

۱۔مد عوض : اگر ''دو زبر والی'' تنوین پر وقف کرتے ہیں (تاء مربوطہ کے علاوہ) تو اس کا ایک زبر ختم ہوجائے گا اور اس کے بدلے الف مد بن جائے گا جیسے﴿ مِيقَاتاً ﴾﴿ نَبَاتاً ﴾ ﴿ اَلْفَافاً ﴾ چونکہ یہ مد تنوین کے عوض ہوتا ہے اس لئے اسکو مد عوض کہتے ہیں۔

اگر تاء مربوطہ میں دو زبر والی تنوین پر وقف کریں گے تو وہ حسب معمول ''ہ'' بن جائے گی اور یہاں صرف سکون ہوگا جیسے ﴿ رَحْمَةً ﴾ ﴿ مَحَبَّةً ﴾ ﴿ لَغِيَةً ﴾﴿ حَامِيَةً ﴾ اگر ان پر رکتے ہیں تو ۃ کو ہ سے بدلیں گے اور اس پر سکون ہوگا۔

۲۔مد بدل صغیر: جب دو ھمزہ ایک ساتھ ہوں تو دوسرے ھمزہ کو ساکن کرکے حرف مد بنا کر پہلے ھمزہ کی حرکت کی مناسبت سے بدلاجائے گا بشرطیکہ اسکے بعد کوئی ھمزہ نہ ہو ۔

اگر پہلے ھمزہ پر زبر ہو تو دوسرا ھمزہ الف مدیہ سے بدلے گا جیسے﴿ ءَامن ﴾﴿ ءَادَمَ ﴾ جو اصل میں (أأمن) اور (أأدم) تھا۔

اسی طرح اگر پہلے ھمزہ پر پیش ہو تو دوسرا ھمزہ واؤ مدیہ سے بدلے گا جیسے ﴿ اُوتُمِنَ ﴾ ﴿ وَأُوذُوا ﴾ جو اصل میں(أُتمن) اور (أُأذوا) تھا۔ جب اس کلمے سے آغاز کریں گے تو پہلا ھمزہ پیش والا ہوگا اس لئے کہ فعل کا تیسرا حرف اصلی پیش والا ہے لہذا ھمزہ ثانیہ واؤ مدیہ سے بدل جایے گا چنانچہ﴿ اوتُمِنَ ﴾ ہوگیا اور اسی طریقہ سے (أُأذوا) میں پہلے ھمزہ پر پیش دیا اور دوسرے کو ساکن کردیا پھر پہلے ھمزہ کی مناسبت یعنی پیش کی وجہ سے واؤ سے بدل دیا)۔

اگر پہلے ھمزہ پر زیر ہو تو دوسرا ھمزہ زیر کی مناسبت سے یاء مدیہ سے بدلے گا جیسے ﴿ ائْتُوا ﴾ ﴿ ائْذَنْ لِّي ﴾ چنانچہ جب اس کلمے کا آغاز کریں گے تو ھمزہ اولی کو زیر دیں گے اس لئے کہ تیسرے حرف پر پیش غیر اصلی ہے (ایتو) میں اور (ایذن) میں زبر ہے ۔ ایسی حالت میں ھمزہ اولی زیر والے سے آغاز کریں گے اور پہلے حرکت کی مناسبت سے جو زیر ہے، ھمزہ ثانی کو یاء سے بدل دیں گے چنانچہ دونوں کلمے اس طرح ہو جائیں گے (ایتو) (ایذن لی) اور اسی طریقہ سے ﴿ ايمَنَا ﴾ہے اس کی اصل (أمانا) تھی پہلے ھمزہ کو زیر دیا اور دوسرے کو ساکن کیا اور پھر دوسرے کو پہلے کی حرکت کی مناسبت کی وجہ سے جو کہ زیر ہے، یاء سے بدل دیا۔

نوٹ ۱ : کسی کلمے میں حرف مد کے بعد ھمزہ اصلی درمیان میں یا شروع میں آئے تو اس کو مد بدل

کہیں گے چاہے حرف مد ھمزہ سے بدل کر آیا ہو (جس کو مد اصلی کہا جاتا ہے) جس کی مثالیں اوپر آئی ہیں۔چاہے حرف مد ھمزہ سے نہ بدلا ہو اور اس سے پہلے ھمزہ اصلی ہو اسکو ''مد شبیہ بالبدل'' کہتے ہیں کیونکہ اسکی صورت ''مد بدل'' جیسی ہے جیسے ﴿ لَيُوسٌ ﴾ (ھمزہ کے بعد واوٗ) ﴿ مَئَابٍ ﴾ (ھمزہ کے الف)﴿ مُتَّكِئِينَ ﴾(ھمزہ کے بعد یا) ﴿ فَأْتُوا ﴾ ﴿ أَنبِئُونِي ﴾

نوٹ ۲ : روایت حفص میں ''مد بدل'' ، ''مد طبیعی'' کی قسم ہے اس لئے یہ مد ۲ حرکت سے زیادہ نہیں ہوگا بعض دوسرے قاریوں نے اس کو مدفرعی کی ایک قسم مان کر دو چار اور چھ حرکت کی مقدار تک کھینچا ہے مگر ہم نے اسکو روایت حفص کے اعتبار سے مد طبعی میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ کچھ کتب تجوید میں اس کو مد طبیعی کی قسم سے ملحق کیا ہے جب کہ یہ روایت حفص والی ہی ہو اور بعض نے اس کو مد فرعی کی قسم بتایا ہے جب کہ عین وہی روایت نہ ہو۔
چونکہ ہم نے اس کتاب کو روایت حفص سے ہی متعلق لکھا ہے تو ہم نے اس مد کو مد طبعی سے ملحق کیا ہے اور اسی وجہ سے دو حرکت سے زیادہ مد نہیں ہوگا اور کم بھی نہیں ہوگا۔

نوٹ ۳: ھمزہ (أتى) : یہ ھمزہ قران میں مد اور بغیر مد کے آیا ہے ان کے درمیان فرق معنی سے ہوگا اگر (أتى) کے معنی المجیء (آنا) کے ہیں تو غیر مد والا ہے جیسے ﴿ وَهَلْ أَتَاكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ﴾ اور اگر اس کے معنی اعطاء (دینے) کے ہیں تو مد ہوگا جیسے ﴿ فَـَٔاتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا ﴾ یہاں مد بدل ہوگا ۔یعنی پہلی حالت میں مد نہیں ہوگا اور دوسری حالت میں مد بدل ہوگا۔

۳۔ مد صلہ صغری : اس کو کہتے ہیں جس میں ''ھاء ضمیر مفرد غائب پیش یا زیر والی ہو''اور دو متحرک کے درمیان آئے اور اس کے آگے ھمزہ اصلی نہ ہو اور اس پر وقف نہ کیا جائے

مد صلہ صغری کی شرطیں:

۱۔ ھاء ضمیر مفرد غائب کی ہو۔ (ضمیر pronoun، مفرد singular ، غائب third person)

۲۔ھاء پیش یا زیر والی ہو۔

۳۔دو متحرک کے درمیان ہو اور وہ حرف اس پہلے کلمہ سے ملا ہوا ہو جو اس کے بعد متحرک ہے۔

۴۔ اس کے بعد والا متحرک حرف ھمزہ قطعی (یعنی اصلی)نہ ہو۔

۵۔ یہاں وقف نہ کیا جائے۔

(نوٹ: برصغیر ہند و پاک میں اسے کھڑا زیر اور الٹا پیش کہتے ہیں)۔

مد صلہ صغری کی وضاحت:

۱۔ ھاء ضمیر مفرد غائب کی ہو: یعنی جمع اور تثنیہ کی نہ ہو (اور مد صلہ میں داخل نہ ہو) ''کلمہ اصلی'' کی اپنی ھا نہ ہوکیونکہ اس پر مد نہیں ہوگا جیسے ﴿مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ ﴾(ھود ۹۱)

۲۔ ھاء پیش یا زیر والی ہو: ایسے زبر والی ھاء جس کے بعد الف ہو اس کو مد طبعی مانا جائے گا جیسا کہ ﴿تَحْتِهَا﴾ ﴿ فِيهَا ﴾ میں ہے اس میں رسماً(تحریرًا) الف حذف کردیا گیا جیسا کہ ﴿ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَانِ ﴾ میں لفظ﴿ أَيُّهَ ﴾ ہے چنانچہ اس میں بحیثیت تحریر کے اگر الف کھینچے گا تو یہ بھی کھینچے گا ورنہ نہیں۔

۳۔دو ایسے متحرک کے درمیان ہو: کہ پہلا بھی متحرک ہو اور جو اس کے بعد والا ہو وہ بھی متحرک ہو مگر وہ کسی دوسرے کلمہ کا پہلا حرف ہو اگر وہ پہلا حرف ساکن ہے جو اس سے پہلے ہے چاہے وہ حرف مد ہو یا نہ ہو اس پر مد نہیں ہوگا جیسے ﴿ ٱلْزَمْنَٰهُ ﴾ ﴿ اقْذِفِيهِ ﴾ ﴿ عَنْهُ ﴾ ﴿ عَلَيْهِ ﴾ اگر ھاء کےبعد والا حرف ساکن ہو تو بھی مد نہیں ہوگا جیسے ﴿ بِهِ الْحَقَّ ﴾ (الکھف ۵۷) ﴿ لَهُ الرَّحْمَنُ ﴾ (مریم۷۵) ﴿ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴾

قران مجید میں دوجگہ استثنی ہے ایک تو ﴿ وَيَخْلُدْ فِيهِۦ مُهَانًا ﴾ (الفرقان۶۹) اس میں مد کی شرط ھا دو متحرک کے درمیان نہیں ہے لیکن پھر بھی مد (روایت کی وجہ سے) سے ہوگا یہ مد

سماعی ہے ۔ دوسری جگہ ﴿ يَرْضَهُ لَكُمْ ﴾ (الزمر ۷)میں صلہ صغری کی تمام شرطیں پوری ہوتی ہیں لیکن پھر بھی مد (روایت کی وجہ) سے نہیں ہوگا۔

۴۔ **اس کے بعد والا متحرک حرف همزه قطعی نه هو** : اگر ھا کے بعد ھمزہ قطعی آئے تو یہ مد صلہ کبری ہوجائے گا۔ جس کی تفصیل ہم مدفرعی کے باب میں پڑھیں گے۔ اور یہ مد جائز منفصل سے ملحق ہے۔

۵۔ **ھا پر وقف نہ کیا جائے** : اگر ھا پر وقف ہوگا تو ہم وقف بالسکون بغیر مد والا کریں گے ۔ جیسے أَلْزَمْنَـٰهُ طَـٰٓئِرَهُۥ ، ھاء اسم اشارہ بھی ﴿هَـٰذِهِۦ﴾ ھاء ضمیر کی طرح ہے اس کا معاملہ بھی بغیر کسی کمی یا زیادتی کے ھاء ضمیر کی طرح ہوگا ۔

مد صلہ صغری کی مثالیں :

۱۔ فَلَا تَحْسَبَنَّ ٱللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِۦ رُسُلَهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ ذُو ٱنتِقَامٍ ﴿٤٧﴾

(ابراهيم ٤٧)

۲۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَـٰفِظُونَ ﴿٩﴾ (الحجر ۹)

۳ وَٱمْرَأَتُهُۥ حَمَّالَةَ ٱلْحَطَبِ ﴿٤﴾ (المسد ۴)

۴ ٱلَّذِى جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُۥ ﴿٢﴾ يَحْسَبُ (الهمزه ۲۔۳)

۵ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ يُدْخِلْهُ جَنَّـٰتٍ (النساء ۱۴)

۶ أَتَأْخُذُونَهُۥ بُهْتَـٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا (النساء ۲۰)

۷ وَلَا تَتَمَنَّوْا۟ مَا فَضَّلَ ٱللَّهُ بِهِۦ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ (النساء ۳۲)

۴۔ **مد تمکین** : ایسے مد کو کہتے ہیں جس میں دو یاء ہوں پہلی یاء مشدد زیر والی اور دوسری یاء حرف مدیہ ہو۔

اسکا نام تمکین اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہر یاء اپنے مخرج سے پوری شدت کے ساتھ ادا ہوگی۔ جیسے ﴿ حُيِّيتُم ﴾ ﴿ النَّبِيِّينَ ﴾ (تمکین کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز پر حاوی ہونا)۔

اوپردی ہوئی مثالوں میں پہلی یاء مشدد زیر والی ہے اور دوسری یاء حرف مد ہے جو کہ مد طبعی ہے اس یاء کو اپنے مد پر تمکن کی وجہ سے ایک مستقل اسم کہا جائے گا۔اور مد تمکین بھی(کہا جائے گا) جب یہ حرف مد یاء سے ملحق ہوگی اور وہ حرف مماثل متحرک ہو تو یہاں مد تمکین نہیں ہوگا۔ جیسے ﴿ اصْبِرُوا وَ صَابِرُوا ورابطوا ﴾ چنانچہ ان کلمات میں واؤ مدیہ پہلے ہے اور اس کے بعد واؤ متحرک آیا ہے۔ یہاں واؤ میں صرف ایک حرکت ہوگی (یہاں مدتمکین نہیں ہوگا)۔اسی طریقہ سے ﴿ الذی یمیتنی﴾ (الشعراء ۸۱) یا ﴿الذی یوعدون ﴾ (الزخرف ۴۳) ہے۔

یہاں دو آیتوں کے درمیان میں یاء مدیہ کے بعد یاء متحرک دوسرے کلمہ کے شروع میں آئی ہے یعنی ﴿ يُمِيتُنِي ﴾ ﴿ يُوعَدُونَ ﴾ یہاں بھی تمکین نہیں ہوگی اور یہ پہلی صورت سے بھی زیادہ کمزور صورت ہے۔ مد تمکین کی مقدار دو حرکت سے زیادہ یا کم نہیں ہوگی۔

نوٹ :الف مدیہ سے الف ملحق ہو تو مد تمکین نہیں ہوگا الف مدیہ کے بعد ھمزہ وصلی ہو تو یہ التقاء ساکنین سے ساقط ہوجائے گا اور الف مدیہ کے بعد ھمزہ اصلی ہو تو یہ مد جائز منفصل ہوگا جسکا بیان انشااللہ مد فرعی میں آئے گا۔

۵۔ مد الفات :الف والے مد (حی طھر) :

ایسے حروف مقطعات جو سورہ کےشروع میں ہیں۔

ان کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم ۔ اس میں مد کا کوئی سبب پایا جاتا ہو۔ ان حروف کا مجموعہ (حی طھر نقص عسلکم) ہے

دوسری قسم۔ کوئی سبب نہ ہو اس کا صرف ایک حرف الف ہے

پہلی قسم جس میں مد کا کوئی سبب، ہو اس کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ مد کا سبب درمیان میں ہو: یہ حروف تین تہجی حروف پرمشتمل ہوتے ہیں اس قسم کے حروف کا مجموعہ (نـقـص عسلـكـم) ہے۔ اس کی تفصیل انشااللہ مد لازم فرعی حرفی کے بیان میں آئیگی۔

ب۔ دوسری قسم میں مد کا سبب آخر میں ہوتا ہے اور یہ حروف دو حروف تہجی پر مشتمل ہوتے ہیں۔

ان حروف کا مجموعہ (حی طهر) وہ یہ ہیں حا ، یاء ، طا ، ھا ، را

اور ان کو اسی طرح پڑھا جائے گا جس طرح مصحف میں لکھا ہوا ہے ۔

حا : یہ (حم)میں سات سورتوں کے شروع میں آیا ہے وہ یہ ہیں الغافر، الشوری ، فصلت، الزخرف، الدخان ، الجاثیہ اور الاحقاف۔

یاء : دو مرتبہ آئی ہے (كٓهيعٓصٓ) سورہ مریم کے شروع میں اور (يٰسٓ) سورہ یس کے شروع میں۔

طا: چار مرتبہ آئی ہے (طٰسٓمٓ) سورہ شعرا اور قصص کے شروع میں اور (طٰسٓ) سورہ نمل کے شروع میں اور (طٰهٰ) سورہ طہ کے شروع میں۔

ھا: دو مرتبہ آئی ہے (كٓهيعٓصٓ) سورہ مریم کے شروع میں اور (طٰهٰ) سورہ طہ کے شروع میں۔

را: چار مرتبہ آئی ہے (الٓرٰ) سورہ یونس، ھود، یوسف، ابراھیم اور حجر کے شروع میں اور (الٓمٓرٰ) سورہ رعد کے شروع میں۔

یہ مد ، مد طبیعی ہے اور اس کی مقدار ہمیشہ وصلا اور وقفا دو حرکت ہے۔

مد طبیعی میں عام غلطیاں:

ا۔ مد اپنی جگہ میں نہ کرنا یا مد کا زیادہ کردینا۔

۲۔ ایسی جگہ مدکرنا جہاں سے تحریراً الف یا واؤ حذف ہوگیا ہو جیسے(يدع الداع مم)

۳۔ دو حروف مد ملنے کی وجہ سے جیسے ﴿ وَلَا الضَّآلِّينَ ﴾ یہاں علیحدہ علیحدہ پڑھنا اور لا پر مد کرنا غلطی ہے۔

۴۔وقف کی حالت میں دو حرکت سے زیادہ پڑھنا جیسے ﴿ تُرَٰبٌ ﴾ میں با پر دوحرکت سے زیادہ مدکرنا۔

۵۔ادغام کی وجہ سے واؤ مدیہ کو چھوڑ دینا جبکہ اس کے بعد واؤ شفتین ہو جیسے ﴿اصْبِرُوا وَصَابِرُوا﴾

۶۔ادغام کی وجہ سے یاء مدیہ کو چھوڑ دینا جبکہ اس کے بعد یا شجریہ ہو جیسے ﴿ الَّذِى يُوَسْوِسُ ﴾

۷۔ وہ الف جو تحریر میں موجود ہے لیکن پڑھنے میں نہیں جیسے ﴿ ثمودا ﴾ ﴿ قواریرا ﴾ ﴿ مائة ﴾ یہاں مدکرنا۔

۸۔ وہ واؤ جو تحریر میں موجود ہے لیکن پڑھنے میں نہیں جیسے﴿ اولئك ﴾ ﴿ اولا ﴾ یہاں مدکرنا۔

۹۔ ان الفات کے مدکو نہ کرنا جو مصحف میں موجود نہیں ہیں مگر ان کے لئے رمز (اشارہ) (') بنا ہوا ہے جیسے ﴿ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴾۔

۱۰۔ ان واؤ (الٹا پیش) کو نہ پڑھنا جو لکھے ہوئے نہیں ہیں مگر ان کا رمز (اشارہ) چھوٹا سا (و) ہے جیسے ﴿ وَالْغَاوٗنَ ﴾ ۔

۱۲۔ ان یاء (پڑازیر) کو نہ پڑھنا جو لکھی ہوئی نہیں ہیں مگر ان کا رمز (اشارہ) فارسی کی ے ہے جیسے ﴿ يَسْتَحْيٖ ﴾ ﴿ يُحْيٖ ﴾۔

۱۳۔ ایسے الف جن کو وصل کی حالت میں چھوڑ دیا جاتاہے جیسے انا ۔

۱۴۔ مد کبھی دو حرکت سے کم کرنا۔

۱۵۔ غیر تاء تانیث والی تنوین مفتوح پر رکتے وقت مد نہ کرنا یا مد زیادہ کردینا۔

۱۶۔ وقف کی حالت میں ھا صلہ صغری پر مد کرنا یا اس ھاءکی مدکے لئے شرائط پوری نہ ہو رہی ہوں۔

۱۷۔ مد بدل کو پورے طریقے سے نہ پڑھنا جبکہ شروع میں ھمزہ وصلی اور بعد میں ھمزہ قطعی ہو جیسے ﴿ ائوتُمِنَ ﴾ ﴿ ائْذَنْ لِّی ﴾۔ یا اس جیسے الفاظ۔

۱۸۔ اشباع حرکت : اس طرح کہ اس کے بعد کوئی حرف مد اس جیسا ہو یا اس جیسا بن جائے جیسے ﴿ أَوْدِيَةٌ ﴾ میں دال کے زیر کو بڑھا دینا ، یا ﴿أَسْكَنتُ مِن ﴾ میں پیش کو بڑھا دینا ، ﴿ عَنكُمْ ﴾ میں فتح کو بڑھا دینا ۔

تیسری فصل

مد فرعی

تعریف :

مد طبیعی کی مقدار پر (دو میں سے) کسی وجہ سے زیادتی ہو، یعنی اس مد کے بعد ھمزہ آجائے یا سکون آجائے۔

مد طبیعی کی فرع ہونے کی وجہ سے اسے مد فرعی کہتے ہیں۔

اقسام :

مد فرعی کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم : حرف مد کے بعد ھمزہ آئے۔

دوسری قسم : حرف مد کے بعد سکون آئے۔

پہلی قسم : حرف مد کے بعد ھمزہ آئے اس کو واجب اور جائز میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

واجب کی دو قسمیں ہیں : ا ۔ واجب متصل ب۔ واجب بدل کبیر

ا۔ مد واجب متصل : حرف مد کے بعد اسی کلمہ میں ھمزہ آئے ۔ جیسے ﴿ سَوَآءٌ علیھم ﴾، ﴿ و سَمَآءِ ذات البروج ﴾ ﴿ فکلوہ ھَنِیٓـًٔا مریئا ﴾ ﴿ سیئت وجوہ الذین کفروا ﴾ ﴿ انما یامرکم بالسوٓء والفحشآء ﴾

اس کو متصل اس لئے کہا جاتا ہے کہ حرف مد کے بعد ھمزہ اصلی متصلا ایک ہی کلمہ میں آتا ہے۔ اس کوحالت وصل میں چار حرکت یا پانچ حرکت کھینچنا ضروری ہے ہے وقف کی حالت میں چار پانچ یا چھ حرکت بھی مد کرسکتے ہیں۔ کیونکہ وقف کی حالت میں سکون عارض ہوجائے گا (اور سکون عارض چھ حرکت کر سکتے ہیں) جیسے ﴿و فی ذالکم بلآء ﴾ (البقرہ ٤٩) اس طرح مدمتصل کی مقدار کم سے کم چار اور زیادہ سے زیادہ چھ ہوگی اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوسکتی۔

ب۔واجب بدل کبیر: ایسے مد کو کہتے ہیں جس میں درحقیقت تین ھمزہ ایک ہی کلمے میں جمع ہوجاتے ہیں۔اس میں درمیان والے ھمزہ کو (مد بدل کے قاعدے کے مطابق) ساکن کر دیتے ہیں۔ اور چونکہ بعد میں بھی ھمزہ ہے اس لئے (واجب متصل کے قاعدے کے مطابق) اس میں چار یا پانچ حرکت کی مقدار مد ہوگا جیسے ﴿ بُرَءَآؤُا ﴾۔

مد جائز کی تین قسمیں ہیں۔
ا جائز منفصل ۲ جائز صلہ کبری ۳ جائز بدل کبیر

ا۔ جائز منفصل : آخر کلمہ میں مد کا سبب آجائے اور اس کے فورا بعد ھمزہ اصلی آئے جو اس کلمہ سے ملا ہوا ہو(مگر دوسرے کلمہ کا ہو)جیسے ﴿ كَمَآ ءَامَنَ ﴾ ،﴿ أَلَآ إِنَّهُمْ ﴾ ، ﴿ بِمَآ أُنزِلَ ﴾ (یہاں ھمزہ اصلی ہونا ضروری ہے اگر ہمزہ وصلی ہوگا تو مد التقاء ساکنین کی وجہ سے ختم ہو جائے گا جیسے (ءَامَنُوا اصْبِرُوا) اصبرو کا ھمزہ وصلی ہے وہ ختم ہوجائے گا)۔
اس کو منفصل اس لئے کہتے ہیں کہ ھمزہ جو مد کا سبب ہے، اسی کلمہ میں ملا ہوا نہیں ہے بلکہ منفصل (الگ) ہے۔ اس مد کی مقدار حالت وصل میں چار یا پانچ حرکت ہوگی اور اگر اس پر وقف کریں گے تو مد طبیعی ہوجائے گا اور اس کی مقدار دو حرکت ہوجائیگی جیسے ﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ☆ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴾ اگر هَوَىٰ پر وقف کرتے ہیں تو مد کی مقدار دو حرکت ہوگی اور اگر وصل کرتے ہیں یہ مد منفصل ہوجائےگا اس کی مقدار چار یا پانچ حرکت ہوگی۔
اس کو دوسری مثالیں یہ ہیں: ﴿هل اتاك حديث موسىٰ ، اذ ناداه ربه ﴾(النازعات ۱۵۔ ۱۶)

۲۔ جائز صلہ کبری : یہ مد منفصل کی ایک قسم ہے۔ یہ صرف ھاء ضمیر سے متعلق ہے اس لئے اس کو خاص نام دیا گیا ہے۔ جب ھاء ضمیر غائب مفرد پیش یا زیر سے دو متحرک حرف کے درمیان آئے اور اس کے بعد ھمزہ اصلی ہو اور وقف نہ کریں تو یہاں مد ہوگا۔ اس کی مقدار چار یا پانچ حرکت ہوگی۔ جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے ﴿ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُۥٓ أَخْلَدَهُۥ ﴾ یہاں چار یا پانچ حرکت کا مد ہوگا ۔ ھاء صلہ سے متعلق تفصیل مد صلہ صغری میں آچکی ہے۔

۳۔ جائز بدل کبیر : یہ بھی مد منفصل کی ایک قسم ہے یہ صرف ''مد بدل'' کے بعد ھمزہ آنے پرہوگا۔ اسی لئے اس کو خاص نام دیا گیا ہے۔یہ اس طرح ہوگا کہ مد بدل کلمہ کے آخر میں ہو اور اس کے فورا بعد والے کلمہ کے شروع میں ھمزہ اصلی ہو۔ یہاں مد کی مقدار چار یا پانچ حرکت ہوگا اسی طرح جیسے تمام مد منفصل میں وقف نہیں یہاں بھی وقف نہیں ہوگا۔ اگر یہاں وقف کریں گے تو مد کی دو حرکت ہوجائے گی جیسے ﴿ رَءَآ أَيْدِيَهُمْ ﴾(ھود ۷)۔

نوٹ: اگر ایک آیت میں کئی مد متصل آگئے ہیں تو ان کے مد کی مقدار برابر ہوگی ۔ اگر پہلے مد کو چار حرکت پڑھیں گے تو اس کے بعد والے مد کو بھی چار حرکت کرنا لازمی ہوگا ۔ اور اگر پہلے مد کو پانچ حرکت پڑھیں گے تو اس کے بعد والے مد کو بھی پانچ حرکت کرنا لازم ہوگا۔ یہ نہیں ہوسکتا ایک مد کو چار حرکت پڑھیں اور اسی آیت میں دوسرے مد کو پانچ حرکت کریں جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے ﴿ الَّذِى جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَٰشًا وَالسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ الثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ﴾۔اسی طرح اگر ایک آیت میں کئی مد منفصل آگئے تو ان کی مقدار برابر ہوگی ۔ یہ نہیں ہوسکتا ایک مد کو چار حرکت پڑھیں اور اسی آیت میں دوسرے مد کو پانچ حرکت کریں ۔ جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ ءَامِنُوا كَمَآ ءَامَنَ النَّاسُ قَالُوٓا أَنُؤْمِنُ كَمَآ ءَامَنَ السُّفَهَآءُ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ﴾۔

دوسری قسم : حرف مد کے بعد سکون آئے۔

اسکی دو بڑی قسمیں ہیں۔

ا۔ حرف مد کے بعد سکون عارضی ہو۔

ب۔ حرف مد کے بعد سکون لازم ہو۔

ا۔ حرف مد کے بعد سکون عارضی ہو:

اول: اگر حرف مد کے بعد سکون عارضی ہو تو اس کو مد عارض للسکون کہتے ہیں۔

مثال :﴿ لِّلْمُتَّقِينَ ﴾ ،﴿ يُنفِقُونَ ﴾ ، ﴿ الْغَفُورُ﴾ ،﴿ الْمَصِيرُ ﴾ ،﴿ الْحَكِيمُ﴾ ،﴿ بِالْعِبَادِ ﴾ ، ﴿ الْحَمِيدُ ﴾ ، ﴿ مَّحْفُوظٍ ﴾۔

دوم: اور اگر حرف لین کے بعد سکون آئے تو اس کو مد لین کہتے ہیں۔

مثال : ﴿ قُرَيْشٍ ﴾،﴿ خَوْفٍ﴾ ،﴿ الْبَيْتِ ﴾ ،﴿ شَيْءٍ ﴾ ، ﴿ السَّيْرَ ﴾۔

مد عارض بالسکون میں مد دو حرکت چار حرکت یا چھ حرکت کرسکتے ہیں۔ اگر مد عارض بالسکون کے ساتھ مد متصل بھی ہو جیسے ﴿انومن کما ءامن السُّفَهَاءُ﴾ تو یہاں دو حرکت نہیں کرینگے، بلکہ اس میں تین مراتب ہیں جیسے ﴿قرو ﴾ اور ﴿یشاء ﴾

ھمزہ پر زبر ھو: مد متصل کے لحاظ سے ۴ ، ۵ حرکت ہوگی۔ اور اسی کو مد عارض للسکون کی وجہ سے ۶ حرکت بھی کر سکتے ہیں۔ یہ سب اس وقت ہوگا جب کہ ھمزہ پر زبر ہو۔

ھمزہ پر پیش ھو : حالت وقف بالسکون کی تین وجہوں کے علاوہ حالت اشمام میں ۴۔ ۵۔ ۶ حرکت اور حالت روم میں ۴۔ ۵ حرکت کریں گے۔اس طرح یہ آٹھ وجہ بن گئیں جیسا کہ ﴿ السُّفَهَاءُ﴾ میں ہے۔

ھمزہ پر زیر ھو: تو اس میں پانچ وجہ بنیں گیں، وقف بالسکون کے ساتھ ۴۔ ۵ ۔ ۶ حرکت اور روم کے ساتھ ۴ اور ۵ حرکت۔

کلمہ کے آخر میں ھا ضمیر یا تانیث ھو(ۃ): تو وقف بالسکون کریں گے اور اس میں صرف مد عارض والی تین حالتیں ہوں گی۔

کلمہ کے آخر میں پیش یا مرفوع ھو: اس میں سات وجہ ہیں ۲۔۴۔۶ حرکت وقف بالسکون میں اور ۲۔۴۔۶ حرکت اشمام میں اور ۲ حرکت روم میں ،جیسے ﴿ نستعین ﴾ ﴿ قدیر ﴾۔

کلمہ آخر میں زیر یا مجرور ھو: تو اس میں چار وجہ ہوں گی۔ ۲۔۴۔۶۔ سکون میں اور ۲ حرکت روم میں اور یہ مد عارض للسکون ہوگا۔

لین میں: چھ وجہیں ہیں ۲۔۴۔۶ حرکت وقف بالسکون میں ۲۔۴۔۶ اشمام میں اور اس میں روم نہیں ہوتا اس لئے کہ روم کا مطلب وصل کرنا ہے۔ جیسے ﴿ضیر ﴾ ﴿ شیء ﴾

کلمہ کے آخر میں مجرور یا مکسور ھو (لین میں): اس میں ۲۔۴۔۶ حرکت وقف بالسکون

کے ساتھ اور اس میں روم نہیں ہوتا لہذا تین ہی وجہ ہے جیسے ﴿ شیء ﴾ ﴿ خوف ﴾

کلمہ کے آخر میں مفتوح ہو: اس میں تین وجہ ہے ۲۔۴۔۶ حرکت وقف بالسکون میں ۔ اس میں صرف وقف بالسکون ہی ہوتا ہے روم نہیں ہوسکتا۔ ﴿ المستقیم ﴾ ﴿ الموت ﴾ ﴿ یوقنون ﴾ ﴿ فلا فوت ﴾ ۔

نوٹ: مد عارض میں مدوں کے درمیان توازن برقرار رکھا جائے گا ۔ اور پہلے مد کی دو حرکت مقدار ہے تو باقی مد کو بھی دو حرکت کریں گے اور پہلے مد کی مقدار ۴ حرکت ہے تو باقی مد کی مقدار بھی چار حرکت ہوگی اسی طرح اگر پہلے مد کی چھ حرکت مقدار ہے تو باقی مد کی مقدار بھی چھ حرکت ہوگی اور اس میں تین وجہ جائز ہیں ۔ اسی طریقہ سے لین میں تین طریقہ جائز ہیں

ب۔ دوسرا : حرف مد کے بعد سکون لازم :

حرف مد کے بعد سکون لازم آئے چاہے ایک کلمہ میں ہو یا ایک حرف میں چاہے مثقل (یعنی حرف پرتشدید ہو) یا مخفف (یعنی حرف پر جزم) آئے اس طرح اس کی چار قسمیں ہونگی

۱۔ مد لازم کلمی مثقل
۲۔ مد لازم کلمی مخفف
۳۔ مد لازم حرفی مثقل
۴۔ مد لازم حرفی مخفف

۱۔ مد لازم کلمی مثقل :

حرف مد کے بعد حرف مشدد یا سکون اصلی مدغم ایک ہی کلمہ میں آئے (حرف مشدد معروف عبارت میں دو متماثل حرف کو کہتے ہیں جس میں پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہوتا ہے) جیسے

﴿ الضَّآلِّينَ ﴾ ﴿ الطَّآمَّةُ ﴾ ﴿ الظَّآنِّينَ ﴾ ﴿ الْحَآقَّ ﴾ ﴿ أَتُحَـٰٓجُّوٓنِّى ﴾

لازم : یہاں تمام قرات میں مد کی مقدار چھ حرکت ہوگی اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوسکتی یہاں سکون لازم ہوگا (عارضی نہیں) اسی لئے لازم کہا گیا ہے

کلمی : حرف مد کے بعد سکون لازم ایک ہی کلمہ میں آئے گا اس لئے کلمی کہا گیا ہے

مثقلا : ساکن اصلی حرف مشدد ہو (مدغم ہو)

اسکو مد بدل لازم بھی کہہ سکتے ہیں جیسے ﴿ءَآمَنَ﴾۔ مد بدل کے بعد تشدید والا حرف ہے اس لئے یہاں بھی مد چھ حرکت ہوگا۔ اور اس کو ''مد فرق مثقل'' بھی کہا جاسکتا ہے۔

فرق : یہ مد جملہ خبریہ اور جملہ انشائیہ کے بیچ فرق کرتا ہے ۔

مثقل : حرف مد کے بعد تشدید والا حرف ایک ہی کلمہ میں آئے۔

قران میں یہ صرف دو کلموں میں ہے جیسے ﴿ ءَآلذَّكَرَيْنِ ﴾ دو مرتبہ سورہ انعام میں اور ﴿ ءَآللَّهُ ﴾ ایک مرتبہ سورہ یونس اور ایک مرتبہ سورہ نمل میں ہے۔ یہ مد بدل لازم ہے۔ یہ تبدیلی جملہ خبریہ اور جملہ انشائیہ کے فرق کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اسی لئے اسکا نام فرق بھی رکھا گیا ہے اور یہ سب مد چھ حرکت ہونگے اس سے زیادہ یا کم نہیں ہو سکتے۔

۲۔ مد لازم کلمی مخفف:

یہ حرف مد کے بعد حرف ساکن غیر مشدد ایک ہی کلمہ میں آنے پر ہوتا ہے جیسے ﴿ الْـــٰٔنَ ﴾ جو دو مرتبہ سورہ یونس میں ہے اور اسکو مد فرق مخفف بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ جملہ خبریہ اور جملہ انشائیہ کے فرق کے لئے ہوتا ہے یہ مد چھ حرکت ہوگا۔ اور اس کو مخفف اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں سکون اصلی غیر مشدد ہوتا ہے۔

کلما ت فرق ثلاثہ میں ابدال کا سبب :

ابدال سے پہلے یہ کلمات لکھنے میں ایسے تھے ﴿ ألذكرين ﴾ ﴿ أالله ﴾ ﴿ أالآن ﴾ ۔ ان کو ابدال کے بعد (أذكرين ۔ اللّٰه ۔ ألئن) پڑھتے گویا کہ یہ کلمات ھمزہ وصل سے شروع

ہوتے ہیں ھمزہ استفھام (سوالیہ) سے نہیں ہوتے (یہاں) اب خبریہ جملہ اور سوالیہ جملہ گڈمڈ ہوجائے گا (جس سے معنی بھی بدل جائیں گے) اسلئے یہاں ھمزہ وصل کو حرف مد سے بدلنا پڑا تاکہ جملہ انشائیہ اور خبریہ میں فرق ہوجائے۔

۳۔ مد لازم حرفی مثقل: حرف مد کے بعد سکون اصلی مدغم (حرف مشدد) کسی ایسے حرف میں آئے جو حروف سورہ کے شروع میں ہوتے ہیں (انکو حرف مقطعات کہا جاتا ہے) یہ حروف تین حروف تہجی پر مشتمل ہوتے ہیں اور درمیان والا حرف مد ہوتا ہے اور تیسرا ساکن اصلی ہوتا ہے۔ جیسے ﴿الٓمٓ﴾ ﴿طٰسٓمٓ﴾ ان کو (الف لامیم) اور(طاسیمیم) پڑہیں گے یہاں پہلی مثال میں الف مد کے بعد تشدید آئی ہے اور تشدید ادغام کی وجہ سے ہے اور دوسری مثال میں یاء مد کے بعد میم مشدد ادغام کی وجہ سے آیا ہے۔

اس میں سب قراء کے نزدیک مد کی چھ حرکت لازمی ہے اور اس میں سکون لازم ہے۔

لازم کی وجہ تسمیہ : لازم اس لئے کہا گیا ہے کہ تمام قراء کے نزدیک ٦ حرکت لازم ہے۔ یا لازم اس لئے کہا گیا ہے کہ سکون اس میں لازم ہے ان میں حرف مد کے بعد ساکن اصلی آتا ہے۔

حرفی کی وجہ تسمیہ : کیونکہ یہ حروف مقطعات میں ہی پائے جاتے ہیں۔

مثقل کی وجہ تسمیہ : اس میں ساکن اصلی مدغم (حرف مشدد) ہوتا ہے

۴۔ مد لازم حرفی مخفف:

حرف مد کے بعد سکون اصلی غیر مدغم ان حروف میں سے کسی حرف میں آئے جو سورہ کے شروع یعنی مقطعات میں آتے ہیں اور تین حروف تہجی پر مشتمل ہوتے ہیں ان میں درمیان کا حرف مد ہو اور تیسرا ساکن اصلی ہو تو مد لازم کلمی مخفف ہوگا جیسے (سین) (کاف) (صاد) (نون) اور (قاف) اس کو مخفف اس لئے کہتے ہیں اس میں ساکن اصلی غیر مدغم (یعنی تشدید نہیں بلکہ جزم) ہوتا ہے یہ مد بھی چھ حرکت کا ہوتا ہے۔

حرف مد لازم حرفی مخفف کا مجموعہ (نقص عسلکم) ہے یہ حروف مقطعات سورہ کے شروع میں ہے۔

نوٹ: جو حروف سورۃ کے شروع میں آتے ہیں ۔سورۃ آل عمران میں الٓمٓ کی میم کو دوسری آیت سے ملاتے وقت میم پر زبر لگا کر التقاء ساکنین کو ہٹایا جاتا ہے اس میم کا ''مد لازم'' میں استثنی ہے اس میم کو دو طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں اول ساکن اصلی کے اعتبار پر میم کا چھ حرکت کی مقدار مد کریں گے۔ دوم حرکت طارئہ (اچانک لگی ہوئی حرکت) کے اعتبار سے اس میم میں دو حرکت کا مد ہوگا۔

اسی طرح سورۃ مریم اور سورۃ شوری کی ''عین'' کا بھی استثنی ہے اس مد کو لازم کے لحاظ سے چھ حرکت کریں گے یہی بہت مشہور اور افضل ہے اور اس کو مد لین کے لحاظ سے چار حرکت بھی کر سکتے ہیں۔ اس وقت اس کا نام مد لازم نہ ہوگا بلکہ مد لین ہوگا۔

نوٹ: مد لازم کی چاروں قسموں میں سے کسی پر وقف نہیں ہوگا۔ مگر لازم کلمی مثقل پر وقف ہوسکتا ہے۔

جبکہ اس کے بعد پیش آئے جیسے ﴿ولا جَآنٌّ ﴾ میں ۔چنانچہ یہاں سکون، روم اور اشمام تینوں طریقوں سے وقف کرسکتے ہیں۔

اگر یہ زیر والا ہو جیسے ﴿غیر مُضَآرٍّ ﴾۔ یہاں سکون اور روم دو طریقوں سے وقف کرسکتے ہیں۔

اگر یہ زبر والا ہو جیسے﴿ صَوَآفَّ ﴾ میں صرف ایک ہی طریقہ، سکون سے وقف کرسکتے ہیں۔

مد فرعی کے مراتب

مد فرعی اپنے اصل کے اعتبار سے چار طرح کے ہوتے ہیں ۔متصل ،منفصل ، لازم اور عارض للسکون یہ چاروں طرح کے مد قوت کے اعتبار سے ایک نہیں ہیں بلکہ ان کو چار مراتب میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اول اور اقوی : لازم

دوم : متصل

سوم : منفصل

چہارم : عارض للسکون اور لین

اور ان میں ہر ایک کا درجہ پہلے کے اعتبار سے کم ہے

ان مراتب کے لحاظ سے ترتیب کے دو طریقہ ہیں:

پہلا طریقہ : ایک آیت میں دو مد جمع ہوجائیں تو ان کو کس طرح پڑھنا چاہیے اگر پہلا ضعیف مد ہو اور اس کے بعد اس سے قوی آئے تو قوی کے اعتبار سے مد کی حرکت بڑھتی جائیگی جیسے﴿ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴾ اس میں اگر لَا رَيْبَ پر وقف دو حرکت کرتے ہیں تو لِّلْمُتَّقِينَ پر دو ، چار یا چھ حرکت کرنا ہوگا ۔ اور اگر لَا رَيْبَ پر وقف چار حرکت کرتے ہیں تو لِّلْمُتَّقِينَ پر چار یا چھ حرکت کرنا ہوگا دو حرکت نہیں کرسکتے کیونکہ ضعیف سے اقوی ہوجائیگا اور اگر لَا رَيْبَ پر وقف چھ حرکت سے کرتے ہیں تو لِّلْمُتَّقِينَ پر بھی چھ حرکت کرنا ہوگا۔

﴿ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ قَالُو لَا ضَيْرَ ﴾ میں اگر أَجْمَعِينَ پر وقف کرتے ہوئے مد دو حرکت کا کریں گے تو ضَيْرَ پر وقف صرف دو حرکت ہوگا اور اگر أَجْمَعِينَ پر وقف چار حرکت کریں گے تو ضَيْرَ پر وقف چار حرکت مساوی کے اعتبار سے اور دو حرکت ضعیف مد کے اعتبار سے کم کرسکتے ہیں اور اگر أَجْمَعِينَ پر وقف چھ حرکت کریں گے تو ضَيْرَ پر وقف چھ حرکت مساوی کے اعتبار سے اور چار اور دو حرکت ضعیف مد کے اعتبار سے کرسکتے ہیں ضعیف مد کے جواز کے اعتبار سے یہاں مد کی حرکت کو کم کرسکتے ہیں۔

دوسرا طریقہ : اگر کسی کلمہ میں مد فرعی کے قوۃ کے اعتبار سے دو سبب (متصل اور عارض للسکون) ہوں یعنی ایک قوی اور دوسرا ضعیف جیسے ﴿ الدُّعَاءَ ﴾ (حالت وقف میں) یہاں مد متصل اور عارض للسکون دونوں کرسکتے ہیں چونکہ مد متصل اقوی ہے اس وجہ سے مد عارض چار حرکت سے کم نہیں کیا جاسکتا چھ حرکت بھی ضعیف پر عمل کرتے ہوئے کی جاسکتی ہے مگر پہلی شکل بہتر ہے۔

مد فرعی میں عامزد غلطیاں:

۱۔ مد کا اپنی حد سے زیادہ کردینا (یعنی جو اسکی متعین مقدار ہے)۔

۲۔ مد کا اپنی حد سے کم کردینا۔

۳۔ ایک قرات میں مد عارض للسکون اور مدلین کی مقدار ایک سی نہ رکھنا۔

۴۔ ایک قرات میں تمام مد منفصل کی مقدار ایک سی نہ رکھنا۔

۵۔ ایک قرات میں تمام مد متصل کی مقدار ایک سی نہ رکھنا۔

۶۔ مد کے مراتب کا لحاظ نہ کرنا۔

تیرواں باب

پہلی فصل : حذف

دوسری فصل: زیادہ

تیسری فصل: ابدال

چوتھی فصل: ھمزہ

پانچویں فصل: فصل اور وصول

چھٹی فصل: دو قراتیں جبکہ لکھائی ایک کی ہو

مقدمہ

رسم عثمانی کے قواعد

اس سے پیشتر رسم عثمانی کے متعلق ارکان القرأۃ کے ضمن(سبق) میں گفتگو ہو چکی ہے۔ اب رسم عثمانی کے ان قاعدوں کے متعلق گفتگو ہے جو رسم عثمانی کی بنیاد ہیں۔ اور یہ چھ قاعدے ہیں۔

- حذف، زیادہ، ھمزہ، ابدال، وصل و فصل اور ایک تحریر کو دو قرات سے پڑھنے کا قاعدہ ۔

پہلی فصل
حذف

۱۔ **الف کا حذف :** یعنی وہ الف جو محذوف کے تابع ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

غیر مؤثر : مندرجہ ذیل حالتوں میں الف کا حذف قرات میں مؤثر نہیں ہے۔

۱۔ جمع کا الف۔ جیسے ﴿ وَجَآءُوْ ﴾۔ یا

۲۔'' ال'' (الف لام) کا ''الف''جب لام تاکید یا لام جر میں ہو جیسے﴿ للذی ببکة﴾ ﴿ للذین ﴾ ۔ یا

۳۔ سوالیہ لفظ میں فعل امر حاضر کا الف جب اس سے پہلے واؤ یا فاء ہو جیسے کہ ﴿ فسئل﴾ ﴿ وسئل ﴾۔ یا

۴۔ اس جیسے حذف کے دوسرے مقامات۔

یہاں الف کا لفظا بھی کوئی اثر نہیں اس لئے الف کا حذف ہوجانا تجوید میں مؤثر نہیں ۔

مئوثر : مندرجہ ذیل حالتوں میں الف کا حذف قرات میں مؤثر ہے۔

۱۔ جمع ضمیر متکلم کا الف جیسے ﴿ فرشنٰها ﴾ کا الف۔

۲۔تثنیہ کا الف جیسے ﴿ رجلن ﴾ کا الف۔

۳۔جمع مذکرسالم اور جمع مئونث سالم کا الف جیسے﴿ ٱلتَّـٰٓئِبُـونَ ﴾ ﴿ ثَّيِّبَـٰتٍ ﴾ کا الف۔

۴۔ اس جیسے محذوف الف۔

یہ بھی تجوید میں مئوثر نہیں ہے (مگر قرات میں اثر انداز ہے)۔ اس لئے انکا رمز ایک چھوٹا سا الف (الف مقصورئ یا کھڑا الف) ہے ۔

تجوید اور تلاوت کا فرق یہ ہے کہ تلاوت بغیر تجوید کے صحیح نہیں مگر کبھی کبھی تجوید بغیر تلاوت کے ہوسکتی ہے جیسے وقف بالاشمام میں ہونٹ صرف گول کئے جاتے ہیں اور کوئی آواز (تلاوت کی طرح) نہیں ہوتی۔

۲۔ واو کا حذف: واؤ کا حذف جب وسط کلمہ میں ہو: جب ایک کلمہ میں دو واؤ ملے ہوئے ہوں تو ایک کا حذف ہوگا جیسے ﴿ دَاوٗدُ ﴾ ﴿ وَالْغَاوٗنَ ﴾ ﴿ وَيَدْرَءُونَ ﴾ ﴿ يَقُوسًا ﴾ یہ تجوید میں مؤثر نہیں ہے۔ اس لئے اسکا رمز (علامت) یا تو چھوٹی سی واؤ یا ھمزہ (یا الٹا پیش) ہے۔

اگر آخر کلمہ کا واؤ حذف ہو تو یہ حالت وقف میں تجوید میں مؤثر ہوگا ۔ جیسے ﴿ يدع ﴾ ﴿ يمح ﴾ ﴿ سندع ﴾ انکی اصل حالت (يدعو) (يمحو) اور (سندعو) تھی۔ اس کا حذف حالت وقف میں اس طرح مؤثر ہوگا کہ ہم اس پر وقف بالسکون یا بالاشمام یا بالالروم، (جن حرکتوں پر اشمام یاروم وغیرہ ہوسکتا ہے ایسی حرکت پیش یا زیر یا زبر) کے اعتبار سے وقف کریں گے۔ جبکہ واؤ غیر محذوف ہوتا تو ہم واؤ مدیہ پر وقف کرتے۔

اسی طرح حالت وصل میں: اگر واؤ حذف نہ ہوتا تو ہم اس کو بعد والے الف مدودہ سے ملادیتے۔ اور اگر واؤ حذف ہوتا تو اس کو غیر مدیہ کلمہ سے ملادیتے ہیں۔

۳ یا کا حذف: اس'' ی '' کا حذف جو وسط کلمہ میں ہے: جیسا کہ وسط کلمہ میں دو ملی ہوئی یاؤں میں سے کسی ایک کا حذف یا آخر کلمہ میں سے اگر دو یاء ہوں تو (کسی ایک کا حذف) جیسے

﴿ يحيىٰ و يميت ﴾ ﴿ لَا يَسْتَحْيٖٓ ﴾ ﴿ سَيِّئَاتِكُمْ ﴾

یہ حذف تجوید میں مؤثر نہیں ہے۔ اس کا رمز فارسی والی چھوٹی سی ''ے'ہے یا ''ی'' محذوف کی جگہ ایک چھوٹا سا ھمزہ بنادیا جاتا ہے (کھڑا زیر بھی اس کا رمز ہے)۔

''ی'' آخر کلمہ میں ہو جیسے ﴿ يسر ﴾ ﴿ الداع ﴾ ﴿ يشفين ﴾ ﴿ هاد ﴾ ﴿ يعباد فاتقون ﴾ جن کی اصل (يسرى، الداعى ، يشفينى، هادى ، عبادى) ہے۔ یہ ''ی'' حذف ہوگی (گرامر کے اعتبار سے) اس کا حذف ہونا تجوید میں وقف کی حالت میں مؤثر ہوگا۔ اس تبدیل شدہ صورت میں اس پر سکون یا روم کے ساتھ وقف کریں گے۔ اگر ''ی'' حذف نہ ہوئی ہوتی تو ہم ''ی'' مدیہ پر وقف کرتے، اور حالت وصل میں ہم اس کے بعد والے الف مدودہ سے وصل کرتے۔ اور اگر یہ ''ی'' حذف ہوتی تو اس کو غیرمدیہ کلمہ سے ملادیتے۔

۴۔ **لام کا حذف:** اسم موصول کا لام حذف ہو جاتا ہے چاہے مفرد کا ہو، تثنیہ یا جمع کا ہو جیسے (الذی ، التی) اور ''ال ''کا لام بھی حذف ہوجاتا ہے (جو معارفہ بہ''ال'' ہے) ﴿ الیل ﴾ جیسی مثال میں۔ یہ دونوں تجوید میں بالکل مؤثر نہیں ہیں۔

۵۔ **نون کا حذف:** دوسرا نون حذف ہوجاتا ہے جیسے ﴿ نُنجِی ﴾ یہ بھی تجوید میں مؤثر نہیں ہے۔اس کا رمز نون پر چھوٹی سی نون بنی ہوتی ہے۔

۶۔ **حرف مقطعات کا تحریرا حذف:** یہ بھی تجوید میں مؤثر نہیں ہے حرف اسی طرح پڑھا جائے گا جیسے اس کا نام ہے نہ کہ اس طرح جیسے لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ ق کو قاف پڑھیں گے۔

حذف کے باب میں عامزد غلطیاں :

۱۔ محذوف کے عوض میں مصحف میں جو لکھا ہوا ہے اس کو ادا نہ کرنا۔

۲۔ محذوف کے عوض کو نہ پڑھنا۔

دوسری فصل

زیادہ

زیادہ :کسی ایسے کلمے میں الف، واؤ ، یاء کا زیادہ ہونا جو وصلا اور وقفا نہ پڑھے جاتے ہوں۔
جب الف ، واؤ یا یاء ایک کلمہ میں ہوں تو وہ وصلا اور وقفا نہ پڑھےجاتے ہیں)

ا۔ الف کا زیادہ ہونا ، واؤ جمع کے بعد

اَ۔ فعل میں ہو۔ جیسے﴿ هَاجَرُواْ ﴾۔ یا

ب۔" مذکرسالم مرفوع مضاف" [1] یا "شبہ مضاف"میں ہوجیسے﴿ مُرۡسِلُواْ ٱلنَّاقَةِ ﴾ یا

۲۔الف کا زیادہ ہونا، میم کے بعد ہو جیسے ﴿ مِاْئَةَ ﴾ ۔ یا

۳۔ الف کا زیادہ ہونا ایسے لام مجرور کے بعد جوکسی ضمیر کی طرف مضاف ہو(یا ضمیر کے علاوہ) ﴿ وَمَلَإِيْهِۦ ﴾ ۔ یا اس جیسی مثالیں۔

اس کا رمز (ہ) [2] ہے یہ زیادتی کی علامت ہے یہ نہ وصلا اور نہ وقفا پڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح واؤ کا زیادہ ہونا جیسے﴿ سَأُوْرِيكُمْ ﴾ ﴿ وَأُوْلُواْ ٱلْأَرْحَامِ ﴾﴿ أُوْلَٰٓئِكَ ﴾﴿ وَأُوْلَٰتُ ﴾
اسی طرح یاء کا زیادہ ہونا جیسے (أَفَإِيْن مَّاتَ) ﴿ نَّبَإِيْ ﴾ وغیرہ۔

اس زیادتی کو بتانے کےلئے بطور نشانی (ہ) حرفوں پر لگادیتے ہیں اور یہ"زیادہ حروف" قطعا نہیں پڑھے جاتے وصلاً اور وقفاً عدم تلفظ کی وجہ سے ان نو جگہوں میں (جو اوپر گذرچکی ہیں جس میں کہیں الف کہیں واؤ کہیں یا زیادہ ہے) تجوید پر کوئی اثر نہیں پڑھے گا۔

---

[1] (سالم : جس کا وزن نہ ٹوٹا۔ مرفوع: پیش والا۔ مضاف: جس کی نسبت کی گئی ہو۔ شبہ مضاف: مضاف جیسا)
[2] چھوٹاسا گول دائرہ ایک طرح جزم کی علامت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لفظ نہیں پڑھا جائیگا۔

تیسری فصل

ابدال

(ابدال کے معنی بدلنے کے ہیں)

الف کا واؤ سے بدلنا:

تحریرمیں الف واؤ سے بدل جائے گا اس کا رمز واؤکے اوپر ایک چھوٹا سا الف بنا ہوتا ہے یہ الف عام طور پر واؤ سے بدلکر آتاہے جیسے ﴿ اَلصَّلٰوۃَ ﴾ ﴿ اَلزَّکٰوۃَ ﴾ ﴿ اَلْحَیٰوۃُ ﴾ ﴿ اَلرِّبٰوا ﴾

الف کا یاء سے بدلنا :

تحریرمیں الف یاء سے بدل جاتی ہے ا اس کا رمز یاء کے اوپر ایک چھوٹا سا الف بنا ہوتا ہے یہ (کھڑاالف) عام طور پر یاء سے بدلکر آتا ہےجیسے﴿ فتیٰ ﴾ ﴿ وَأَکْدیٰ ﴾ ﴿ مُرْسٰھَا ﴾ ﴿ یَتَوَفّٰکُم ﴾

اس میں ثلاثی کے کچھ کلمات مستثنی ہیں اس میں الف کے بدلے الف ہی لکھا ہوتا ہے حالانکہ وہ الف واؤ سے بدلا ہوا ہوتاہے جیسے ﴿ سَنَا ﴾ ﴿ اَلصَّفَا ﴾ ۔ کچھ جگہ ''ی'' ہی لکھی ہوئی ہوتی ہے جیساکہ پہلے سے ہوتی ہے اوریاء پر چھوٹا سا الف ہوتا ہے جیسے ﴿ وَالضُّحیٰ ﴾ ﴿ زَکیٰ ﴾ ﴿ طَحیٰ ﴾ ﴿ دَحیٰ ﴾ ﴿ سَجیٰ ﴾

یہ ابدال کی وہ دو قسمیں ہیں جو تجوید میں مؤثر نہیں ہیں اس لئے کے اس میں بدلے ہوئے الف کی جگہ ایک چھوٹا سا الف بطور نشانی (رمز) اوپر بنا ہوتا ہے۔

نون کا الف سے بدل جانا:

یہ تبدیلی نون تاکید خفیفہ میں الف کے بدلے ہوتی ہے یہ قران میں صرف دو ہی کلمات میں پایا جاتا ہے ﴿ وَلَيَكُونًا ﴾ ﴿ لَنَسْفَعًا ﴾

بالکل اسی طرح ''اذن'' کا نون الف سے بدل جاتاہے جیسے ﴿ اذاً ﴾ لکھا بھی الف کےساتھ جاتا ہے۔ وقف کے وقت یہ تبدیلی تجوید میں مؤثر ہے چنانچہ اگر ہم ان تینوں کلمات میں کسی پر وقف کریں گے تو وقف الف پر ہی کریں گے (جس کو مدبدل یا وقف بالبدل بھی کہا جاتاہے) ورنہ ابدال والا حرف نہ ہوتا تو نون ساکن پر ہی وقف ہوتا۔

گول تاء (ۃ) کا لمبی تاء (ت)سے بدل جانا:

تاء تانیث جو اسم سے ملی ہوئی ہے گول تا(مربوطہ) لکھی جاتی ہے بجز چند متعین کلمات کے جو مصحف میں معین جگہ تاء مبسوطہ (ت) کی طرح لکھے جاتے ہیں جیسے ﴿ رَحمَتَ ﴾ ﴿ نِعمَتَ ﴾ ﴿ سُنَّتَ ﴾ ﴿ امرَأَتُ ﴾ ﴿ لَعنَتَ ﴾۔

یہ تبدیلی وقف کے وقت تجوید میں مؤثر ہے چنانچہ اگر ہم زبر والی تا مبسوطہ پروقف کریں گیں تو اس تا پر وقف بالسکون کریں گے اور اگر وہ تا زیر والی ہے تو اس پر وقف بالسکون اور روم کریں گے۔ اگر وہ تا پیش والی ہے تو اس پر وقف بالسکون ، روم اور اشمام کریں گے۔ اگرتبدیلی نہ ہوتی تو صرف وقف ہ ساکنہ پر ہی ہوتا (جیساکہ گول تا میں ہوتاہے)۔

غلطیاں جو ابدال کی ادائیگی میں ہوتی ہیں:

۱۔ تا مربوطہ پر وقف کرنا جبکہ مبسوطہ لکھی ہوئی ہو۔

۲۔ تا مبسوطہ پر وقف کرنا جبکہ مربوطہ لکھی ہوئی ہو۔

۳۔ نون تاکید خفیفہ پر وقف کرنا یااذن کے نون ساکن پر وقف کرنا۔

۴۔ الف مبدلہ کی ادائیگی واؤ سے کرنا جبکہ واؤ ہی لکھا ہوا ہو۔

۵۔ الف مبدلہ کی ادائیگی یاء سے کرنا جبکہ یاء ہی لکھی ہوئی ہو۔

جدول بالتاءات المربوطة التي رسمت مبسوطة

الكلمة	عدد المرات	الآية	رقم الآية والسورة	القاعدة إن وجدت
ابنت	١	﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ﴾	التحريم: ١٢	
امرأت	٧	﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ﴾	يوسف: ٣٠	إذا أضيفت إلى الاسم الظاهر وكان زوجها ترسم بالتاء المبسوطة وإلا فلا
		﴿قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ﴾	يوسف: ٥١	
		﴿إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ﴾	آل عمران: ٣٥	
		﴿وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ﴾	القصص: ٩	
		﴿ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ﴾	التحريم: ١٠	
		﴿امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ﴾	التحريم: ١١	
بقيت	١	﴿بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ﴾	هود: ٨٦	إذا أضيفت إلى لفظ الجلالة ولم يسبقها عطف
جنت	١	﴿وَجَنَّتُ نَعِيمٍ﴾	الواقعة: ٨٩	
رحمت	٧	﴿يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ﴾	البقرة: ٢١٨	
		﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾	الأعراف: ٥٦	
		﴿رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ﴾	هود: ٧٣	
		﴿ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ۝﴾	مريم: ٢	
		﴿فَانظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ﴾	الروم: ٥٠	
		﴿وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾	الزخرف ٣٢	
		﴿أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ﴾	الزخرف: ٣٢	
سنت	٥	﴿فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ﴾	الأنفال: ٣٨	

الكلمة	عدد المرات	الآية	رقم الآية والسورة	القاعدة إن وجدت
		﴿فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ﴾	فاطر: ٤٣	
		﴿فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا﴾	فاطر: ٤٣	
		﴿وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا﴾	فاطر: ٤٣	
		﴿سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ﴾	غافر: ٨٥	
شجرت	١	﴿إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ﴿٤٣﴾﴾	الدخان: ٤٣	
فطرت	١	﴿فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾	الروم: ٣	إذا أضيفت إلى لفظ الجلالة
قرت	١	﴿قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ﴾	القصص: ٩	إذا أضيفت إلى المفرد
كلمت	١	﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ﴾	الأعراف: ١٣٧	
لعنت	٢	١ ـ ﴿فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾	آل عمران: ٦١	إذا أضيفت إلى لفظ الجلالة وكانت على الكاذبين
		٢ ـ ﴿وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٧﴾﴾	النور: ٧	
معصيت	٢	١ ـ ﴿وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ﴾	المجادلة: ٨	إذا أضيفت إلى الرسول ﷺ
		٢ ـ ﴿وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ﴾	المجادلة: ٩	
نعمت	١١	١ ـ ﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ﴾	البقرة: ٢٣١	
		٢ ـ ﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ﴾	آل عمران: ١٠٣	
		٣ ـ ﴿اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ﴾	المائدة: ١١	
		٤ ـ ﴿بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا﴾	إبراهيم: ٢٨	
		٥ ـ ﴿وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا﴾	إبراهيم: ٣٤	
		٦ ـ ﴿وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ﴾	النحل: ١١٤	
		٧ ـ ﴿يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا﴾	النحل: ٨٣	
		٨ ـ ﴿وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ﴾	النحل: ٧٢	
		٩ ـ ﴿تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ﴾	لقمان: ٣١	
		١٠ ـ ﴿اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ﴾	فاطر: ٣	
		١١ ـ ﴿فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ﴾	الطور: ٢٩.	

جدول بالتاءات التي رسمت مبسوطة بسبب قراءتها جمعا في قراءة و إفراداً في قراءة أخرى

الكلمة	عدد المرات	الآية	رقم الآية والسورة	القاعدة إن وجدت
ءايات	٢	١ ـ ﴿ءَايَٰتٌ لِّلسَّآئِلِينَ﴾	يوسف: ٧	حيث تقرى (ءاية) في قراءة أخرى
		٢ ـ ﴿ءَايَٰتٌۭ بَيِّنَٰتٌۭ﴾	العنكبوت: ٤٩	حيث تقرأ (ءاية) في قراءة أخرى
بينت	١	﴿فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِّنْهُ﴾	فاطر: ٤٠	حيث تقرى (بيلت) في قراءة أخرى
ثمرات	١	﴿وَمَا تَخْرُجُ مِن ثَمَرَٰتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا﴾	فصلت: ٤٧	حيث تقرأ (ثمرة) في قراءة أخرى
جمٰلت	١	﴿كَأَنَّهُۥ جِمَٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾﴾	المرسلات: ٣٣	حيث تقرأ (جمالات) في قراءة أخرى
الغرفات	١	﴿وَهُمْ فِى ٱلْغُرُفَٰتِ ءَامِنُونَ﴾	سبأ: ٣٧	حيث تقرأ (الغرف) في قراءة أخرى
غيابت	٢	١ ـ ﴿وَأَلْقُوهُ فِى غَيَٰبَتِ ٱلْجُبِّ﴾	يوسف: ١٠	حيث تقرأ (غيابات) في قراءة أخرى
		٢ ـ ﴿أَن يَجْعَلُوهُ فِى غَيَٰبَتِ ٱلْجُبِّ﴾	يوسف: ١٥	حيث تقرأ (غيابات) في قراءة أخرى
كلمت	٤	١ ـ ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا﴾	الأنعام: ١١٥	حيث تقرأ (كلمات) في قراءة أخرى
		٢ ـ ﴿كَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ﴾	يونس: ٣٣	حيث تقرأ (كلمات) في قراءة أخرى
		٣ ـ ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٩٦﴾﴾	يونس: ٩٦	حيث تقرأ (كلمات) في قراءة أخرى
		٤ ـ ﴿وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا﴾	غافر: ٦	

چوتھی فصل

ہمزہ

ہمزہ اول کلمہ، وسط کلمہ یا آخر کلمہ میں آتا ہے۔

ہمزہ اول کلمہ میں :

۱۔ اول کلمہ میں ہمزہ الف پر ہی ہوا ہوتا ہے جیسے ﴿ إِسۡحَٰقَ ﴾ ﴿ أَكۡدَىٰٓ ﴾ ﴿ أُوتِيَ ﴾

(آجکل زبر پیش میں اوپر اور زیر میں نیچے مندرجہ بالا مثالوں کی طرح ایک چھوٹا سا ہمزہ بنا دیتے ہیں)

۲۔ حرف جر کو اس سے ملائیں جیسے ﴿ فَلِأُمِّهِ ﴾

۳۔ حرف عطف سے ملائیں جیسے ﴿ أَفَأَنتَ ﴾

٤۔ سین سے ملائیں جیسے ﴿ سَأَصۡرِفُ ﴾

۵۔ لام تاکید سے ملائیں جیسے ﴿ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمۡ ﴾

٦۔ ہمزہ کے بعد الف آئے تو اس طرح سطر پر لکھا جاتا ہے ﴿ ءَامَنَّا ﴾

ہمزہ وسط کلمہ میں : وسط کلمہ میں ہمزہ آئے اور اس سے پہلے کوئی حرف ساکن بجز الف کے ہو تو اس طرح سطر پر لکھا جاتا ہے ﴿ شَيۡـًٔا ﴾ ﴿ يُسۡـَٔلُ ﴾ ﴿ بَرِيٓـَٔا ﴾

ہمزہ متحرک وسط کلمہ میں ہو اور اس سے پہلے والا حرف بھی متحرک ہو یا الف ہو تو مندرجہ ذیل طریقہ سے لکھا جاتا ہے ۔

۱۔ ہمزہ یا اس سے پہلے والا حرف ان دونوں میں سے کوئی ایک زیر والا ہو تو ہمزہ پہلے والے حرف کی کرسی (نوک) پر لکھا جاتا ہے جیسے ﴿ لَبِئۡسَ ﴾ ﴿ سُٓيِٕلُواْ ﴾ ﴿ يَبۡـَٔسُونَ ﴾

۲۔ ہمزہ کے بعد یاء ہو تو سطر پر لکھا جاتا ہے ﴿ خَٰسِـِٔينَ ﴾

۳۔ ھمزہ یا اس سے پہلے والا حرف ان دونوں میں سے کوئی ایک پیش والا ہو اور اس کے بعد زیر والا نہ ہو تو ھمزہ واؤ پر لکھا جاتا ہے جیسے ﴿ وَٱلْمُؤْتَفِكَةَ ﴾ ﴿ يَذْرَؤُكُمْ ﴾

مگر جب اس کے بعد واؤ ہو تو سطر پر لکھا جاتاہے ﴿ يَـُٔودُهُۥ ﴾

۴۔ ھمزہ زبر والا ہو اور اس سے پہلے بھی زبر ہو تو ھمزہ الف پر لکھا جاتا ہے جیسے ﴿ سَأَلْتُمُّ ﴾ ﴿ وَلَأَمَةٌ ﴾

۵۔ جب ھمزہ ساکن ہوےاور اس سے پہلے زبر ہو یا الف ہو تو الف پر ھمزہ لکھا جاتا ہے جیسے ﴿ بِٱلْبَأْسَآءِ ﴾ ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ﴾

ھمزہ آخر کلمہ میں:

ھمزہ آخر کلمہ میں ہو تواس سے پہلے والے حرف کی حرکت کے مطابق وہ ھمزہ لکھا جائے گا۔

۱۔ اگر مکسور ہے تو یاء پر ھمزہ لکھیں گے جیسے ﴿ يُبْدِئُ ﴾

۲۔ اگر مفتوح ہے تو الف پر ھمزہ لکھیں گے ﴿ بَدَأَ ٱلْخَلْقَ ﴾

۳۔اگر پیش ہے تو واؤ پر ھمزہ لکھیں گے ﴿ إِنِ ٱمْرُؤٌا۟ ﴾

۴۔ اگر ھمزہ سے پہلے حرف ساکن ہو تو صرف ھمزہ ہی لکھا جاتا ہے ﴿ مِّلْءُ ﴾ ﴿ جَآءَ ﴾ ﴿ سِيٓـَٔتْ ﴾ ﴿ ٱلسَّوْءِ ﴾

۵۔ اگر ھمزہ پیش والا ہو اور اس کے بعد جمع کا الف ہو تو ھمزہ واؤ پر لکھاجاتاہے﴿ يَبْدَؤُا۟ ﴾

اسی مناسبت سےاوربھی مثالیں بن سکتی ہیں

ھمزہ کی کتابت تجوید پر بالکل اثرانداز نہیں ہوتی، یہ ھمزہ کتابت میں ہرحال میں برقرار رہتا ہے، ہاں جس حرف پر (الف، واؤ، یا) ھمزہ لکھا جاتا ہے وہ کبھی ساقط ہوجاتاہے حالانکہ اس حرف کے نہ رہنے سے بھی تجوید پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ البتہ یہ ضرور ہےکہ ھمزہ کو اچھی طرح ادا کریں (کہیں ایسا نہ ہوکہ) جس پر ھمزہ لکھا ہوا ہے اسکو ادا کردیں۔

پانچویں فصل
فصل اور وصل

تنبیہ: مصحف میں وصل اور فصل کی تحریر ایک جیسی نہیں ہے۔
فصل کا مطلب یہ ہے کہ دو کلمے الگ الگ لکھے ہوئے ہوں جیسے ﴿ اَن لَّا ﴾
وصل کا مطلب یہ ہے کہ دو لفظوں کو ملا کر ایک کلمہ کی طرح لکھ دیا ہو جیسے ﴿ اَلَّا ﴾
درحقیقت بنیاد فصل ہی ہے اس لئے کہ کلمہ اصل میں ایک دوسرے سے الگ الگ لکھے جاتے ہیں۔

تجوید میں حالت وقف میں ہی فصل و وصل کا اثر ہوگا۔ اس لئے کہ دو جدا کلموں کے پہلے جز پر وقف اختیاری یا اضطراری جائز ہے۔ جبکہ جڑے ہوے (حالت وصل میں) دو کلموں کے آخر میں ہی وقف کرنا پڑے گا (درمیان میں جائز نہیں)۔

غلطیاں:
۱۔ ادا کرتے وقت موصول (ملے ہوئے کلموں) کو الگ الگ کردینا۔
۲۔ ادا کرتے وقت الگ الگ کلموں کو ملا دینا۔

جدول الكلمات الموصولة والمفصولة

الكلمة المفصولة	عددها	الكلمة الموصولة	عددها	الشاهد	السورة/الآية
أن لا	١٠	ألا	الباقي	﴿أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ﴿٢٤﴾﴾	القلم: ٢٤
				﴿عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ﴾	الممتحنة: ١٢
				﴿وَأَن لَّا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ﴾	الدخان: ١٩
				﴿أَلَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ﴾	يس: ٦٠
				﴿أَلَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا﴾	الحج: ٢٦
				﴿وَأَنْ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ﴾	هود: ١٤
				﴿أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ﴾	هود: ٢٦
				﴿وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ﴾	التوبة: ١١٨
				﴿أَن لَّا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ﴾	الأعراف: ١٦٩
				﴿أَن لَّا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ﴾	الأعراف: ١٠٥
من ما	٢	ممّا	الباقي	﴿هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم﴾	الروم: ٢٨
				﴿فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم﴾	النساء: ٢٥
إن ما	١	إنّما	الباقي	﴿إِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ﴾	الأنعام: ١٣٤
عن ما	١	عمّا	الباقي	﴿فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ﴾	الأعراف: ١٦٦
إن ما	١	إمّا	الباقي	﴿وَإِن مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ﴾	الرعد: ٤٠
أن ما	٢	أنّما	الباقي	﴿وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ الْبَاطِلُ﴾	لقمان: ٣٠
				﴿وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ﴾	الحج: ٦٢
كل ما	١	كلّما	الباقي	﴿وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ﴾	إبراهيم: ٣٤
عن من	٢	عمّن	الباقي	﴿فَأَعْرِضْ عَن مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا﴾	النجم: ٢٩
				﴿وَيَصْرِفُهُ عَن مَّن يَشَاءُ﴾	النور: ٤٣
أم من	٤	أمّن	الباقي	﴿أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾	فصلت: ٤٠

الكلمة المفصولة	عددها	الكلمة الموصولة	عددها	الشاهد	السورة/الآية
				﴿أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَم مَّنْ خَلَقْنَا﴾	الصافات: ١٤
				﴿أَم مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَـٰنَهُۥ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ﴾	التوبة: ١٠٩
				﴿أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا﴾	النساء: ١٠٩
يوم هم	٢	يومهم	الباقي	﴿يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ ﴿١٣﴾﴾	الذاريات: ١٣
				﴿يَوْمَ هُم بَـٰرِزُونَ﴾	غافر: ١٦
في ما	١١	فيما	الباقي	﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ﴾	البقرة: ٢٤٠
				﴿وَلَـٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَآ ءَاتَىٰكُمْ﴾	المائدة: ٤٨
				﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِي مَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾	الأنعام: ١٤٥
				﴿لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَآ ءَاتَىٰكُمْ﴾	الأنعام: ١٦٥
				﴿وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَـٰلِدُونَ﴾	الأنبياء: ١٠٢
				﴿أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَـٰهُنَآ ءَامِنِينَ ﴿١٤٦﴾﴾	الشعراء: ١٤٦
				﴿فِي مَا رَزَقْنَـٰكُمْ﴾	الروم: ٢٨
				﴿لَمَسَّكُمْ فِي مَآ أَفَضْتُمْ﴾	النور: ١٤
				﴿فِي مَا هُمْ فِيهِ﴾	الزمر: ٣
				﴿فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ﴾	الزمر: ٤٦
				﴿وَنُنشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾[1]	الواقعة: ٦١
أين ما	الباقي	أينما	٤[2]	﴿أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ﴾	النساء: ٧٨
				﴿وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾﴾	الشعراء: ٩٢
				﴿مَّلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوٓا﴾	الأحزاب: ٦١
				﴿أَيْنَمَا يُوَجِّههُّ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ﴾	النحل: ٧٦
إن لم	الباقي	إلم	١	﴿فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوٓا﴾[3]	هود: ١٤
أن لن	الباقي	ألن	٢	﴿بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّن نَّجْعَلَ لَكُم مَّوْعِدًا﴾	الكهف: ٤٨
				﴿أَلَّن نَّجْمَعَ عِظَامَهُۥ﴾	القيامة: ٣
ل (لام الجر)	٤	لـ	الباقي	﴿فَمَالِ هَـٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا﴾	النساء: ٨،

(١) وردت موصولة في بعض المصاحف.

(٢) وردت الثلاثة الأخيرة في بعض المصاحف مفصولة.

(٣) وردت مفصولة في مصحف دار إحياء التراث الإسلامي بقطر.

الكلمة المفصولة	عددها	الكلمة الموصولة	عددها	الشاهد	السورة/الآية
				﴿وَيَقُولُونَ يَٰوَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا ٱلْكِتَٰبِ﴾	الكهف: ٤٩
				﴿وَقَالُوا۟ مَالِ هَٰذَا ٱلرَّسُولِ يَأْكُلُ ٱلطَّعَامَ﴾	الفرقان: ٧
				﴿فَمَالِ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿٣٦﴾﴾	المعارج: ٣٦
فبئس ما[1]	٣	بئسما	الباقي	﴿فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ﴾	آل عمران: ١٨٧
لبئس ما				﴿لَبِئْسَ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾	المائدة: ٦٢
				﴿وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا۟ بِهِۦٓ أَنفُسَهُمْ﴾	البقرة: ١٠٢
كي لا	٢	كيلا	الباقي	﴿لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا﴾	النحل: ٧٠
				﴿لِّكَيْلَا يَكُونَ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ﴾	الأحزاب: ٣٧
ابن أم	إذا لم تقترن بياء النداء	يبنوم	حيث اقترنت بياء النداء	﴿قَالَ ٱبْنَ أُمَّ إِنَّ ٱلْقَوْمَ ٱسْتَضْعَفُونِى﴾	الأعراف: ١٥٠

الكلمات التي لم ترد إلا مفصولة

﴿أَيَّ مَا﴾	الإسراء: ١١٠	يجوز الوقف على (أيا) اضطراريا واختبارياً
﴿إِل يَاسِينَ﴾	الصافات: ١٣٠	لا يجوز الوقف على إل
﴿أَن لَّمْ﴾	البلد: ٧	يجوز الوقف على (أن) اضطرارياً واختبارياً
﴿وَحَيْثُ مَا﴾	البقرة: ١٤٤، ١٥٠	يجوز الوقف على (حيث) اضطرارياً واختبارياً
﴿وَلَاتَ حِينَ﴾	ص: ٣	يجوز الوقف على (لات) اضطرارياً واختبارياً.

قد جمعت هذه الكلمات حتى لا تُؤَدَّى أداء الموصول. ويتحقق ذلك بالمشافهة من المشايخ المتقنين.

❁ ❁ ❁

الكلمات التي لم ترد إلا موصولة

﴿أَيَّمَا﴾	القصص: ٢٨
﴿مَهْمَا﴾	الأعراف: ١٣٢
﴿رُبَمَا﴾	الحجر: ٢
﴿بِمَّ﴾	الطارق: ٥
﴿عَمَّ﴾	النبأ: ١
﴿وَيْكَأَنَّ﴾	القصص: ٨٢
﴿وَيْكَأَنَّهُ﴾	القصص: ٨٢
﴿يَيْسَوْءُ﴾	طه: ٩٤
﴿حِينَيِذٍ﴾	الواقعة: ٨٤
﴿كَالُوهُمْ﴾	المطففين: ٣
﴿وَزَنُوهُمْ﴾	المطففين: ٣
﴿بِيَمَا﴾	أينما وجدت في المصحف
﴿فِيمَ﴾	أينما وجدت في المصحف
﴿كَأَنَّمَا﴾	أينما وجدت في المصحف
﴿مِمَّن﴾	أينما وجدت في المصحف
﴿إِلَّا﴾	أينما وجدت في المصحف
﴿إِلْيَاسَ﴾	أينما وجدت في المصحف
﴿يَوْمَيِذٍ﴾	أينما وجدت في المصحف
﴿ال﴾	أينما وجدت في المصحف
﴿أُلُو﴾	أينما وجدت في المصحف وهي مختلف فيها والعمل عل وصلها
﴿أَنَا﴾	أينما وجدت في المصحف

چھٹی فصل
دو قراتیں جبکہ لکھا ئی ایک کی ہو

یہ مندرجہ ذیل امور پر منحصر ہے۔

۱۔ دو قراتوں کے لئے تحریر میں گنجائش ہو: جیسے ﴿ فَٰكِهِينَ ﴾ ﴿ مَٰلِكِ ﴾ میں الف کو حذف کرنے کے باوجود تحریر میں دونوں قرات کے لئے گنجائش موجود ہے کیونکہ جو الف پڑھے گا وہ کہے گا کہ یہاں الف تحریراً محذوف ہے مگر تلفظاً الف ہے، اسی وجہ سے ایک چھوٹا سا الف حذف کی جگہ بطور نشانی (رمز) لگادیا جاتا ہے۔(اسی طرح کوئی صرف زبر بھی پڑھ سکتا ہے)۔

۲۔ دو قرآتوں میں سے کسی ایک پر تحریر کا اقتصار : جب تحریر میں دو قرآتوں کی گنجائش نہ ہو تو اس قرآت کی تحریر اس حرف کی ہوگی جو غالب ہے۔ جیسے ﴿ ٱلصِّرَٰطَ ﴾ کی کتابت میں صاد ، سین اور زاء پر عموماً غالب ہے۔ جس کو حفص کے علاوہ کچھ دوسری روایات میں قاریوں نے پڑھا ہے۔

۳۔ مختلف قراتیں جن میں تحریراً زیادتی کی گنجائش نہیں: کچھ قراتوں میں کوئی حرف یا کلمہ زیادہ ہوتا ہے جسکی تحریر میں کوئی گنجائش نہیں ہوسکتی، مصاحف عثمانی میں قرآت میں زیادتی والا حرف یا کلمہ کبھی لکھا ہوا ہوتا ہے اور کبھی حذف ہوجاتا ہے۔ جیسے ﴿ تَجۡرِی تَحۡتَهَا ﴾ یا ﴿ تَجۡرِی مِن تَحۡتِهَا ﴾ ﴿ وَمَا عَمِلَتۡهُ أَيۡدِيهِمۡ ﴾ یا ﴿ وَمَا عَمِلَتۡ ﴾

پہلی صورت میں الف محذوف کا رمز الف صغیرہ پڑھا جائے گا۔ ورنہ بغیر الف کے کلمہ پڑھا جائے گا۔ دوسری صورت میں کلمہ اس طرح پڑھا جائے گا جیسا کہ لکھا ہوا ہے۔ تیسری صورت میں بھی کلمہ اسی طرح پڑھا جائے گا جس شکل میں لکھا ہوا ہے۔

غلطی: مصحف میں جیسا لکھا ہوا ہے ویسا نہ پڑھنا جبکہ مصحف میں رمز بھی موجود ہو۔

قصر منفصل کی روایت

'' قصرمنفصل '' کی روایت کی بہت سے لوگوں کو '' تراویح یا دور '' میں ضرورت پڑتی ہے۔ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے جو سمجھتے ہیں کہ '' قصرمنفصل '' بجز مد کی مقدار کے '' توسط منفصل'' سے مختلف نہیں ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔

اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ '' قصرمنفصل '' کے احکام کی اچھی طرح وضاحت کردوں۔ جس کو میں نے چارٹ میں لکھا ہے۔

جدول مشتمل على الفروق
بين توسط وقصر المنفصل

م	موضع الاختلاف	توسط المنفصل	قصر المنفصل		ملحوظات
	طريق	حرز الأماني ووجه التهاني للشاطبي	روضة الحفاظ لابن المعدل (طيبة النشر)		
			الفيل	ذرعان	
١	البسملة أواسط السور	جائزة	واجبة	واجبة	
٢	مقدار المد المنفصل	٤ ـ ٥ حركات	حركتان	حركتان	
٣	مقدار المد المتصل	٤ ـ ٥ حركات	٤ حركات	٤ حركات	
٤	﴿عَيْنٌ﴾	٤ ـ ٦ حركات	حركتان	حركتان	فاتحة مريم والشورى
٥	﴿وَيَبْصُۜطُ﴾ ﴿بَصْۜطَةً﴾	وجوب السين	وجوب السين	وجود الصاد	البقرة: ٢٤٥، الأعراف: ٦٩
٦	﴿ٱلْمُصَيْطِرُونَ﴾ الطور ٣٧	جواز السين والصاد	وجوب السين	وجوب السين	الطور: ٣٧
٧	﴿بِمُصَيْطِرٍ﴾ الغاشية ٢٢	وجوب الصاد	وجوب الصاد	وجوب السين	الغاشية: ٢٢
٨	﴿ءَآلْـَٰٔنَ﴾، ﴿ءَآلذَّكَرَيْنِ﴾، ﴿ءَآللَّهُ﴾	التسهيل والإبدال	الإبدال	الإبدال	مد الفرق ٦ حركات[1]
٩	﴿نَأْمَنَّا﴾	الروم والإشمام	الإشمام	الإشمام	يوسف: ١١
١٠	﴿شَعْبٍ﴾	بالضم والفتح	بالفتح	بالضم	الروم: ٥٤
١١	﴿ءَانَسْتُ﴾ ﴿ءَاتَىٰنِۦٓ﴾	حذف الياء وإثباتها وقفاً	حذف الياء وقفاً	حذف الياء وقفاً	النمل: ٣٦
١٢	﴿فِرْقٍ﴾	تفخيم وترقيق الراء	تفخيم الراء	تفخيم الراء	الشعراء: ٦٣
١٣	السكتات الأربع ﴿عِوَجَاۜ﴾، ﴿مَنْۜ رَاقٍ﴾، ﴿مَرْقَدِنَاۜ﴾، ﴿بَلْۜ رَانَ﴾	وجوب السكت	وجوب ترك السكت	وجوب ترك السكت	
١٤	﴿بِسْ﴾، ﴿نْ﴾	وجوب الإظهار	وجوب الإظهار	وجوب الإدغام	
١٥	﴿سَلَـٰسِلَا﴾	حذف الألف وإثباتها وقفاً	حذف الألف وقفاً	حذف الألف وقفاً	الإنسان: ٤
١٦	السكتان الجائزتان أ ـ (الانتقال من أي سورة سابقة على التوبة إلى أول التوبة) ب ـ (﴿مَالِيَهْ﴾، ﴿مَاهِيَهْ﴾ بالحاقة	جواز السكت وتركه	وجوب ترك السكت	وجوب ترك السكت	
١١	﴿نُّنذِكُّم﴾	جواز الإدغام الناقص والكامل	وجوب الإدغام الكامل	وجوب الإدغام الكامل	المرسلات: ٢٠

تکبیر

معنی :

اس کے معنی ہیں کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔

صیغہ:

اللہ اکبر یا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر یا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد

مقام:

سورہ الضحیٰ سے آخر الناس تک ہر سورت کے پہلے ''بسملہ'' پڑھنا ضروری ہے، لیکن تکبیر سے ابتداء کرنا جائز نہیں۔ جس طرح ''بسملہ'' پر وقف کرنا جائز نہیں ہے۔ (یعنی سورت پڑھتے پڑھتے آخر میں بسملہ پڑھنا اور رک جانا اور دوسری سورت بغیر بسملہ کے شروع کرنا)۔

میں تکبیر کی تفصیل ضروری نہیں سمجھتا اس لئے کہ تکبیر حفص بطریقہ شاطبیہ نہیں آیا ہے۔ اور جبکہ یہ کتاب طریقہ شاطبیہ سے متعلق ہے۔

الحمدللہ یہ کتاب آغاز ربیع الاول ۱۴۱۰ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۸۹ م کو ختم ہوئی۔